رحمتہ اللہ علیہ

تاج المحدثین عمدۃ المحققین حضرت علامہ مفتی ارشاد حسین رام پوری مجددی

کی نوک قلم سے نکلنے والا تقریباً ایک صدی کے بعد شائع ہونے والا پاکستان میں پہلی بار

منظر عام پر آنے والا نادر و نایاب

فتاویٰ ارشادیہ

حصہ اوّل

تالیف حضرت علامہ مولانا مفتی عبد الغفار خان نقشبندی رام پوری

تقدیم مفتی محمد اطہر نعیمی چیئرمین رویت ہلال کمیٹی پاکستان

ترتیب نو : ابو الطاہر غلام عباس باروی مجددی

زیر اہتمام

ابو الساجد محمد اقبال باروی

ادارہ تعلیمات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ

دار العلوم طاہر آباد ... ضلع لیہ

جامع مسجد بسم اللہ شیرپاؤ

کالونی لانڈھی کراچی

3218

3218

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
صلی اللہ علی النبی الامی وعلیٰ الہ واصحابہ وسلم تسلیما

فتاویٰ ارشادیہ

موبائل فون مخدوم عباس 0320-4028452

٥ ...... ناشر ٥

غلام عباس باروی مجددی ادارہ تعلیمات امام ربانی مجدد الف ثانی مرکزی دفتر
مخدوم عباسیہ بارویہ طاہر آباد موضع نواں کوٹ تحصیل چوبارہ ضلع لیہ
خط و کتابت کے لئے: جامع مسجد بسم اللہ شیر پاؤ کالونی گلی نمبر ۴ لانڈھی کراچی

Marfat.com

جملہ حقوق ناشر محفوظ ہیں

86355

نام کتاب : فتاویٰ ارشادیہ

مصنف : تاج المحدثین مولانا مفتی ارشاد حسین رامپوریؒ

مرتب : حضرت علامہ عبدالغفار نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

ترتیب نو : غلام عباس باروی نقشبندی

اہتمام : علامہ محمد اقبال باروی

اشاعت : ایک ہزار

طابع : محمد ابراہیم عباس

پاکستان میں بار اول : یکم اپریل ۲۰۰۰ء

O .... ملنے کا پتہ .... O

قاری دلشاد احمد نقشبندی مدرسہ بیت النور لانڈھی نمبر ۶، کراچی۔

فون: 5046057

مکتبہ غوثیہ ہول سیل سبزی منڈی کراچی۔ فون: 429946

مولانا ... اع علی رضوی سنی رضوی کتب خانہ گلشن کالونی

فیصل آباد۔ فون: 628319

سید محمد احمد یوسف نعیمی جامعہ مجددیہ نعیمیہ ملیر کراچی

(نوٹ)..... فتاویٰ ارشادیہ کو بغیر ردو بدل کے شائع کیا جارہا ہے۔

Marfat.com

کتاب کیسے چھپی
عرض ناشر

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم کا بے حد شکر واحسان اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بے حد درود وسلام جن کے فیضان رحمت سے خالق کائنات رؤف رحیم کی توفیق خاص ہوئی کہ نادر ونایاب کتب کو شائع کرنے کا موقع ملا۔

میرے دل میں یہ تمنا تھی کہ کچھ نایاب کتابیں شائع کی جائیں اس سلسلے پاکستان کے اکثر مدارس میں علمائے کرام سے ملاقاتیں ہوئیں تو اس سلسلہ میں جامعہ حامدیہ رضویہ گلشن رضا کراچی حاضر ہوا تو شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام نبی فخری مدظلہ سے ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ کوئی نایاب کتاب ہو تو عطا فرمائیں تاکہ اس کو شائع کیا جائے تو علامہ صاحب نے فرمایا کہ علامہ رضاء النبی صاحب نائب مہتمم دارالعلوم ھذا سے ملاقات کریں تو ملاقات ہوئی میں نے عرض کیا فرمانے لگے فتاویٰ ارشادیہ شائع کرائیں تو آپ نے فتاویٰ ارشادیہ حصہ اول ودوم کی فوٹو اسٹیٹ عطا فرمائی۔ علامہ رضاء النبی صاحب نے فرمایا کہ اس کی اصل کاپی استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد جمیل احمد نعیمی کے پاس ہے تو میں جامعہ نعیمیہ کراچی حاضر ہوا تو مفتی علامہ محمد اطہر نعیمی اعزازی خطیب جامع مسجد آرام باغ چیئرمین ہلال کمیٹی پاکستان سے ملاقات ہوئی تو میں نے کتاب کے لئے عرض کیا تو آپ نے اصل کتاب عطا فرمائی پھر علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب سے ملاقات ہوئی تو آپ بہت خوش ہوئے ایسا کام ضرور کرو اور انہوں نے بہت دعائیں دیں اور آپ کی (علامہ ارشاد حسین مجددی احمدی زندگی کے بارے میں حالات لکھنے کے لئے تیار ہوگئے اور پیر طریقت سید مقصود علی شاہ

Marfat.com

قادری، حضرت علامہ مولانا جان محمد نعیمی صاحب، حضرت علامہ مولانا محمد اعظم سعیدی صاحب، حضرت علامہ مولانا منیب الرحمن صاحب اور حضرت علامہ شیخ الحدیث التفسیر حضرت خالد محمود بانی جامعہ معارف القرآن کراچی۔ کتاب چھاپنے میں بھرپور ساتھ دیا۔

علامہ ارشاد حسین احمدی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی کے حالات کے لئے میں نے اکثر علمائے سے رابطے کئے تو علامہ بشیر القادری صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مبارکباد دی کہ آپ کو میں تحفہ دوں گا۔ میں نے بے چینی میں پوچھا حضور کیا تحفہ ہے تو انہوں نے جواب دیا جو آپ کا کام تھا حل ہو گیا یعنی علامہ ارشاد حسین احمدی رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی پر کتاب مل گئی۔ انہوں نے مجھے عطا کی گویا دنیا کی ہر چیز مل گئی جس وقت سے کتاب میرے پاس آئی تو بہت زیادہ سکون محسوس ہوا ہوتا بھی کیوں نہ جس شخصیت کے لئے پیارے آقا نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے مرشد کامل کو فرمائیں ارشاد حسین کو رام پور بھیج دو تاکہ دین کی خدمت کریں ان کی کتاب پڑھ کر سکون ہی سکون ہے۔

پھر علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب کے پاس حاضر ہوا تو آپ کو کتاب دکھائی تو آپ نے بہت زیادہ خوشی کا اظہار فرمایا فرمانے لگے اگر کوئی مجھے کوئی کثیر رقم دیتا تو اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی اس کتاب کو دیکھ کر ہوئی ہے گویا مفتی اعظم حضرت علامہ ارشاد حسین احمدی مجددی رحمتہ اللہ علیہ براہ راست فیض عطا فرما رہے ہوں۔

حضرت علامہ مولانا رضاء النبی صاحب نائب مہتمم دارالعلوم جامعہ بانی مکتبہ فخریہ کراچی اور الحافظ الحاجی خلیل احمد نورانی کا تہہ دل متشکر جنہوں نے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔ اور کراچی میں مرکز کے لئے حاجی محمد نواز بلوچ، محمد نثار، محمد عنصر علی جو کہ بسم اللہ جامع مسجد شیر پاؤ لانڈھی کراچی کے ٹرسٹی ہیں انہوں نے فرمایا ایک اللہ کا نیک بندہ ہماری مسجد کو بنوا رہا ہے اللہ تعالیٰ اس کے علم میں، عمل میں اضافہ فرمائے تو یہاں پر نایاب کتابیں چھاپنے کے لئے مرکز بنائیں۔

Marfat.com

مجھے اپنی علمی بے بضاعتی وکم مائیگی کا اعتراف ہے مگر اپنے پیرومرشد ولی کامل خواجہ الحاج فقیر محمد الباروی سجادہ نشین آستانہ عالیہ پیر بارو شریف لیہ کی نگاہ کرم استاذالعلماء الحاج قاری محمد دین نعیمی مصنف الخطیب فیصل آباد کی تربیت والد مکرم صوفی فتح شیر قادری کی شفقت سے ناچیز اس قابل ہوا۔

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا سید شاہد علی رضوی جمالی شیخ الحدیث الجامعہ الاسلامیہ قدیم گنج رام پور شریف انڈیا کی کتاب حیات خدمات نظریات حضرت علامہ مولانا مفتی ارشاد حسین مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ صفحات فتاویٰ ارشادیہ سے قبل دیئے گئے ہیں اللہ تعالیٰ موصوف کے علم وعمل میں ترقی عطا فرمائے۔

آخر میں ان دوستوں کا متشکر ہوں جنہوں نے کتاب کے سلسلے میں ہر موقع پر سرپرستی فرمائی خصوصاً حضرت علامہ مولانا باغ رضوی مہتمم جامع شیخ الحدیث فیصل آباد علامہ مولانا محمد اقبال باروی، محمد مرسلین دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے علامہ موصوف ودیگر علمائے اہلسنت کی نایاب کتب شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

ooo

غلام عباس باروی مجددی دارالعلوم عباسیہ بارویہ
طاہر آباد لیہ
جنرل سکریٹری ادارہ تعلیمات امام ربانی مجدد الف
ثانی رحمۃ اللہ علیہ
۸/اپریل ۲۰۰۰

Marfat.com

فہرست فتاویٰ ارشادیہ جلدا

تقریظات ۱۱
حیات علامہ مولانا ارشاد حسین مجددی رحمتہ اللہ علیہ ۱۷
نذرانہ عقیدت اہل علم ودانش ۲۸
بیان عقیدہ جو مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا چاہئے ۳۸
دوسوال کلمہ طیبہ کلام ربانی ہے۔نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۴۷
کو قبل کلمہ کن کے پیدا کیا یا بعد کو۔
جو مولوی عبدالعزیزامروہوی نے کلمہ طیبہ میں ایک سو پانچ ۴۹
احتمال گڑھے تھے سوال میں اور جواب میں چھ کو قابل تصدیق
قرار دیا تھااس کی تردید کی کہ یہ غلط ہے
دوسوال ایک حدیث من رآنی الحق سے دوسرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۶۱
نے حق تعالیٰ کو شب معراج چشم ظاہر سے دیکھا یا چشم باطن سے۔
بیان اس امر کا کہ جسم مبارک کا سایہ نہ تھا۔ ۶۲
سوال حدیث لولاک لما خلقت الافلاک۔ ۶۳
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور سے جدا کر کے پیدا کیا یا اپنی قدسیہ سے۔ ۶۴
حدیث احیاء ابوین شریفین موضوع ہے یا نہیں ۶۵
سماع موتیٰ ثابت ہے یا نہیں۔
زید کہتا ہے کہ شفاعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہو گئی ہے۔دوسرا کہتا ۶۵
ہے قیامت کے دن تجدید اذن شفاعت ضروری ہے کس کا قول صحیح ہے۔
حدیث صحابی کالنجوم صحیح یا یا موضوع۔ ۶۶
لڑکپن میں خمیر الوریٰ کہتے تھے الخزمان اشعاہیں منقبت شان نہیں ہے۔ ۶۶
امام حسین رضی اللہ عنہ کو جو خطبہ چھوڑ کر اٹھالیا تھا

Marfat.com

اس کو بہت بری حرکت کہنا کفر ہے یا نہیں۔ ۶۹
انبیا علیہم السلام کی نسبت کلمات گستاخانہ کہنا۔ ۷۰
صدور معجزات بعد ممات اور رفع یدین نماز میں اور زنا سے عدم ثبوت نسب۔ ۷۲
مولود میں قیام بدعت اور حرام ہے یا نہیں اور تارکین پر ملامت ۷۵
اور ابتدا اس کی کب سے۔
قیام کرنا وقت ذکر ولادت اور تعین روز اور جمع کرنا لوگوں کا ۷۷
اور شیرینی تقسیم کرنا جائز ہے یا نہیں۔
مسجد میں ذکر ولادت جائز ہے یا نہیں۔ ۷۸
قیام پر دلیل حل حرمین اور مانعین کے دلیل نہ کرنا متقدین کا۔ ۷۹
خلیفہ رابع کی خلافت پر جو اجماع ہے اس پر شکوک کا جواب۔ ۸۰
جو فعل حضور سے ثابت نہوا بعد کو مروج ہوا جائز ہے یا نہیں۔ ۸۲
ارواح مومنین کی بعد مرنے کے جنت میں رہتی ہیں یا اور ۸۳
مقام پر کلام نفسی اور لفظی کی تحقیق۔
عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جامع قرآن کیوں کہتے ہیں۔ ۸۵
مسائل شتے دس مسئلے سماع موتیٰ کا ذکر ہے۔ ۸۶
ابن الہمام مجتہد تھے یا نہیں۔ ۹۲
تین سوال قوم احنبہ سے نبی کا ہونا بین الضبعتین دعا کرنا ۹۲
قوم ہنود سے خدمت لینا۔
جو شخص یہ کہے کہ میں حدیث نہیں مانتا۔ ۹۳
مسئلہ امکان کذب۔ ۹۴
ایک شخص کہتا ہے خلف وعید ممکن ہے دوسرا ممتنع بالذات۔ ۹۵
شیطان پر لعنت مہادیو اور کنہیا کو کافر کہنا جائز ہے یا نہیں۔ ۹۶
یزید پر لعنت جائز ہے یا نہیں۔ ۹۷

Marfat.com

مجموعہ دس سوال یا شیخ عبد القادر جیلانی صد کا عورات کو زیارت قبور فاتحہ سیوم وغیرہ کفر روافض سب شیخین سماع بامزامیر من لشتہ بقوم عبادات میں وغیرہ۔ ۹۸

آٹھ سوال ایصال کیا منحصرا موت پر ہے ہلدی گوبر میں جوش دی ہوئی بلاشہود برضامندی مجامعت کرے احتیاطی ظہر سیکھنا زبان انگریزی مسجد میں خیمہ معتکف وغیرہ۔ ۱۰۰

کلام اللہ کی ہر مضمون کی آیات علیحدہ جمع کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ۱۰۱

سننا راگ کا مزامیر۔ ۱۰۲

مصافحہ بعد فجر یا عصر۔ ۱۰۵

معانقہ عیدین۔ ۱۰۶

سات سوال ہنود کے میلو نہیں مسلمانوں کی فسق وفجور کے میلو نہیں جانا ناپاک پانی کا سنگھاڑا سانڈ جو ہنود چھوڑتے ہیں لڑکیوں کا سر منڈانا انگرکھا پہنا وغیرہ۔ ۱۰۷

ستائیس سوال معہ جوبہ۔ ۱۱۰

اطفال مومنین معصوم ہیں یا نہیں۔ ۱۱۱

سلطان روم خلیفہ ہیں یا نہیں۔ ۱۱۲

ٹیکا لگانا واسطے چیچک کے جائز ہے یا ناجائز۔ ۱۱۳

خضر علیہ السلام زندہ ہیں یا نہیں۔ ۱۱۴

قرآن شریف کا ترجمہ بلا نقل نظم قرآن جائز ہے یا ناجائز۔ ۱۱۵

سنت تمام کر کے جماعت کی شرکت بعد نماز درود پڑھنا وغیرہ۔ ۱۱۶

محفل مولود کی شرکت سے انکار کرنے والا فاسد العقیدہ ہے۔ ۱۱۷

اطاعت والدین اور شوہر کس کی اطاعت مقدم ہے دس سوال۔ ۱۱۷

انگریزی پڑھنا پڑھوانا جائز ہے یا ناجائز۔ ۱۲۱

Marfat.com

متعدد قسموں کا ایک کفارہ ہو سکتا ہے۔ ۱۲۵
سوال احتساب سے۔ ۱۲۵
معاویہ رضی اللہ مجتہد تھے۔ ۱۲۶
مولوی شبلی صاحب کو دو مسئلوں عقود الجماعتین تردد اس کا حل ۱۲۸
کھانا نیاز عباس رضی اللہ عنہ کا جائز یا ناجائز۔ ۱۳۰
سوال زیور بجنے والے سے۔ ۱۳۱
طبیب کو مریض جو کچھ بطیب خاطر دیوے اس کا لینا۔ ۱۳۲
روافض جو خلیفہ بلا فصل اذان میں کہتے ہیں تبرا ہے۔ ۱۳۲
یا شیخ عبد القادرؒ جیلانی شیاللہ کا پڑھنے والا کافر ہے یا مسلم۔ ۱۳۳
بیان گز شرعی۔ ۱۳۳
بیان لباس وقار۔ ۱۳۳
اگر کوئی عالم کو کافر کہے وہ بنظر دفع شر کہے ہم کافر تمہاری بلا سے۔ ۱۳۴
اگر کوئی واسطے کار خیر کے مال جمع کرنے کا حیلہ ۱۳۶
حصہ معین کرنا معاونین کا جائز یا ناجائز۔
عبد النبی وغیرہ نام رکھنا جائز یا ناجائز۔ ۱۳۷
اگر جاہل کو سائر قوم شرفا و امرا قائم مقام سلطان کریں یہ ہو سکتا ہے۔ ۱۳۸
استعمال تمباکو، درود تاج، مجبوراً شراب پینا، کشتہ کھانے سے جماع کیا۔ ۱۳۹
سرکہ جس میں بوئے شراب ہو تسمیہ و دیگر الفاظ سے ذبح۔ ۱۴۱
بدھیا کی قربانی، فاتحہ بعد دفن میت، نماز میں انگشت شہادت ۱۴۲
اٹھانا، خالق مخلوق کے پیمان۔
سود کی شکلیں، فرضیت موئے ریش، تعلیم انگلش، حقوق رب، بزرگی یوم جمعہ۔ ۱۴۳
نقض توبہ کے احکام۔ ۱۴۵
جواز اخذ ربا بتوکیل دار الحرب سے۔ ۱۴۸

Marfat.com

بیان حیوان جو غیر اللہ کے واسطے ذبح ہو۔ ١٥١
جو قسم طعام وغیرہ بتوں یا مندروں کا چڑھاوا۔ ١٥٢
جو جانور بتوں کے نام تشہیر کیا اللہ اکبر کہہ کر ذبح ہوا۔ ١٥٢
کیا جو بنام شیخ سدو کیا جاوے۔ ١٥٣
بیان سانڈ جو ہنود بتو کے نام پر چھوڑتے ہیں۔ ١٥٣
جو جانور تقرب غیر اللہ کے لئے ذبح کئے جاتے ہیں۔ ١٥٦
جو بسکٹ تاڑی مسکر ڈال کر بناتے ہیں۔ ١٥٦
حکم سوّے کا۔ ١٥٧
حکم زعفران کا۔ ١٥٨
برائے شکار مینڈک وغیرہ جو زندہ کانٹے میں لگاتے ہیں۔ ١٦٠
موئے لب منڈواتا یا کتروانا سنت ہے۔ ١٦٠
نوکری چنگی کی جائز یا ناجائز۔ ١٦٢
بیان حقے اور تمباکو کا۔ ١٦٢
جو زوجہ وغیرہ پابند احکام شرعی ہوں ان کے ساتھ معاشرت کا بیان۔ ١٦٣
حکم اس راب اور گڑھ کا جس کے کولو وغیرہ کو کتے چاٹتے ہیں۔ ١٦٥

Marfat.com

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی ابن مفتی محمد جان نعیمی
دار العلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر، کراچی

باسم رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت شیخ الاسلام شاہ محمد ارشاد حسین مجددی رام پوری خلیفہ اجل حضرت شیخ محی السنۃ شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہ العزیز اپنے زمانہ کے عظیم عبقری تھے۔

جس پر ان کی علمی تخلیقات و تحقیقات شاہد اور زمانہ خود گواہ ہے ان کا علمی مقام بہت بلند ہے۔ فضائل و کمالات کے ایسے جامع تھے جن کے سامنے بڑے سے بڑا ہیچ ہے ان کی فضیلت کا یقین دشمن و دوست دونوں کو ہے۔ مختلف مقامات سے فتاویٰ ارشادیہ کا جائزہ لینے کے بعد یہ محسوس ہوا کہ صاحب کتاب اپنے وقت کے امام ابن ہمام تھے۔

داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار

میں فاضل نوجواں حضرت مولانا غلام عباس نقشبندی زید مجدھم کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے ایک نادر و نایاب کتاب کو شائع کرایا۔ یقیناً یہ اہل علم پر احسان ہے اللہ رب العالمین اس کاوش سعید کو قبول فرمائے اور سرمایہ دارین بنائے آمین۔

الفقیر الی غفور ربہ الکریم
عبدہ محمد جان نعیمی عفی عنہ
۲۴ ذوالحج ۱۴۲۰ھ

Marfat.com

تقدیم

اس دنیا میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو مطلب برآری کے لئے اپنی تمام توانائیاں صرف کر دیتے ہیں ایسے لوگوں کے مثبت اور قابل قدر ہونے کی وجہ سے ان کی قدر دانی ضروری ہو جاتی ہے۔ تفصیلات سے صرف نظر کرتے ہوئے یہ عرض کروں کہ گزشتہ دنوں ایک صاحب تشریف لائے انتہائی خلوص و محبت و عقیدت کا اظہار کیا۔ میں نے تعارف چاہا تو پتہ چلا کہ موصوف کا نام مولوی غلام عباس باروچی ہے۔ خدمت دین کا جذبہ رکھتے ہیں معروفیت کی وجہ سے تفصیلی گفتگو نہ ہو سکی۔ کچھ دن کے بعد پھر تشریف لائے اور مجھ سے کہا میرے علم میں آیا ہے کہ آپ کے پاس فتاویٰ ارشادیہ (اس کے بارے میں موصوف نے عرض ناشر میں لکھ بھی دیا ہے) میں نے بتایا کہ دارالعلوم کے کتب خانہ میں حضرت علامہ مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوری کے فتاویٰ کی پہلی جلد اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ جو مفقودالخبر کے سلسلہ میں ہے موجود ہیں لیکن فتاویٰ ارشادیہ کی دوسری جلد کی فوٹو کاپی عزیزم جناب لطافت یار خان سے ملی ہے جو جناب مولانا اکرام حسین صاحب مرحوم کے فرزند نسبتی ہیں۔ مولانا اکرام حسین صاحب مرحوم کا تعلق اسی خانوادہ سے ہے جن کی علمی خدمات کو اجاگر کرنے اور ملت مسلمہ کے ارباب علم کے استفادہ کے لئے یہ مجموعہ فتاویٰ شائع کیا جا رہا ہے۔ گو ضخامت کے اعتبار سے یہ مجموعہ فتاویٰ مختصر ہے لیکن بقول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ "بقامت کہتر بقیمت بہتر" یہاں اس امر کا اظہار ضروری خیال کرتا ہوں کہ اس مجموعہ فتاویٰ کے سلسلہ میں کچھ لکھنے کا مجھ پر حق بھی ہے کیونکہ میرا تعلق مراد آباد سے ہے صاحب فتاویٰ حضرت مولانا ارشاد حسین رحمۃ اللہ علیہ صاحب مصطفیٰ آباد مشہور بہ رامپور سے متعلق اور ان دو جگہوں کا فاصلہ تقریباً اٹھارہ انیس

Marfat.com

میل اور آج کل (وقت تحریر سطور ہذا) یہ آبادیاں تقریباً متصل ہو رہی ہیں اگر آبادی کی یہی حالت رہی تو مراد آباد اور رامپور میں کوئی فصل نہ رہے گا کچھ لکھنا چاہتا تھا لیکن جب مولانا غلام عباس نے مجھے مولانا شاہد علی صاحب رضوی کی وہ کتاب دکھائی جو موصوف نے حضرت علامہ مولانا ارشاد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھی ہے تو میں نے انہیں مشورہ دیا کہ اس کتاب کے کچھ حصہ کو شامل مجموعہ فتاویٰ کر دیا جائے تاکہ ناظرین کو حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہت کے ساتھ ان کی عملی زندگی کے بارے میں معلومات حاصل ہوں یہاں میں اس امر کا اظہار بھی کردوں کہ حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر میں اپنے استاذ محترم صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی اور اپنے والد محترم تاج العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ سے سنتا رہا ہوں۔ اس کے علاوہ مولانا عنایت اللہ خان صاحب رامپوری مرحوم کا مرتب کردہ مطبوعہ رسالہ (بزبان فارسی) مقامات ارشادیہ جو عزیزم لطافت یار خان صاحب ہی سے ملا ہے اس کا بھی جستہ جستہ مطالعہ کرتا رہا ہوں اس کے مطالعہ سے بھی مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کا یہ پہلو نظر آیا کہ حضرت مولانا اپنے دور کے شریعت وطریقت کا مجمع البحرین تھے جن کی مثال مشکل سے ملے گی۔ میں مولانا شاہد علی صاحب کی اس قلمی کاوش کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے مستقبل کے ارباب علم کو راستہ دکھا دیا ہے کہ وہ حضرت مولانا کے بارے میں مزید تحقیق فرمائیں۔ میں دعا گو ہوں کہ رب کریم اس مجموعہ فتاویٰ سے ہمیں استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نوازے اور اس کتاب کی اشاعت میں جن جن حضرات نے جس حیثیت سے بھی حصہ لیا ان کی خدمات کو قبولیت کے ساتھ ساتھ علمی خدمات کی مزید توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین۔

محمد اطہر نعیمی

امام و خطیب جامع مسجد آرام باغ کراچی

Marfat.com

حضرت علامہ مولانا محمد اعظم سعیدی
چیئرمین عالمی تنظیم خیرالامہ پاکستان

سچے لفظ

فقیہ العصر، جامع علوم عقلیہ ونقلیہ، واقف نکات اصلیہ حضرت مولانا ارشاد حسین رام پوری قدس سرہ کی عظیم المرتبت شخصیت کہ جنہیں امام اہلسنت مجدد مائتہ رفتہ مولانا احمد رضا خاںؒ کفل الفقیہ میں **من کبار علماء الھند** اور فاضل کامل لکھیں...... مولانا شیخ ابو الخیر کی ہدیہ احمدیہ میں جنہیں فاضل و محقق کامل لکھیں ...... حافظ محمد حسین مراد آبادی انوار العارفین میں جنہیں مفسر، محدث، مدرس فقہ واصول، فہمندۂ دقائق معقول لکھیں...... مولانا عبدالاول جونپوری مفید المفتی میں جنہیں جامع العلوم کہیں...... مولانا عبدالسمیع بیدل رام پوری انوار ساطعہ میں جنہیں **القمقام والنحر الھمھام الادیب المصقع المتکلم النبیہ** لکھیں ...... مولانا شاہ محمد مظہر مجددی مدنی جنہیں **قدوۃ اہل التحقیق والتدقیق وفصیح مقبول** قرار دیں...... مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی تعلیق المحلی میں جنہیں محدث نبیہ اور فقیہ وجیہ لکھیں...... صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی جن کی تعریف وتحسین میں رطب اللسان ہوں ...... مولانا نورالحسین فاروقی طرب الکرام میں جنہیں شیخ فخام، قدوۃ الانام امام الھمام تحریر کریں ...... بقیتہ النحاۃ مولانا سید شاہ حسین گردیزی جن علوم صوری ومعنوی کے کمالات کا بکثرت ذکر کرتے ہوئے جنہیں متبحر فقیہ کہیں...... برادر محترم خواجہ رضی حیدر جن کا تذکرہ، تذکرہ محدث سورتی میں کرتے ہوں...... ایسی نابغہ ویگانہ روزگار شخصیت کہ جن کی تعریف وتوصیف اور تحسین میں اکابر جبال العلم کے کلک قلم سے مرصع تہنیتی وسحر کی کلمات وجود پا رہے ہوں اور اصحاب علم وفضل جن کے گن گاتے ہوں وہاں میرے توصیفی لفظوں، حرفوں کی کیا حیثیت ہوگی، من آنم کہ من دانم، چہ نسبت ذرہ

Marfat.com

ریگ را با صحرائے علم .... مجھے اپنی علمی بے بضاعتی وکم مائیگی کا اعتراف ہے ، مگر فاضل عزیز مولانا غلام عباس مجددی (نازوری) کے حسن ظن کی پاسداری کرتے ہوئے اتنا ضرور عرض کرتا ہوں کہ بریلی ، لکھنو ، کان پور ، حیدرآباد دکن ، دہلی ، پیلی بھیت ، جمشید پور کے نامور علمی قلعہ ہائے معلیٰ کی موجودگی میں یکدم نمودار ہونا اور اپنے علم و فضل کو منوانا مولانا ارشاد حسین کے کمال علمیت کی روشن دلیل ہے جبکہ فتاویٰ ارشادیہ حضرت مولانا ارشاد حسین کی علمی فقاہت و ثقاہت کی اظہر من الشمس تصدیق ہے ، میرے نزدیک یہ فتاویٰ ارشادیہ مسلمانوں کے معتقدات کی اعلیٰ توضیح و تشریح ہے اور اس میں بعض ایسے ادق مسائل کی عمدہ تفسیر ہے جو ہر عہد میں اہم اور نشابر رہے ہیں جیسے (۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق کلمہ کن سے پہلے ہوئی یا بعد میں ؟ (۲) احیاء ابوین شریفین (یعنی حضور علیہ السلام کے والدین گرامی کا زندہ کیا جانا اور کلمہ پڑھوانا) یہ مسئلہ اس لئے اہم ہے کہ دنیا میں ہی دوبار حیات کا تصور ابھرتا ہے ؟ کیونکہ انسان عدم سے وجود میں آیا تو اس کی اولین حیات دنیائے بطن مادر کی ہے پھر عالم شکم سے انتقال اور دنیا میں آمد یہ دوسری دنیاوی حیات ہے پھر دنیا سے انتقال اور عالم برزخ میں جانا یہ تیسری برزخی حیات ہے پھر قیامت کے بعد چوتھی اور ابدی حیات ہے ، جس طرح برزخی حیات سے ابدی حیات کے درمیان موت کا وقفہ ہے یا نہیں ایک لا ینحل معمہ ہے اسی طرح دنیا سے برزخ کی طرف انتقال اور پھر برزخ سے واپسی اسی دنیا میں دوسری حیات اور پھر دوسری موت ایک پیچیدہ مسئلہ ہے جس پر مولانا ارشاد حسین رامپوری نے بڑی جرأت مندانہ اور دقیق فقیہانہ گفتگو فرمائی ہے (۳) بعد انتقال انبیائے کرام سے معجزات کا صدور (۴) کلام نفسی اور کلام لفظی کی تحقیق (۵) حیات کی جنس سے کسی نبی کا ہونا (۶) سماع بامزامیر (۷) ماضی کی متعدد قسموں ۔ حال کی قسم اور مستقبل کے لئے کھائی گئی قسموں کا کفارہ (۸) بعد نماز عیدین معانقہ اور بعد نماز عصر و مغرب مصافحہ (۹) مولانا شبلی نعمانی کے دو اہم سوالوں کے جواب (۱۰) شرعی گز کی لمبائی کا بیان (۱۱) حیدرآباد دکن کے ڈپٹی کمشنر کا سوال دربارۂ احتساب کی شرعی و تاریخی

Marfat.com

توضیح (۱۲) جاہل کو قائم مقام سلطان بنانا (۱۳) سود کی مختلف اقسام وشکلیں (۱۴) وکیل کے توسط سے اخذ ربا (۱۵) بتوں کے نام منسوب ومعنون جانوروں کو اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرنا (۱۶) حقے اور تمبا کو کا استعمال وغیرہ۔

غرض کہ فتاویٰ ارشادیہ کے حصہ اول میں دو سو کے قریب اس طرح کے اہم ترین مسائل شامل ہیں جن سے حضرت مولانا ارشاد حسین رامپوری رحمتہ اللہ علیہ کا تبحر علمی آشکارا ہوتا ہے اور آپ کی فقاہت پر سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے نیز آپ کی علمی عظمت کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ رام پور ریاست کے والی نواب کلب علی خاں آپ کی علمی جلالت سے ہی متاثر ہو کر عقائد امامیہ ترک کر کے سنی حنفی مجددی ہوئے تھے اور جب اسی نواب کلب علی خاں نے سنن ابو داؤد شریف کا انتہائی خوشنا مطلیٰ ومذہب نسخہ لکھوایا تو اس کی تصحیح مولانا ارشاد حسین اور محدث وقت مولانا سید حسن شاہ سے کروائی تھی چنانچہ محدث عصر سید حسن شاہ صاحب آپ کی جلالت علمی کے پیش نظر آپ کے دولت کدہ پر روزانہ تشریف لاتے اور دونوں حضرات مل کر ابو داؤد شریف کے نسخے کی تصحیح فرماتے تھے۔

عزیزم محترم فاضل مکرم مولانا غلام عباس مجددی نے فتاویٰ ارشادیہ کی اشاعت کا جو بیڑا اٹھایا ہے اللہ تعالیٰ موصوف کو ان کے مشن میں کامیابی عطا فرمائے اور علماؤ عوام اہلسنت کو اس فتاویٰ سے مستفید و مستفیض ہونے کی توفیق رفیق عطا فرمائے (آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

محمد اعظم سعیدی بقلم خود
چیئرمین عالمی تنظیم خیر الامہ پاکستان
سرپرست سرائیکی ادبی سنگت پاکستان کراچی
فون : 8117740

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاج الفقہا حضرت علامہ مولانا مفتی شاہ محمد ارشاد حسین مجددی رام پوری خلیفۂ اجل حضرت علامہ مفتی شاہ احمد سعید مجددی رام پوری ثم المدنی نور اللہ مرقدہما تیرہویں صدی ہجری کے بزرگ ترین عالم دین اور محدث کامل ہیں۔ آپ کے بزرگوں کا وطن اصلی خطۂ مقدسہ سرہند شریف تھا۔ سکھوں کے تسلط اور تعدی کے بعد آپ کے بزرگ حضرت مولانا مرشد میاں مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ ترک وطن کر کے بریلی شریف آ گئے[1] کافی عرصے کے بعد والیٔ رام پور نواب فیض اللہ خاں قادری جمالی حضرت مولانا مرشد میاں مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عارف باللہ سلطان الاولیا حضرت سید حافظ شاہ جمال اللہ نقشبندی قادری قدس سرہٗ کی تحریک پر ڈھائی سو افراد کے قافلے کے ساتھ مصطفیٰ آباد عرف رام پور لائے — پھر کچھ عرصے کے بعد حضرت مولانا محمد مرشد میاں مجددی اور قطب ارشاد حضرت سید حافظ شاہ جمال اللہ نقشبندی مجددی قادری قدس سرہما کی تحریک و دعوت پر حضرت مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کے جد امجد جناب غلام محی الدین مجددی رام پور تشریف لائے اور محلہ گھیر سیف الدین خاں میں سیف الدین خاں کے محلات میں سے ایک محل چار ہزار روپے میں خرید کر رام پور میں مستقل قیام پذیر ہو گئے۔ جناب غلام محی الدین مجددی کی سرہند شریف میں شہادت کے بعد ان کی والدہ ماجدہ نے گھیر سیف الدین خاں کا مکان فروخت کر کے محلہ پیلا تالاب پر اپنے ملکیتی میں قیام فرمایا اور وہیں حکیم احمد حسین مجددی کی ولادت ہوئی۔[2]

---

[1] حافظ احمد علی خاں شوق۔ تذکرہ کاملان رام پور ص ۲۰

[2] بہ روایت مولوی سجاد حسین مجددی ایڈوکیٹ، نبیرۂ حضرت مولانا محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہٗ

Marfat.com

ولادت: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کی ولادت باسعادت ۲؍ ارسفر المظفر ۱۲۴۸ھ محلہ میلاتالاب شہر مصطفیٰ آباد عرف رام پور یوپی (انڈیا) میں ہوئی۔ آپ کا نام محمد ارشاد حسین رکھا گیا۔۔۔ اور علماء اہل سنت وجماعت نے آپ کو تاج المحدثین، سند المحدثین، سراج الفقہاء، شیخ العلماء الراسخین اور قطب ارشاد جیسے القاب سے نوازا۔

نسب: مولانا ارشاد حسین بن مولانا حکیم احمد حسین بن غلام محی الدین بن فیض احمد بن شاہ کمال الدین بن شیخ درویش احمد بن شیخ زین العابدین عرف میاں فقیر اللہ بن حضرت خواجہ محمد یحییٰ بن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ [1]

حلیہ: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کا قد میانہ، رنگ گندمی، سر پرشکوہ، پیشانی کشادہ، آنکھیں سیاہ مائل بہ سرخی، بھویں لمبی ایک دوسرے سے جدا وکشادہ، ناک معتدل، سفید عمامہ سرپر باندھتے، کرتہ جس کا گریبان سینے پر ہوتا پہنتے، تسبیح وعصا ہاتھ میں رکھتے تھے۔ [2]

اخلاق: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی خوش لباسی، خوش اوقاتی اور خوش اخلاقی سے زندگی بسر کرتے۔ ہر شخص کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے، عہد کو پورا کرتے، محتاجوں کو بخشش وکرم سے نوازتے اور امیروں سے بے نیاز رہتے تھے۔ ہم عقیدہ مسلمانوں پر شفقت وعنایت فرماتے اور باطل پرستوں سے شدید نفرت کرتے تھے۔ شہر اور اہل شہر پر خاص اثر تھا۔

تعلیم: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے فارسی کی کتابیں اپنے والد مولوی

---

[1] (الف) حکیم عبد الحی لکھنوی۔ نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۴۹ (ب) شیخ ابو الخیر مکی۔ ہدیہ احمدیہ از ص ۸۶ تا ۹۴

[2] مولانا عنایت علی خان نقشبندی مجددی۔ معارف عنایتیہ ص ۱۱۷

Marfat.com

حکیم احمد حسین مجددی، اپنے بھائی مولوی امداد حسین مجددی، شیخ احمد علی[۱] اور شیخ زاہد علی[۲] سے پڑھیں - یہ حضرات علم فارسی میں بہت ملکہ رکھتے تھے اس کے بعد نحو، صرف وغیرہ علوم عربیہ کی تعلیم مولوی حافظ غلام نبی، مولوی جلال الدین اور مولوی نصیر الدین خاں سے حاصل کی۔ اس کے بعد علماء لکھنؤ سے علوم نقلیہ کی تکمیل کی۔ پھر وہاں سے علامۂ زماں مولانا محمد نواب افغانی نقشبندی کی خدمت میں علوم عقلیہ کے استفادہ کے لیے رام پور تشریف لائے اور باقی ماندہ کتب معقول وغیرہ کا درس علامۂ زماں ملا محمد نواب افغانی نقشبندی مجددی سے لیا۔

تاثیر صحبت: اس زمانے میں ملا محمد نواب افغانی نقشبندی نواب کلب علی خاں کی تعلیم پر مامور تھے۔ لہٰذا مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کا نواب کلب علی خاں کی مجلس استفادہ میں بھی جانے کا اتفاق ہوتا تھا اور ان کے ساتھ صحبت رہتی تھی۔

نواب کلب علی خاں کو مذہب امامیہ کی تعلیم کے لیے ان کے دادا نواب محمد سعید خاں والیٔ ریاست رام پور نے دو شیعہ مجتہد مقرر کیے تھے۔ وہ مجتہد جس قدر عقاید امامیہ کی تعلیم نواب کلب علی خاں کو دیتے تھے اسے حضرت مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نواب کلب علی خاں کے صفحۂ خاطر سے محو کرا دیتے تھے۔ اس طرح مجتہدوں کی کوشش رائیگاں جاتی تھی۔ مجتہدوں نے اس کی شکایت نواب محمد سعید خاں سے کی جس کے نتیجے میں نواب کلب علی خاں آپ کی صحبت کیمیا اثر سے محروم کر دیئے گئے[۳] مگر آپ کے فیض صحبت سے نواب کلب علی خاں کے قلب پر حق بیانی اور حق پسندی کے

---

[۱] حافظ احمد علی خاں شوق - تذکرہ کاملان رام پور ص ۳۰

[۲] مولانا حامد علی خاں نقشبندی مجددی - معارف عنایتیہ ص ۱۱۵

[۳] (الف) مولانا حامد علی خاں - معارف عنایتیہ ص ۱۱۶

(ب) حافظ احمد علی خاں شوق تذکرہ کاملان رام پور ص ۳۰

Marfat.com

جو نقوش ثبت ہو گئے تھے ان کو کوئی مجتہد محو نہ کر سکا اور بالآخر نواب کالب علی خاں شیعیت سے تائب ہو کر متصلب سُنّی حنفی نقشبندی مجددی ہو گئے — اس واقعہ کے بعد ملّا محمد نواب افغانی دہلی تشریف لے گئے۔ استادِ گرامی کے ہمراہ مولانا محمد ارشاد حسین مجددی بھی رام پور سے تعلق منقطع کر کے دہلی تشریف لے گئے اور وہاں بدستور سابق ملا محمد نواب افغانی سے علمی استفادہ کرتے رہے حتیٰ کہ تعلیم سے فراغت پائی اور شہرت عام کے مالک ہوئے۔

بیعت و خلافت: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے تعلیم سے فراغت پاکر استادِ گرامی ملّا محمد نواب افغانی کی رہنمائی سے عارفِ کامل حضرت علامہ مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور اور شیخ کامل کی خدمت میں رہ کر تصوف، حقائق و اسرار اور حدیث و تفسیر کی کتابیں پڑھیں اور تھوڑے عرصے میں محبوبیت و مرادیت کا بلند مقام پاکر اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔[۱]

حالات کی ابتری، ملک پر انگریزی اقتدار اور غلبہ کی وجہ سے غدر کے زمانے میں حضرت مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی ہجرت فرما کر مکۂ معظمہ روانہ ہوئے آپ بھی پانی پت تک ہمراہ تشریف لے گئے۔ پانی پت سے شیخِ طریقت نے آپ کو رام پور رخصت کیا۔

حج و زیارت: کچھ عرصہ بعد آپ اپنے خادم خاص محمد موسیٰ بخاری کو ہمراہ لے کر حج و زیارت کے لیے روانہ ہوئے۔ آٹھ ماہ میں پیدل یہ سفر ختم کیا۔[۲] حج بیت اللہ شریف سے فراغت کے بعد مدینۂ منورہ حاضر ہو کر روضۂ اطہر سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ زیرِ سایۂ روضۂ مبارک

---

[۱] معارف عنایتیہ ص ۱۱۶

[۲] (۱) خلاصہ علی خاں شوق۔ تذکرہ کاملانِ رام پور ص ۳۱

Marfat.com

سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی کی خدمت میں رہ کر ایک سال تک تکمیلِ سلوک کیا اور منصبِ قطبیت پر فائز ہوئے۔ جب ایک سال کامل گزر گیا تو سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے پیر و مرشد حضرت مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہٗ کو خواب میں حکم فرمایا کہ ارشاد حسین کو رام پور بھیج دو۔[۱]

حاجی صاحب کی پیشین گوئی: ادھر عارف باللہ حضرت حاجی محمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جن کا مزار پاک توپ خانہ روڈ رام پور میں مرجعِ خلائق ہے) نے حضرت مولانا حافظ عنایت اللہ خاں مجددی رام پوری سے ان کے اصرارِ بیعت پر ایک روز ارشاد فرمایا "تم ابھی پڑھو، ایک قطبِ وقت کا ظہور ہونے والا ہے، اس سے تم کو نصیب کامل ملے گا۔"[۲]

رام پور تشریف آوری: چنانچہ شیخ طریقت نے سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانِ عالی کے مطابق مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کو رام پور جانے کا حکم دیا۔ آپ حضرت حاجی محمدی قدس سرہٗ کی پیشین گوئی کے مطابق منصبِ قطبیت سے سرفراز ہو کر رام پور تشریف لائے اور عارف باللہ مولانا عبدالکریم عرف ملا فقیر اخوند قادری چشتی کی خانقاہ کے حجرے میں قیام فرمایا۔

حفظِ قرآن کریم: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے اس حجرے میں قیام کے دوران نو ماہ میں قرآنِ کریم حفظ کیا اور سنتِ نبوی پر عمل کرتے ہوئے گھیر کنٹے باز خاں میں ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا۔[۳]

---

[۱] مولانا حامد علی خاں۔ معارفِ عنایتیہ ص ۱۸

[۲] ایضاً ص ۲۰

[۳] ایضاً ص ۱۱۱

Marfat.com

صبر و توکل: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نہایت صبر و توکل، زہد و قناعت اور تسلیم و رضا کے ساتھ ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ ہفتہ میں فاقے کی نوبت ہوتی تھی اور امراض و عوارض میں اس سے بھی زیادہ مگر کمال استقامت کا حال یہ تھا کہ کسی پر مصیبتوں کے آثار ظاہر نہ ہونے دیتے تھے: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ورد زبان رہتا تھا اور مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا لہ (الآیہ) دل نشین تھا اور کسی سے کوئی غرض نہ تھی۔ چنانچہ اسی دوران نواب کلب علی خاں نقشبندی مجددی والیٔ رامپور نے اپنی بیماری کے ایام میں محمد عثمان خاں کارگزار ریاست کے توسط سے کچھ روپے آپ کے پاس بھیجے آپ نے رد کر دیئے اور فرمایا کہ "صدقہ مسکینوں کا حق ہے۔ ہم ان کی صحت کے لیے حَسْبُنَا اللّٰهُ دعا کرتے ہیں!"

یہ جواب سن کر نواب کلب علی خاں نے آپ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں تحریر تھا کہ:

"بے شک میں فسق و فجور میں مبتلا ہوں لیکن اہل اللہ کی عقیدت و اخلاص سے محروم نہیں ہوں!"

اُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَ لَسْتُ مِنْهُمْ
لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِيْ صَلَاحًا

میں نیکوں کو دوست رکھتا ہوں حالانکہ میں خود ان میں سے نہیں ہوں۔

(اس امید پر کہ) شاید اللہ تعالیٰ مجھ کو نیکی کی توفیق دے"

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے دعا فرمائی اور قبولیت کا اثر ظاہر ہوا کہ وہ خلاف شرع کاموں سے بیزار ہو گئے اور صالحین میں شمار ہوئے۔ لہ

لہ اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔ سورۂ ہود پ۱۲ آیت ۶ (کنز الایمان)

86355

Marfat.com

تصانیف: (۱) انتصار الحق شہ صفحات ۲۱۷ - مطبوعہ
(۲) ترجمہ کتاب الحیل عالمگیری (اردو) صفحات ۱۲۶ غیر مطبوعہ
(۳) فتاویٰ ارشادیہ جلد اوّل - صفحات ۱۳۰ مطبوعہ
(۴) فتاویٰ ارشادیہ جلد دوم شہ صفحات ۱۸۲ مطبوعہ
(۵) ارشاد الصرف شہ صفحات ۲۸۰ مطبوعہ

ارشاد العلوم: اس مدرسہ کو بیت الارشاد اور دار الارشاد بھی کہا جاتا تھا۔ یہ مدرسہ محلہ کھاری کنواں (چاہ شور) پر حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی نے اپنے مکان میں ۱۲۸۴ھ/۱۸۶۷ء میں قائم کیا تھا۔ اس وقت مدرسہ میں مولانا محمد ارشاد حسین مجددی خود پڑھاتے تھے اور دُور دراز مقامات سے آئے ہوئے سیکڑوں طلبہ اس مدرسہ سے فیضیاب ہو کر جاتے تھے۔ لہ

۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۹ء میں مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے اس مدرسہ کو باضابطہ قائم کیا اور ۱۰ ر مارچ ۱۸۹۰ء کو حضرت مولانا میاں سید خواجہ احمد قادری رامپوری کو اس مدرسہ کا مہتمم بنایا۔

تدریس: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کا حلقۂ درس بہت وسیع تھا۔ دور دراز مقامات سے تشنگانِ علوم دینیہ رام پور آ کر آپ کے حلقۂ درس میں شریک ہوتے اور اپنی علمی پیاس بجھاتے۔ آپ دو وقت پڑھاتے تھے۔ صبح میں طلوعِ آفتاب کے بعد اوراد و وظائف، دُعائے حزب البحر، نمازِ اشراق، نمازِ استخارہ اور ختمِ حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے فارغ ہو کر درس و تدریس میں مشغول رہتے۔ یہ مجلس دوپہر تک گرم رہتی۔

سہ پہر میں نمازِ عصر سے فارغ ہو کر مغرب تک کتبِ تصوف مثلاً مثنوی مولانا رُوم، مکتوباتِ امام ربّانی، عوارف المعارف، احیاء العلوم اور قصیدۂ فارضیہ پڑھاتے تھے۔ منگل اور جمعرات کا دن فتاویٰ لکھنے کے لیے مقرر تھا، اس لیے ان دو دِنوں میں طلبہ کا سبق نہیں ہوتا تھا۔ ۲ہ

افتاء: مولانا ارشاد حسین مجددی ہفتہ میں دو روز منگل اور جمعرات کو فتاویٰ تحریر کرتے تھے۔ آپ نے اپنی عمر شریف میں کثیر تعداد میں فتاویٰ لکھے۔ دور و دراز مقامات سے سوالات آتے تھے اور ان کے جوابات دیئے جاتے تھے۔

Marfat.com

نقل کی مہلت نہیں ملتی تھی اس لیے آپ کے فتاوی محفوظ نہیں رہ سکے۔ بعض احباب نے نقل بھی کیے لیکن وہ بہت قلیل تھے۔ تقریباً ڈھائی سو فتاوی دستیاب ہوسکے جن کو دو جلدوں میں مرتب کرکے مولانا مفتی عبدالغفار خاں رام پوری نے طبع کرایا۔

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی فتوی لکھنے میں کسی کی رعایت نہیں فرماتے تھے۔ اسی بنا پر بعض جاہل، نادان افغانوں نے ابتداءً سرکشی بھی کی لیکن آپ نے قطعاً اُن کی پروا نہیں کی۔ آخر کار سب تابع و فرماں بردار ہوئے۔

ایک روز صاحبزادہ مہدی علی خاں، نواب احمد علی خاں کے داماد، جو شیعہ مذہب تھے، نے بہ نیت فساد ـــ شیعہ سنی نکاح کے متعلق فتوی طلب کیا۔ مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی نے اپنے ایک شاگرد سے جواب لکھوا دیا کہ:

"حنفیہ کے نزدیک درست نہیں۔"

اس فتوے کی زد نواب کلب علی خاں پر بھی پڑتی تھی۔ اس لیے اس فتوے کو نواب کلب علی خاں کے سامنے پیش کیا گیا۔ نواب کلب علی خاں بغیر کچھ سمجھے سنجیدہ ہوئے مگر بردباری اور ہوشیاری سے کام لیا اور یہ کہہ کر ٹال دیا کہ یہ جواب مولانا کے قلم کا نہیں۔ اس کے بعد ایک روز نواب کلب علی خاں نے مہدی علی خاں کے سامنے مسئلۂ مذکورہ کا ذکر کرکے حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی سے عرض کیا کہ:

"ایسے مسائل کے جواب میں تامل سے کام لینا چاہیے۔"

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے ارشاد فرمایا کہ:

"جو کچھ لکھا گیا وہ حق ہے اور اس کا چھپانا شرعاً ممنوع ہے، امورِ شرعیہ میں کسی کی رعایت جائز نہیں۔"

اتنا فرمایا اور فوراً اٹھ کر چل دیے اور دولت خانے پر آتے ہی شاہجہانپور کہار لے کر بریلی شریف کی طرف روانہ ہوئے اور اپنے بڑے بھائی مولانا امداد حسین مجددی

Marfat.com

سے فرمایا کہ:

"متعلقین اور لواحقین کو اپنے ساتھ لے کر شاہجہانپور آئیں!!"

جب یہ خبر نواب کلب علی خاں والیِ رام پور کو معلوم ہوئی تو بے تاب و بے قرار ہو گئے اور ارکینِ ریاست کو حکم دیا کہ:

"جلد سے جلد راستے میں آپ کی خدمت میں پہنچ کر اپنی پگڑیاں قدموں پر رکھ کر میری جانب سے عرض کریں کہ:

"میں اپنی تقصیر و بے ادبی کی معافی کا طالب ہوں اور اپنی خطا پر شرم سار ۔ آیندہ احکام شرعیہ میں کبھی بے جا مداخلت نہیں کروں گا!!"

الغرض موضع دھمورہ کے قریب یہ تمام امور طے ہو گئے اور مولانا محمد ارشاد حسین مجددی واپس رام پور تشریف لے آئے ۔ ابھی قیام خانے میں پہنچے ہی تھے کہ نواب کلب علی خاں خود بھی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عہد و پیمان از سر نو مضبوط ہو گیا اس کے بعد کوئی امر خلاف ظہور میں نہیں آیا ۔

چنانچہ مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نواب کلب علی خاں کی بیماری کے دوران اپیل خاص کے مقدمات کا فیصلہ فرماتے تھے اور رعایا کے فائدے کے پیش نظر سرکاری نقصان بھی ہوتا تھا مگر کبھی حرفِ شکایت نواب کلب علی خاں کی زبان پر نہیں آیا ۔ لہ

وصال: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی ۸ رجمادی الآخری ۱۳۱۱ھ کو بخار میں مبتلا ہوئے ۔ روز بروز اس میں تیزی ہوتی گئی ۔ اسی حالت مرض میں تمام امانتیں واپس

Marfat.com

کیں اور باوجود شدت تپ کے اوقات نماز میں فرق نہ ہوا۔ پانچوں وقت کی نماز باقاعدہ تیمم کر کے جماعت سے پڑھتے تھے اور وہ اوراد و وظائف اور دس پارے قرآن کریم کے تلاوت فرماتے تھے۔ ۱۵ ر جمادی الاخری سنہ ۱۳۱۱ھ پیر کا دن گزار کر شب میں عشاء کے بعد تلخی سکرات معلوم ہوئی اور صبح کاذب میں جام وصال نوش فرمایا۔ وقت وصال آپ کی عمر ترسیٹھ سال کی تھی جس میں تیس سال تعلیم وارشاد میں گزارے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے وصال کی خبر پاکر سارا شہر نماز جنازہ کے لیے امنڈ آیا۔ عید گاہ کے میدان میں نماز جنازہ ہوئی اور اپنی مسجد کے متصل جانب مشرق آپ کی مملوکہ زمین میں آپ کو دفن کیا گیا۔

اولاد امجاد: حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہٗ کے پانچ بیٹے مولانا احسان حسین مجددی، جناب عرفان حسین مجددی (صغر سنی میں انتقال کر گئے)، مولانا معوان حسین مجددی، جناب رضوان حسین مجددی (دس سال کی عمر میں انتقال کر گئے)، مولانا ریحان حسین مجددی اور دو بیٹیاں تھیں۔[1]

مذکورہ صاحبزادگان میں سے اب کوئی موجود نہیں ہے۔ البتہ مولوی احسان حسین مجددی علیہ الرحمہ کی اولاد میں ابو الکلام ذکاء الاسلام مولوی سجاد حسین مجددی ایڈوکیٹ اور جناب منشی جواد حسین نبی۔ دی محلہ کھاری کنواں، رام پور میں بقید حیات ہیں۔

تلامذہ: حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہٗ کے شاگردوں کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ ان میں سے چند مشہور تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں:

- مولانا احسان حسین مجددی فرزند اکبر حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی۔[1]
- مولانا سید ارشد علی رام پوری۔
- مولانا اجمل حسین مجددی رام پوری۔
- مولانا امداد اللہ خاں عرف بنے خاں نقشبندی مجددی۔[2]

Marfat.com

مولانا امداد حسین مجددی رام پوری برادر اکبر حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی

مولانا حامد حسن رامپوری مدیر ہفت روزہ دبدبۂ سکندری رامپور. استاذ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری۔ [illegible]

امیر ملت مولانا پیر سید شاہ جماعت علی محدث علی پوری [illegible]

مولانا حامد حسین نقشبندی مجددی ساکن اکاشاہ پور ضلع مراد آباد مدرس مدرسہ

ارشاد العلوم کھاری کنواں رام پور۔ [illegible]

مولانا حکیم حسین رضا خاں قادری برکاتی بریلوی۔ ۹ھ

مولانا حشمت اللہ خاں رام پوری گوجرانوالہ ناظم آباد کراچی (پاکستان) [illegible]

مولانا حفیظ اللہ خاں رام پوری قاضی القضاۃ۔ [illegible]

مولانا سید میاں خواجہ احمد قادری رام پوری مہتمم اول مدرسہ ارشاد العلوم۔ ۳ھ

مولانا مفتی سید محمد دیدار علی قادری رضوی محدث الوری امیر مرکزی انجمن

حزب الاحناف لاہور (پاکستان) ۴ھ

مولانا ریاست علی خاں شاہجہانپوری۔ [illegible]

مولانا سراج الدین احمد خاں رام پوری نائب مجسٹریٹ جے پور۔ [illegible]

سراج الفقہاء مولانا مفتی ابوالفضل سراج الدین محمد سلامت اللہ نقشبندی

مجددی رام پوری ناظم مدرسہ ارشاد العلوم۔ کھاری کنواں رام پور۔ [illegible]

مولوی شبلی نعمانی مؤلف سیرت النبی [illegible]

مولانا سید شجاعت علی رام پوری مدرس مدرسہ ارشاد العلوم۔ [illegible]

مولانا محمد طیب عرب مکی پرنسپل مدرسہ عالیہ رام پور۔ [illegible]

مولانا عبد الغفار خاں نقشبندی مجددی رام پوری مرتب فتاویٰ ارشادیہ

جلد اوّل و دوم۔ [illegible]

مولانا عبد القادر خاں نقشبندی مجددی۔ [illegible]

مولانا عبد القادر خاں کابلی مفتی عدالت ریاست رام پور۔ [illegible]

مولانا عبد الواحد ولایتی ثم رام پوری۔ ۹ھ

Marfat.com

مولانا شیخ ابوالخیر مکی مؤلف ہدیۂ احمدیہ رقم طراز ہیں:

"حضرت مولانا ارشاد حسین مرحوم فاضل و محقق کامل تھے" [۵۱]

امام اہل سنت مولانا مفتی احمد رضا خاں قادری برکاتی فاضل بریلوی

"اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا مجدد مأۃ حاضرہ آپ کے علم و فضل کے بڑے مدّاح تھے" [۵۲]

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے اپنی تحریروں میں اکثر مقامات پر مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی کا تذکرہ نہایت ادب و احترام سے کیا ہے۔ چنانچہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف لطیف "کفل الفقیہ الفاہم" میں آپ کا ذکر ان القاب و آداب سے کیا ہے:

"واقضی علیہ ناس من کبار علماء الهند کالفاضل الکامل محمد ارشاد حسین الرامفوری رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ" [۵۳]

مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی رام پوری ثم المدنی

ایک روز مرشد زادگان اور آپ کے درمیان کچھ اختلاف ہوا۔ آپ نے بہ پاس ادب شیخ طریقت کی خدمت میں رخصت ہونے کی درخواست پیش کی اور اجازت کے لیے اصرار کیا۔ شیخ طریقت نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ:

"کوئی شخص اپنے دل و جان سے دوری اور آنکھوں سے مہجوری

---

[۵۱] مولانا شیخ ابوالخیر۔ ہدیۂ احمدیہ ص ۹۳، ۹۴

[۵۲] مولانا محمود احمد قادری۔ تذکرہ علماء اہل سنت ص ۲۵

[۵۳] مولانا شاہ محمد احمد رضا فاضل بریلوی۔ فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۱۹۱

Marfat.com

کیسے گوارہ کرسکتا ہے، یہ خیال چھوڑ دو اور شیر وشکر ہو کر رہو۔" ۵۱

حافظ احمد علی خاں شوق مؤلف تذکرۂ کاملانِ رام پور

"مولانا ارشاد حسین مجددی ــــ حافظ کلام ربّانی، محدث، مفسر، فقیہ، درویش، مدبر غرض کہ ظاہری و باطنی کوئی ایسا کمال نہیں ہے جو آپ کی ذات میں موجود نہ ہو۔" ۵۲

مولانا محمد حسن نقشبندی مؤلف "مشائخ نقشبندیہ مجددیہ"

"حضرت مولانا شاہ احمد سعید مجددی، آپ کی خوش استعدادی کی نہایت مدح فرمایا کرتے اور آپ کے حال پر اس قدر عنایت اور نظر رکھتے تھے کہ حضرت کے صاحبزادگان کو بھی آپ پر رشک آتا تھا۔ چند سال حضرت کی خدمت میں حاضر رہ کر سلوکِ مجددیہ تمام و کمال حاصل کیا۔ آپ کا ادراک نہایت عمدہ اور نسبت بہت قوی تھی ــــ کمترین راقم الحروف نے بھی چند مرتبہ آپ کی زیارت کی ہے، عجب جامع الکمالات ظاہری و باطنی، کوہ استقامت و متخلق باخلاقِ نبویہ تھے۔" ۵۳

حافظ محمد حسین مرادآبادی ـ مؤلف "انوار العارفین" (فارسی)

"مولوی ارشاد حسین ــــ حافظِ آیاتِ قرآنی، واقفِ اسرارِ ربّانی، مفسرِ کلامِ رب العالمین، محدثِ حدیثِ سید المرسلین، مدرسِ فقہ واصول، فہمندۂ دقائق معقول عالم اند، متقی و متورع اکثر اوقات خود را بہ درس و تدریس می گذارند و عمل بر عزیمت۔" ۵۴

---

۵۱ مولانا حامد علی خاں۔ معارفِ عنایتیہ ص ۱۱۶

۵۲ حافظ احمد علی خاں شوق ـ تذکرہ کاملانِ رام پور ص ۳۰

۵۳ مولانا محمد حسن نقشبندی۔ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۳۴۸

۵۴ حافظ محمد حسین مرادآبادی ـ انوار العارفین ص ۵۰۹

Marfat.com

خواجہ رضی حیدر: تذکرہ محدث سورتی

"مولانا ارشاد حسین رام پوری کو ان کے تقریباً تمام معاصرین علماء نہایت محترم رکھتے تھے"[۱]

مولانا عبدالاوّل جونپوری مؤلف "مفید المفتی"

"مولانا محمد ارشاد حسین رام پوری جامع العلوم"[۲]

مولانا عبدالسمیع بیدلؔ رام پوری مصنف "انوار ساطعہ"

حضرت مولانا عبدالسمیع انصاری رام پوری قدس سرہٗ کو آپ کے علوم ظاہری و معنوی کے کمالات کا اعتراف تھا۔ موصوف آپ کا تذکرہ نہایت ادب و احترام سے کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف "انوار ساطعہ" میں ایک مقام پر رقم طراز ہیں:

"الفہّامۃ النحریر المھّامۃ، تاج المحدثین، سراج المتفقھین، الادیب المصقع، المتکلم النبیہ، العارف المحدث المفتی جامع الشریعۃ والطریقۃ، مجمع البحرین مولانا ارشاد حسین صانہ عن کل شین"[۳]

مولانا شاہ محمد مظہر مجددی مدنی شہزادہ و سجادہ نشین حضرت مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی

(الف) حضرت مولانا ارشاد حسین ــــ حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب کے اکابر اصحاب اور اجلہ خلفاء میں کامیاب ہستی ہیں۔

۱۔ خواجہ رضی حیدر۔ تذکرہ محدث سورتی ص ۳۰۵

۲۔ مولانا عبدالاوّل جونپوری: مفید المفتی ص ۱۴۲

۳۔ مولانا عبدالسمیع۔ انوار ساطعہ ص ۲۱۱

Marfat.com

انھوں نے مراتبِ سلوک کو جیسا کہ چاہیے طے فرمایا ہے حضرت قبلہ مولانا کے علومِ صوری و معنوی کے کمالات کا ذکر اکثر فرمایا کرتے تھے۔" ؎۱

حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہٗ کے ایک فتوے کی تصدیق میں رقم طراز ہیں:

"مولینا المجیب، قدوۃ اھل التحقیق والتدقیق، فصیح مقبول" ؎۲

مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی بانی مدرسہ مدرسۃ الحدیث" پیلی بھیت

حضرت محدث سورتی کو مولانا ارشاد حسین مجددی رامپوری کی ذات سے ایک خاص تعلق تھا چنانچہ اکثر و بیشتر رامپور تشریف لے جاتے اور حضرت مولانا سے نیاز حاصل کرتے ـــ دختر زادہ حضرت محدث سورتی قبلہ حسن میاں نے راقم الحروف کے نام ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ مولانا جب بھی پیلی بھیت تشریف لے جاتے تو حضرت محدث سورتی کے مہمان ہوتے۔ محدث سورتی نے اپنی تحریروں میں اکثر مقامات پر مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوری کا تذکرہ نہایت ادب و احترام سے کیا ہے۔ چنانچہ منیۃ المصلی کی شرح "التعلیق المجلی" کے صفحہ ۱۱ پر آپ کا ذکر ان القاب و آداب سے کیا ہے:

"وھٰھنا تحقیق شریف لقطب الارشاد المحدث النبیہ والفقیہ الوجیہ سندنا العلامۃ و مستند الفھامۃ سیدنا مولینا الشیخ ارشاد حسین الرامفوری" ؎۳

؎۱ مولانا حامد علی خاں - معارفِ عنایتیہ ص ۱۱۷ بحوالہ مقامات سعیدیہ

؎۲ مولانا ارشاد حسین - فتاویٰ ارشادیہ جلد اول ص ۱۱۷

؎۳ خواجہ رضی حیدر - تذکرہ محدث سورتی ص ...

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی بانی جامعہ نعیمیہ مراد آباد

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے ممتاز خلیفہ صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی صاحب تفسیر "خزائن العرفان" علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے دور میں سنّی کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"سُنّی وہ ہے جو ما انا علیہ و اصحابی کا مصداق ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خلفائے راشدین، ائمۂ دین، مسلم مشایخ طریقت اور متاخر علمائے کرام میں سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ملک العلماء بحر العلوم فرنگی محلی، حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی، حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی، حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین رامپوری اور حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے مسلک پر ہوں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ" [۵۱]

مولانا محمد نواب افغانی مہاجر مکہ۔ مدرس مدرسہ عالیہ رام پور

"آپ کی نظر شفا اور ہر مرض کا تعویذ ہے" [۵۲]

مولانا نور الحسین فاروقی رامپوری صدر المدرسین دار العلوم منظر اسلام بریلی

شیخ مشائخنا الفخام، قدوۃ الانام، الامام الہمام، قرم الاعلام علامۃ الوجود، قطب الارشاد حضرت مولانا محمد ارشاد حسین المجددی النقشبندی قدس سرہ و افاض اللہ علینا من برکاتہ فی الدارین [۵۳]

---

۵۱ الفقیہ امرتسر ۲۱ اگست ۱۹۲۵ء ص ۹

(ب) حجاز جدید دہلی جنوری ۱۹۸۹ء ص ۱۱ کالم ۲

۵۲ مولانا حافظ عنایت اللہ خان نقشبندی مقامات ارشادیہ (اردو) ص ۱۲۶

۵۳ مولانا نور الحسین فاروقی۔ طرب الکرام ص ۶-۷

Marfat.com

مولوی امتیاز علی خاں عرشی سابق ڈائرکٹر رام پور رضا لائبریری رامپور

مولانا ارشاد حسین مجددی رام پوری ـــ رام پور کے مشہور عالم، حافظ کلام ربانی، محدث، مفسر، فقیہ، مدبر اور درویش تھے۔ بڑے خوش لباس، خوش اخلاق اور خوش اوقات بھی تھے۔ نواب کلب علی خاں بہادر بہت ادب و تعظیم کرتے تھے۔ اوراد و وظائف اور حلقہ و مراقبے سے کوئی وقت خالی نہ ہوتا۔ ان اشغال کے ساتھ درس و تدریس اور وعظ و پند کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا۔ دربار اور اہلِ شہر دونوں پر بڑا اثر تھا۔ [1]

مولوی حبیب الرحمٰن قاسمی

مولانا ارشاد حسین رام پوری ـــ اپنے عہد کے مشہور علمائے احناف میں تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی نسل سے تھے، آپ کی ولادت رام پور میں ہوئی اور وہیں ملا نواب بن سعد اللہ افغانی سے معقول و منقول کی تکمیل کی اور جملہ علوم میں اپنے معاصرین میں ممتاز مقام پر فائز ہو گئے۔ [2]

مولوی سید سلیمان ندوی۔ مدیر "معارف"، اعظم گڑھ

شبلی نعمانی کو حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب کی وسعتِ نظر، افتائیت

---

[1] مولوی امتیاز علی خاں عرشی۔ فہرستِ مخطوطات اردو جلد ۱ ص ۱۲۸

[2] مولوی حبیب الرحمٰن قاسمی۔ تذکرہ علماءِ اعظم گڑھ ص ۱۰۳

[3] مولوی سید سلیمان ندوی۔ حیاتِ شبلی ص ۷۹۔ ۸۰

Marfat.com

رائے اور مجتہدانہ ژرف نگاہی کا اعتراف ہمیشہ رہا اور اکثر بر سبیل تذکرہ ان کے کمال، فہم وادراک اور تفقہ کے واقعات بیان فرماتے ـــــ مولانا ارشاد حسین نہایت متشدد حنفی تھے، مولوی نذیر حسین صاحب کی معیار حق کے جواب میں "انتصار الحق" ان ہی نے لکھی ہے اور علامہ شبلی کو بھی فقہ حنفی کی حمایت میں بہت غلو تھا غالباً یہی ایک وجہ انتخاب ہوئی۔ بہر حال مولانا نے حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب کے حلقہ درس میں بیٹھ کر فقہ و اصول کی تعلیم حاصل کی۔ ؎۵

ب۔ رام پور اور لاہور کے تعلیمی سفر ۱۲۹۱ھ و ۱۲۹۲ھ کے تحت سید سلیمان ندوی نے تحریر کیا ہے کہ:

رام پور میں خلد آشیاں نواب کلب علی خاں کی جوہر شناسیوں نے ہر فن کے ارباب کمال یکجا کر دیئے تھے۔ راقم نے خود استاد مرحوم کی زبانی سنا ہے کہ اول اول ان کو مولانا عبدالحی فرنگی محلی مرحوم کی شہرت کمال لکھنؤ لے گئی، مگر علامہ مرحوم کچھ تو فطری جودت طبع اور کچھ فیض فاروق کی بدولت نقد و اجتہاد کے خوگر تھے اور جہاں جاتے ان کی نظر پہلے ہی جوہر کی تلاش کرتی، اس لیے زانوئے ادب تہ کرنے سے پہلے ہی لکھنؤ سے قدم اٹھ گئے اور رام پور کا رخ کیا۔ یہاں اس وقت دو باکمال اپنے فن میں یکتائے روزگار تھے۔ معقولات میں سلسلہ خیر آبادی کے خاتم مولانا عبدالحق خیر آبادی اور فقہ میں مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی، ابتداً مولانا کی خواہش تھی کہ دونوں سے استفادہ کریں مگر ان بزرگواروں میں معاصرانہ چشمک اس حد تک تھی کہ ایک کا شاگرد دوسرے کے حلقہ درس میں باریاب نہیں ہو سکتا تھا، مجبوراً مولانا کو انتخاب کرنا پڑا

؎۵ مولانا سید سلیمان ندوی۔ حیات شبلی ص ۸۰، ۸۱

مولوی شبلی نعمانی کا خط اپنے استاد مولانا محمد ارشاد حسین صاحب مجددی کے نام

مخدوم مطاع ما دامت افضالہم۔ پس از آداب مراسم تحیت و تسلیم آنکہ، ملازمان عالی کو معلوم ہوگا کہ بہت جلد جہد سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری لکھ رہا ہوں جس کے لیے میں نے بہت سے مواد تاریخی فراہم کیے، اس وقت جو میرے زیر تحریر ہے وہ ان کے فتاوی ہیں۔ عقود الجمان میں ان کے چند فتاوی مذکور ہیں، لیکن دو جگہ مجھ کو شک پیدا ہوا، اس لیے ان کو عرض کرتا ہوں کہ تشفی فرمائی جاوے۔ اصلی عبارت لکھ کر شبہہ لکھتا ہوں:

قال یا ابا حنیفۃ یا ابا الخطاب ماتقول فی رجل غاب عن اھلہ اعواما ونعی الیھا فظنت امرتہ انہ میت فتزوجت ثم قدم زوجھا الاول وقد ولدت ولدا فنفی الاول وادعاہ الثانی اکل واحد منھما قذفھا ام الذی انکرالولد۔

مجھے اس میں شبہہ یہ ہے کہ دونوں زوجوں میں سے کسی نے اس کو زانیہ نہیں کہا پھر قذف کیا معنی، باقی یہ امر کہ ولدیت کے ادعا اور انکار سے ضمناً قذف لازم آتا ہے اس امر پر دو سوال ہیں (۱) کیا کسی دلالت التزامی سے قذف کا جرم قائم ہوسکتا ہے؟ (۲) وہ عورت درحقیقت زانیہ ہوئی یا نہیں، اگر ہوئی تو کیا واقعیت کا اظہار قذف میں داخل ہے؟ ایسا تفصیلی جواب عنایت ہو جو اصل مسئلہ کو حل کردے اور امام صاحب کے اس سوال کی حقیقت کھول دے۔

دوسرا فتوی یہ لکھا کہ چند آدمی ایک جگہ بیٹھے تھے، ایک شخص پر سانپ آکر

نوٹ:۔
اس خط کا جواب فتاوی ارشادیہ جلد اول کے ص ۹۳، ۹۴ اور ۹۵ پر تحریر ہے، طوالت کے خوف سے یہاں شامل اشاعت نہیں کیا گیا۔

Marfat.com

گرا، اُس نے دوسرے پر پھینک دیا، اسی طرح تین چار آدمی تک نوبت پہنچی، آخر میں اُس نے ایک شخص کو کاٹ لیا، اور وہ مرگیا، امام صاحب نے فتویٰ دیا کہ اگر گرنے کے ساتھ سانپ نے کاٹا تو اخیر پھینکنے والے پر دیت لازم آئے گی اور اگر وقفہ ہوا تو کسی پر نہیں، اس پر شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ جس شخص نے پھینکا یہ اُس کا اضطراری فعل تھا، اس اضطراری فعل پر وہ کیوں ماخوذ ہوا، فقہ میں اس کے متعلق کیا امر قرار دیا ہے، جواب جلد مرحمت ہو، ورنہ میرا حرج ہوگا[1]

مولوی عبدالحی رائے بریلوی سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

الشیخ العالم الفقیہ إرشاد حسین بن احمد حسین بن محی الدین بن فیض احمد بن کمال الدین بن درویش احمد بن زین بن یحیی بن احمد العمری السرهندی ثم الرامفوری احد العلماء المشهورین فی الهند، کان من نسل الشیخ احمد بن عبد الاحد السرهندی امام الطریقة المجددیة۔

ولد ونشأ ببلد رامفور، وقرأ علی ملا ذاب بن سعد الله الافغانی المهاجر الی مکة المبارکة والزمه مدة طویلة حتی برع وفاق أقرانه فی المعقول والمنقول ثم سافر الی دهلی ولازم الشیخ احمد بن ابی سعید المجددی الدهلوی وأخذ الطریقة عنه وأسند الحدیث، ثم راجع الی رامفور وعکف علی الدرس والافادة والارشاد والتلقین، وانتهت الیه الفتیا وریاسة المذهب الحنفی برامفور، وحصل له القبول العظیم والمنزلة الجسیمة عند صاحبها کلب علی خان الرامفوری کان یحترمه

---

[1] مولانا محمد ارشاد حسین مجددی: فتاویٰ ارشادیہ جلد اوّل ص ۹۳

Marfat.com

ویتانی اشاراته بالقبول، وله مصنفات عدیدة، منها انتصار الحق فی الرد علی معیار الحق للمحدث الدهلوی،

مات یوم الاثنین منتصف جمادی الآخرة سنة احدی عشر وثلاث مائة الف برامفور[1]

---

[1] مولوی عبدالحی رائے بریلوی - نزہتہ الخواطر ج ۸ ص ۱۰۹ ۔ ۱۱۰

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الاولین والآخرین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد گزارش ہے بندۂ کمترین راجی رحمۃ رب الصمد محمد عبد الغفار ساکن شہر مصطفےٰ آباد عرف رامپور افغانان کہ فتوی حضرت قیوم زماں قطب دوراں مجدد ماتہ رابع نائب حضرت خیر البشر مولانا سید الثقلین حضرت محمد ارشاد حسین مجددی روحی وقلبی فداہ نے اپنی مدت عمر میں فتوے کثیر التعداد لکھے باہر سے سوال آتے تھے بوجہ عجلت روانہ کردئے جاتے تھے نقل کی مہلت نہیں ملتی تھی بعض احباب نے نقل بھی کئے لیکن وہ بہت قلیل تھے قریب ڈھائی سو دستیاب ہوئے لیکن وہ بھی اقل درنقل ہونے کی وجہ سے بہت غلط تھے روایات وعبارات کی غلطی علیحدہ رہی حتی کہ کتابوں کے نام بھی فتووں میں نہ تھے اور غیر مرتب تھے اس بندۂ عاجز نے عرصہ دو سال میں تصحیح کی اور مرتب کرکے طبع کرائے پہلی جلد جو طبع ہوئی ہے اسمیں قریب سو فتووں کے ہیں بعض فتووں میں متعدد سوال ہیں عدد سوالوں کا دو سو سے زائد ہے۔

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس عقیدہ زید کے جو مذکور ہوتا ہے حق ہے یا باطل کہ ایک فرقہ کو بے سابقہ خدمت بمحض عنایت اپنی اولیاء اور اپنے محبوب قرار دیا۔ اُن کے علوم کو وہ وسعت دی کہ ہفت آسمان اُس کے حضور آئینہ تصویر ہیں اور قدرت کو وہ ترقی بخشی کہ احیائے موتیٰ و ابرائے ابرص واکمہ کرتے ہیں مغیبات پر اطلاع پاتے ہیں نہ آپ محتاج کہ وہ محض اعلام بے استعمال آلات ہو نہ ان کی طرف اُسے بظاہر بھی اضافت نہ کریں بلکہ جیسے ہیں ادراک مبصرات کے لئے آنکھ عطا فرمائی ہے اور اسمیں قوت باصرہ رکھی بعد ارتفاع موانع واجتماع شرائط جو چیز سامنے آئی نظر آئے جب چاہا آنکھ کھولی اور دیکھ لی اسی طرح انہیں ادراک مغیبات کے لئے ایک آلہ عطا فرمایا اور اس کے استعمال پر قدرت بخشی اور ان سب میں ایک ذات پاک کو سب کا سرتاج بنایا اور اُسے اپنے نفس کریم کے لئے چن لیا اور واسطہ ایجاد عالم ٹھہرایا کہ جو کچھ بنایا اُسی کے لئے بنایا اگر وہ نہ ہوتا تو کچھ نہ ہوتا اور جبکہ وہ مقصود اصلی اور منظور خاص تھا اُسے اپنی ذات اور تمام صفات کا پورا پورا پرتو ڈالا ما کان وما یکون سے اُسے آگاہ کیا تمام علوم اولین و آخرین اور ہزاروں علوم خاصہ کا جامع فرمایا دنیا کی موجودات ومستقبل کو اس کے پیش نظر کردیا کہ وہ ایک آن میں قیامت تک کی کائنات کو یوں دیکھ رہا ہے جیسے اپنی ہتھیلی سمع کو

وہ قوت دی کہ پانسو برس کی راہ اور یہاں کی آواز دونوں یکساں ہیں بالجملہ اُسے اپنا آئینہ کمال بنانے کے لئے صیقل رحمت سے وہ جلائیں بخشیں جن سے مافوق ہرگز متصور نہیں جو کمال خزانۂ قدرت میں تھا اُسپر ختم کردیا یہانتک کہ اُسے اپنی کل مملکت کا دولہ بنایا اوّلین وآخرین کو اُس کے تجمل اور اظہار شوکت کے لئے اُس کا براتی ٹھیرایا اور جس طرح عالم اپنی ابتدا میں بارادہ الٰہیہ اُسکا محتاج تھا کہ وہ نہوتا تو کوئی خلعت وجود نپاتا تو نہایت مناسب ہوا کہ بقا میں بھی اُسی کا دست نگر رہے لہٰذا کنجیاں کاروبار عالم کی اُس کے ہاتھ میں رکھیں اور اپنی خلافت تامہ اور اپنی نیابت مطلقہ عطا کی تصرف اُس کا عالم علوی وسفلی میں جاری کیا نظم ونسق جہان اُس کی رائے پر چھوڑدیا قوت کن فکان و اسکے لبوں میں ودیعت رکھی جو چاہیں کریں جسے چاہیں دیں - جس سے جو چاہیں چھین لیں آسمان و زمین تابع فرمان فرش تا عرش زیر نگین تمام ذرات کون ومکان میں حکم جاری مخلوق میں نہ اُن کے سوا کوئی حاکم نہ وہ کسی کے محکوم قضائے الٰہی اُن کی رضا جو اور تقدیر ازلی حکم سے ہم پہلو جو یہ چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے اور یہ ظاہر کہ نائب سلطانی جو تقسیم خزائن وتدبیر مہمات پر بادشاہ کی طرف سے مقرر ہو گدایان بینوا اگر اُسے نائب وماذون سمجھکر اُس کے حضور میں دست تمنا دراز کریں تو اُنہوں نے اُس نائب کو بادشاہ کا ہمسر نہ سمجھا بلکہ درحقیقت بادشاہی کے سامنے ہاتھ پھیلایا اور اُس کی مرضی کے مطابق کام کیا کہ اگر وہ رعایا کو اس کا دست نگر کرنا نچاہتا اُسے نائب ماذون نہ بناتا ہاں اے زائر تو سمجھا کہ وہ ذات پاک مشرف بہ لولاک جس کے اونٰے وصف میں یہ کلام جاری ہوا تھا کون ہے ہاں وہی بادشاہ عرش بارگاہ ہیں جن کا نام نامی ابوالقاسم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں جنکے دربار دُربار میں تو اس وقت باریاب ہے جنکے حضور تو دست بستہ سرافگندہ حاضر ہے جنکے دریائے فیض سے کوئی پیاسا نہیں جاتا جنکے بحر جود کا کنارہ نظر نہیں آتا جنہیں دوجہان کی بیکس پناہی ہے جن کا تابع حکم ماہ تا ماہی ہے جو ایک نظر لطف میں شاہی کونین عطا فرمائیں ادنٰے انگاہ سے زمین کو آسمان بنادیں تعریض جان طبیب وہ جان مسیحا تو فقیر بے نوا وہ کان جود وعطا مانگنے والا چاہئے پھر بخدا نہیں کہنا نہیں جانتے ہاں اعتقاد وایمان امور مذکورہ پر درست کر اور انکا دامن رحمت دست الحاح سے تھام اور دل زار وحزیں عرض کر - اسألک الشفاعۃ یارسول اللہ اسألک الشفاعۃ یارسول اللہ اسألک الشفاعۃ یارسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم - آب حیات اور تمام کمالی صفات مثل علم وسمع وبصر وقدرت وتدبیر وتصرف واختیار کاروبار عالم پہلے سے اکمل داوفر ہیں کہ کمالات والا لیٔنا فیہ تا

ترقی پر ہیں قال اللہ سبحانہ وتعالےٰ وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ عالم غیب سے روزی د جاتے ہیں اور بطریق تلذذ وتنعم نماز وعبادت آلٰہی میں مشغول ہیں کہ ارشاد فرماتے ہیں وجعلت قرۃ عینی فے الصلوٰۃ روضۂ انور سے جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں نظم ونسق عالم انہیں تفویض ہوا ہے تمام احکام انکی رائے پر نافذ ہوتے ہیں امت کے روزنامچے روزانہ حضور میں پیش ہوتے ہیں اور سب کارنامے عرض اقدس تک پہونچائے جاتے ہیں اور اعتقاد کرے کہ ہیں اس جناب کے پیش نظر ہوں حال میرا دیکھ رہے ہیں اور گفتگو میری سنتے ہیں بلکہ علامہ عاشق مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت احمد بن محمد خطیب قسطلانی قدس سرہ العزیز وافاض علینا برکاتہ مواہب شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اسکی حنیات اور خطرات سے آگاہ ہیں اور جو خیال دل میں گذرتا ہے اسپر مطلع فقط اور یہ عبارت مواہب شریف کی ہے یا نہیں اس کی صداقت چاہتا ہوں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ نام عبدالنبی یا عبدالمصطفےٰ رکھنا شرعًا جائز ہے یا نہیں بینوا وتوجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورۃ مسئولہ میں عقیدہ زید کا درست ہے اور ثابت ہے آیات واحادیث اور اقوال علماء معتبرین سے اور ایسا ہی عقیدہ مؤمنین مخلصین کو رکھنا چاہیے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے یہ جو کہا کہ ایک فرقہ کو بلا سابقۂ خدمت بمحض عنایت اولیاء اور محبوب قرار دیا دلیل اسکی یہ ہے قال فے المواہب وعن وہب ابن منبہ قال اوحی اللہ تعالےٰ الے شعیاء انی باعث نبیا امیا افتح بہ اذانا صما وقلوبا غلفا واعینا عمیا مولدہ بمکۃ ومہاجرہ طیبہ وملکہ بالشام عبدی المتوکل المصطفےٰ المرفوع الحبیب المتحبب المختار لایجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویصفح ونغفر رحیما بالمؤمنین یکی للبہیمۃ المنقلۃ ولليتيم سفے حجر الارملۃ لیس بفظ ولا غلیظ ولا سخاب فے الاسواق ولا متزین بالفحش ولا قوال الخنا لو یمر الی جنب السراج لم یطفئہ من سکینتہ ولو یمشی علی القصب الرعراع لم یسمع من تحت قدمیہ ابعثہ بشیرا ونذیرا الی ان قال واجعل امتہ خیر امۃ اخرجت للناس امرا بالمعروف ونہیا عن المنکر وتوحیدا لی وایمانا لی واخلاصا لی وتصدیقا لما جاءت بہ رسلی وہم رعاۃ الشمس والقمر طوبےٰ لتلک القلوب والوجوہ والارواح التی اخلصت الہمہم التسبیح والتکبیر والتحمید والتوحید فے مساجدہم ومجالسہم ومضاجعہم ومتقلبہم ومثواہم ویصفون فی مساجدہم کما تصف الملائکۃ حول عرشی ہم اولیائی

والنصاریٰ انتم بہم اعدائی عبدالاوثان یصلون لی قیاماً وقعوداً ورکوعاً وسجوداً ویخرجون من دیارہم واموالہم ابتغاء مرضاتی الوفا ویقاتلون فی سبیلی صفوفاً فاختم بکتابہم الکتب وبشریعتہم الشرائع وبدینہم الادیان فمن ادرکہم فلم یؤمن بکتابہم ویدخل فی دینہم ومناہجہم وشریعتہم فلیس منی وہو منی بری واجعلہم افضل الامم واجعلہم امۃ وسطاً شہداء علی الناس اذا غضبوا ہللونی واذا تنازعوا سبحونی یطہرون الوجوہ والاطراف ویشدون الثیاب الی الانصاف ویہللون فی التلال والاشراف قربانہم دماءہم واناجیلہم فی صدورہم رہباناً باللیل لیوثاً بالنہار طوبی لمن کان معہم وعلی دینہم ومناہجہم وشریعتہم وذلک فضلی اوتیہ من اشاء وانا ذوالفضل العظیم رواہ ابونعیم انتہی اور یہی حدیث قیراط اسپر دال ہے اور یہ کہنا کہ ان کے علوم کو وہ وسعت دی کہ ہفت آسمان اسکے حضور آئینہ تصویر ہیں ثابت ہے اس دلیل سے قال فی روح البیان قول النبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قد رفع الی الدنیا فانا انظر الیہا والی ماہو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کما انظر الی کفی ہذہ جلیاً جلاہ اللہ لنبیہ کما جلاہ للنبیین قبل دلالۃ صریح علی ان جمیع الکوائن الی یوم القیامۃ مجلی ومکشوف کشفاً تاماً للانبیاء علیہم السلام والحدیث مسطور فی معجم الطبرانی والفردوس انتہی بقدر الحاجۃ اور یہی حدیث زید ابن حارث رضی اللہ تعالےٰ عنہ انظر الی عرش ربی بارزاً نص صریح ہے اور یہ قول کرنا کہ قدرت کو وہ ترقی بخشی احیاء موتی وابراء ابرص واکمہ کرتے ہیں ثابت ہے اس برہان سے قال اللہ تعالیٰ وتبارک واذ تخلق من الطین الآیۃ وقال فی المواہب روی البیہقی فی الدلائل انہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم دعا رجلا الی الاسلام فقال لا اومن بک حتی تحیی لی ابنتی فقال صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ارنی قبرہا فاراہ ایاہ فقال صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یا فلانۃ فقالت لبیک وسعدیک وروی الطبرانی عن عائشۃ ان النبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نزل الحجون کئیباً حزیناً فاقام بہ ماشاء اللہ عزوجل ثم رجع مسروراً قال سألت ربی عزوجل فاحیی لی امی فآمنت بی ثم ردہا وکذا روی من حدیث عائشۃ ایضاً احیاء ابویہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتے آمنا بہ اوردہ السہیلی وکذا الخطیب فی السابق واللاحق وعن ابی سعید عن اخیہ قتادۃ ابن النعمان قال اصیب عینای یوم احد فسقطتا علی وجنتی فاتیت بہما النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فاعادہما مکانہما وبصق فیہما فعادتا انتہی وقال فی موضع آخر وکان عیسیٰ علیہ السلام یحیی الموتیٰ وکذلک نبینا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احیی اللہ تعالیٰ علی یدہ جماعۃ من الموتیٰ انتہی اور یہ کہنا کہ مغیبات پر اطلاع پاتے ہیں الی قولہ انہیں ادراک مغیبات کے لیے

Marfat.com

عطا کیا اور اُس کے استعمال پر قدرت بخشی حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ وہ آلہ نورِ الٰہی ہے کہ مومنین
کاملین کو ملتا ہے جس کا بیان حدیث اتقوا الخ میں موجود ہے قال فی روح البیان قال الجنید
قدس سرہ قعد عندی غلام نصرانی متفکرا وقال ایہا الشیخ ما معنے قولہ علیہ السلام اتقوا من فراسۃ المومن
فانہ ینظر بنور اللہ قال فاطرقت راسی ورفعت فقلت اسلم فقد حان وقت اسلامک فاسلم الغلام
فہذا اما بطریق الفراسۃ او بغیرہا من انواع الکشف انتہی آدرہ یہ اعتقاد کہ اُن سب میں ایک
ذاتِ پاک کو سب کا سرتاج بنایا اور اُسے اپنے نفس کریم کے لئے چن لیا اور واسطہ ایجاد
عالم ٹھیرایا کہ جو کچھ بنایا اُسی کے لئے بنایا اگر وہ نہوتا تو کچھ نہوتا حجۃ اُس کی یہ ہے روے
الترمذی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم انا سید ولد آدم
یوم القیامۃ ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی آدم فمن سواہ الا تحت لوائی وفی حدیث ابی ہریرۃ
مرفوعا عند البخاری انا سید الناس یوم القیامۃ وروی البیہقی انہ ظہر علی ابن ابی طالب من البعد
فقال صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم ہذا سید العرب فقالت عائشۃ الست بسید العرب فقال انا سید العالمین
وہو سید العرب انتہی مواہب اللدنیہ وفی حدیث سلیمان عن ابن عساکر قال ہبط جبرئیل
علی النبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم فقال ان ربک یقول ان کنت اتخذت ابراہیم خلیلا
فقد اتخذتک حبیبا وما خلقت خلقا اکرم علی منک ولقد خلقت الدنیا واہلہا لاعرفہم کرامتک
ومنزلتک عندی ولولاک ما خلقت الدنیا انتہی مواہب لدنیہ آدرہ یہ عقیدہ جبکہ وہ مقصود اصلی اور
منظور خاص ہتا الٰی قولہ قیامت کی کائنات کو یوں دیکھ رہا ہے جیسے اپنی ہتیلی برہان اُس کی
یہ ہے قال فی روح البیان فی تفسیر قولہ تعالٰے ولسوف یعطیک ربک فترضٰے قال بعض العارفین
الحقیقۃ المحمدیۃ اصل مادۃ کل حقیقۃ ظہرت ومظہرہا واصل مادۃ کل حقیقۃ تکونت والیہ یرجع الامر کلہ
قال تعالٰے ولسوف یعطیک ربک فترضٰے ولا یکون رضاہ الا بعود بالفرق منہ الیہ فاہل الجمال
یجتمعون عند جمالہ واہل الجلال یجتمعون عند جلالہ وفی التاویلات النجمیۃ اے یظہر علیک بالفعل ما فی
قوۃ استعدادک من انواع الکمالات الذاتیۃ واصناف الکرامات بصفاتیۃ والاسمائیۃ انتہی
وفی موضع آخر فی تفسیر قولہ تعالٰے ما انت بنعمۃ ربک بمجنون وفی التاویلات النجمیۃ ما انت بنعمۃ
ربک بمستور ما کان من الازل وما سیکون الی الابد لان المجنون ہو المستور بل انت عالم بما کان خبیر
بما سیکون ویدل علی احاطۃ علمہ قولہ علیہ الصلاۃ والسلام فوضع کفہ علی کتفی فوجدت بردہا بین
ثدیی فعلمت ما کان وما سیکون انتہی قال فی المواہب وعن مجاہد فی قولہ تعالٰے الذی یراک

Marfat.com

حین تقوم وتقلبک فی الساجدین قال الحرالی وہذہ الآیۃ قد جلیہا اللہ تعالے ذاتہ علی ما فی حقیقۃ امرہ
فی الاطلاع الباطن لسعۃ علمہ لما عرف بہ بسمۃ نفسہ اطلعہ اللہ علی ما بین یدیہ مما تقدم من امر اللہ وعلی
ما وراء الوقت مما تاخر من امر اللہ انتہی وفی موضع آخر منہ اخرج الطبرانی عن ابن عمر قال قال رسول
اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن
فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ہذہ وعن حذیفۃ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالے
علیہ وآلہ وسلم مقاما فما ترک شیئا فی مقامہ ذلک الی یوم قیام الساعۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ
ونسیہ من نسیہ قد علمہ اصحابی ہؤلاء وانہ لیکون منہ الشیء قد نسیتہ فاراہ فاعرفہ فاذکرہ کما یذکر
الرجل وجہ الرجل اذا غاب عنہ ثم اذا راٰہ عرفہ رواہ ابوداؤد وقد صح من ہذا الخبر وغیرہ مما یاتی
من الاخبار وبعض من خواطر الابرار الاخیار انہ صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم عرفہم بما یقع فی حیاتہ
وبعد موتہ وما قد تحمد ونوعہ فلا سبیل الی فوقہ وقال ابوذر لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ تعالے
علیہ وآلہ وسلم وما یحرک طائر جناحیہ فی السماء الا ذکرنا منہ علما ولا شک ان اللہ تعالے قد اطلعہ علی
ازید من ذلک والقی علیہ علم الاولین والآخرین انتہی وفی المشکوٰۃ عن عمرو بن اخطب الانصاری
قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم یوما الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا
حتی حضرت الظہر فنزل فصلی الظہر ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس
فاخبرنا بما ہو کائن الی یوم القیامۃ قال فاعلمنا احفظنا رواہ مسلم وایضا فیہ عن ابی ہریرۃ فقال
الذئب اعجب من ہذا رجل یخبرکم بما مضی وما ہو کائن بعدکم رواہ فی شرح السنۃ انتہی العبد الحاجت
اور یہ قول کہ سمع کو وہ قوت دی کہ پانسو برس کی راہ اور بیان کی آواز دونوں یکسان
ہین نص اس کی یہ ہے قال فی المواہب اللدنیہ واما سمعہ فحسبک انہ قال صلی اللہ تعالے علیہ
وآلہ وسلم انی اری ما لا ترون واسمع ما لا تسمعون اطت السماء وحق لہا ان تئط لیس فیہا موضع
اربع اصابع الا وملک واضع جبہتہ ساجد اللہ تعالے رواہ الترمذی من روایۃ ابی ذر رضی
ورواہ ابونعیم من حکیم ابن حزام بینا رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم فی اصحابہ
اذ قال لہم تسمعون ما اسمع قالوا ما نسمع من شیء قال انی لاسمع اطیط السماء وما تلام ان تئط وما
فیہا موضع شبر الا وعلیہ ملک ساجد او قائم انتہی اور یہ بیان کہ بالجملہ اوسی اپنا آئینہ بنا
کیلیے الی قولہ اولین وآخرین کو اس کی تجلی واظہار شوکت کیلیے برابر ٹھرایا دلیل اور
اول لذریکی حاجت اعادہ نہیں وفی المواہب روی البیہقی ان آدم وجمیع المخلوقات خلقوا لاجلہ

Marfat.com

انتہی اور یہ اعتقاد کہ جس طرح عالم اپنی ابتدا میں بارادۂ الٰہی اس کی محتاج تھا اسلئے قول
یہ وہما جاہتی ہیں جو خدا چاہتا ہے برہان اوس کی یہ ہی قال فی المواہب اعلم انہ لما تعلقت
ارادۃ الحق تعالےٰ بایجاد خلقہ وتقدیر رزقہ ابرز الحقیقۃ المحمدیۃ من الانوار الصمدیۃ فی الحضرۃ الاحدیۃ
ثم سلخ منہا العوالم کلہا علوہا وسفلہا علے صورۃ حکمہ کما سبق فی سابق ارادتہ وعلمہ ثم اعلمہ تعالےٰ
بنبوتہ وبشرہ برسالتہ ہذا وآدم لم یکن الا کما قال بین الروح والجسد ثم انبجست منہ صلی اللہ تعالےٰ
علیہ وآلہ وسلم عیون الارواح فظہر بالملا الاعلی وہو بالمنظر الاجلی فکان لہم المورد الاحلی
فہو صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم الجنس العالی علے جمیع الاجناس والاب الاکبر لجمیع
الموجودات والناس ولما انتہی الزمان بالاسم الباطن فی حقہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم
الی وجود جسمہ وارتباط الروح بہ انتقل حکم الزمان الی الاسم الظاہر فظہر محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ
وسلم بکلیتہ جسما وروحا فہو صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم وان تاخرت طینتہ فقد عرفت قیمتہ فہو خزانۃ
السر وموضع نفوذ الامر فلا ینفذ امر الا منہ ولا ینقل خیر الا عنہ۔ قال فی روح البیان فی تفسیر قولہ تعالےٰ
وتعزروہ وتوقروہ وجوز بعض اہل التفسیر ان یکون ضمیر تعزروہ وتوقروہ للرسول
علیہ السلام فمعنی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم وتوقیرہ حقیقۃ اتباع
سنتہ فی الظاہر والباطن والعلم بانہ زبدۃ الموجودات وخلاصتہا وہو المحبوب الازلی وما سواہ
تبع لہ ولذا ارسلہ تعالےٰ الی الثقلین بل الی کافۃ الخلائق اذ لما کان اول مخلوق خلقہ اللہ کان شاہد
بوحدانیۃ الحق وربوبیتہ وشاہدا بما اخرج من العدم الی الوجود من الارواح والنفوس
والاجرام والارکان والاجسام والاجساد والمعادن والنبات والحیوان والملک
والجن والشیطان والانسان وغیر ذلک لئلا یشذ عنہ ما یمکن للمخلوق درکہ من اسرار افعال
وعجائب صنعہ وغرائب قدرتہ بحیث لا یشارکہ غیرہ ولذا قال علیہ السلام علمت ما کان وما یکون لانہ شاہد
الکل وما غاب لحظۃ وشاہد خلق آدم علیہ السلام ولاجلہ قال کنت نبیا وآدم بین الماء والطین ای کنت
مخلوقا وعالما بانی نبی وحکم لی بالنبوۃ وآدم بین ان یخلق لہ جسد وروح ولم یخلق بعد واحد منہما فشاہد خلقہ و
ما جرے علیہ من الاکرام والاخراج من الجنۃ لسبب المخالفۃ وما تاب اللہ علیہ الی آخر ما جری علیہ وشاہد خلق
ابلیس وما جری علیہ من امتناع السجود لآدم والطرد واللعن بعد طول عبادتہ ووفور علمہ بمخالفۃ امر واحد فحصل
لہ بکل حادث جری علی الانبیاء والرسل والامم فہوم وعلوم ثم انزل روحہ فی قالبہ لیبرزوا ولہ نورٌ علے
نور فوجود کل موجود من وجودہ وعلوم کل نبی وولی من علومہ حتی صحف آدم وابراہیم

Marfat.com

وموسیٰ وغیرہم من اہل الکتب الالٰہیۃ وقال بعض الکبار ان مع کل سعید رقیقۃ من روح النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی الرقیب العتید علیہ فاعراضہ عنہا بعدم اقبالہ علیہا سبب لاتہا کہ انتہی
وسید ایضا فیہ فی تفسیر قولہ تعالیٰ ید اللہ فوق ایدیہم فید النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مع
غیرہ کید السلطان مع ما سواہ والحاصل ان اللہ تعالیٰ جعل نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
مظہر الکمالاتہ ومرآۃ لتجلیاتہ ولذا قال علیہ السلام من رآنی فقد رای الحق ولما فنی علیہ السلام عن
ذاتہ وصفاتہ وافعالہ کان نائبا عن الحق فی ذاتہ وصفاتہ وافعالہ انتہی اور یہ قول کرنا کہ اوپر
پر ظاہر کہ نائب سلطانی جو تقسیم خزائن وتدبیر مہات پر بادشاہ کی طرف سے مقرر ہوا الی قولہ اسالک
الشفاعۃ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہے حاجت اقامت برہان نہیں اور یہ عقیدہ
کہ اب حیات اور تمام کمالی صفات مثل علم وسمع وبصر وقدرت وتدبیر واختیار کاروبار عالم
سے پہلے سے اکمل واوفر ہیں الی قولہ بطریق تلذذ وتنعم نماز وعبادت الٰہی میں مشغول ہیں دلیل
اس کی یہ ہے قال فی المواہب ومنہا انہ حی فی قبرہ ویصلی فیہ باذان واقامۃ وکذالک الانبیاء
وقد حکی ابن زبالۃ وابن النجار ان الاذان ترک فی ایام الحرۃ ثلاثۃ ایام وخرج الناس وسعید ابن المسیب
فی المسجد فقال سعید فاستوحشت فدنوت الی القبر فلما حضرت الظہر سمعت الاذان فی القبر فصلیت
الظہر ثم مضی ذالک الاذان والاقامۃ فی القبر بکل صلوۃ حتی مضت ثلاث لیال ورجع الناس وعاد
المؤذنون فسمعت اذانہم کما سمعت الاذان فی قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انتہی وقد ثبت
ان الانبیاء یحجون ویلبون وہم اموات فی الدار الآخرۃ ولیست دار عمل فالجواب انہم کالشہداء بل
افضل منہم والشہداء احیاء عند ربہم یرزقون فلا یبعد ان یحجوا ویصلوا ونقول ان البرزخ
ینسحب علیہ حکم الدنیا فی استکثارہم من الاعمال وزیادۃ الاجور وان المنقطع فی الآخرۃ انما ہو التکلیف
وقد تحصل الاعمال من غیر تکلیف علی سبیل التلذذ بہا ولہذا ورد انہم یسبحون ویقرؤن القرآن فان
قلت القرآن ناطق بموتہ علیہ الصلوۃ والسلام قال اللہ تعالیٰ انک میت وانہم میتون وقال علیہ السلام
انی امرء مقبوض وقال الصدیق فان محمدا قد مات واجمع المسلمون علی اطلاق ذلک فاجاب
الشیخ تقی الدین السبکی بان ذالک الموت غیر مستمر وانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم احیی
بعد الموت فالحیات الثانیہ حیات اخرویۃ ولاشک انہا اعلی واکمل من حیات الشہداء
وہی ثابتۃ للروح بلا اشکال وقد ثبت ان اجساد الانبیاء لا تبلی وعود الروح الی الجسد
ثابت لسائر الموتی فضلا عن الشہداء فضلا عن الانبیاء وانما النظر فی استمرارہا فی البدن

Marfat.com

وفي ان البدن يصير حيا كحالته في الدنيا او حيا بدونها وهي حيث شاء الله تعالى فان ملازمة الروح
للحياة امر عادي لا عقلي فهذا مما يجوزه العقل فان صح به سمع اتبع وقد ذكره جماعة من العلماء ويشهد له صلوة
موسى عليه السلام في قبره فان الصلوة تستدعي جسدا حيا وكذلك الصفات المذكورة في الانبياء ليلة
الاسراء كلها صفات الاجسام ولا يلزم من كونها حياة حقيقية ان تكون الابدان معها كما كانت في الدنيا
من الاحتياج الى الطعام والشراب وغير ذالك من صفات الاجسام التي تشاهدها بل يكون لها حكم آخر
فليس في العقل ما يمنع من اثبات الحياة الحقيقية لهم واما الادراكات كالعلم والسمع فلا شك ان ذلك ثابت
لهم بل ولسائر الموتى اجوبة الشيخ زين الدين المراغي وقال انه مما يعز وجوده وفي مثله فليتنافس المتنافسون
انتهى قال في روح البيان في تفسير قوله تعالى وللآخرة خير لك من الاولى لانها باقية صافية
من الشوائب على الاطلاق والاولى اي الدنيا لانها خلقت قبل الآخرة فانية مشوبة بالمضار فالمراد بالآخرة
والاولى كراماتها في النهايات والبدايات يعني احوال نهايتك افضل واكمل من احوال بدايتك كما اخبر بقوله
اليوم اكملت لكم دينكم الآية صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لا يزال يطير بجناحي الشريعة والطريقة في جو السماء
السير ويترقى في مقامات القرب والكرامة وهكذا حال ورثته انتهى اور یہ قول کہ روضۂ اقدس سے جہاں چاہیں
تشریف لیجاتے ہیں مستند وہ ما قال في المواهب وقد ذكر عن السلف والخلف وهلم جرا عن جماعة كا
نوا يصدقون بهذا الحديث من رآني في المنام فسيراني في اليقظة انهم رأوه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
في النوم فرأوه في اليقظة وسألوه عن اشياء كانوا منها متشوشين فاخبرهم بتفريجها ونص لهم على الوجوه
التي منها يكون فرجها فجاء الامر كذالك بلا زيادة ولا نقص ورأيت في كتاب المنح الالهية في مناقب السادات
الوفائية عن سيدي علي ابن سيدي محمد وفا انه قال في بعض مشاهده وكنت وانا ابن خمس
سنين اقرأ القرآن على رجل يقال له الشيخ يعقوب فاتيته يوما فرأيت انسانا يقرأ عليه سورة والضحى
وصحبه نسيق له وهو يلوي شدقيه بالامالة ورفيقه يضحك احيانا فرأيت النبي صلى الله تعالى عليه
وآله وسلم يقظة لا مناما وعليه قميص ابيض قطن فقال اقرأ فقرأت عليه سورة والضحى والم نشرح
ثم غاب عني فلما بلغت احدى وعشرين سنة احرمت لصلاة الصبح بالقرافة فرأيت النبي صلى الله عليه
وسلم قبالة وجهي فعانقني فقال لي واما بنعمة ربك فحدث فاوتيت لسانه من ذلك الوقت انتهى اور
یہ قول کہ تنظیم ونسق عالم انہیں کو تفویض ہوا ہے تمام احکام انکی رائے پر نافذ ہوتے ہیں
اس کی دلیل اول گذر چکی حاجت اعادہ نہیں اور یہ کہنا کہ روزنامچہ روزانہ حضور میں پیش ہوتے
ہیں اور سب کارنامے عرض اقدس تک پہونچائے جاتے ہیں دلیلہ ما قال في المواهب ترجمہ

Marfat.com

وتعرض اعمال امته علیه ویستغفرلہم روی ابن المبارک عن سعید ابن المسیب لیس من یوم الا وتعرض علی النبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم اعمال امته غدوة وعشیا فیعرفہم بسیماہم واعمالہم انتہی اور یہ قول کہ اور اعتقاد کرے کہ میں اوس جناب کے پیش نظر ہوں آپ حال میرا دیکھ رہے ہیں اور گفتگو میری سنتے ہیں بلکہ علامہ قسطلانی مواہب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اس کی نیات اور خطرات سے آگاہ ہیں اور جو خیال دل میں گذرتا ہے اوس پر مطلع اور وہ عبارت مواہب کی یہ ہے قال فی المواہب وینبغی ان لیقف عند محاذاة اربعة اذرع ویلازم الادب والخشوع والتواضع غاض البصر فی مقام الہیبة کما کان یفعل بین یدیہ فی حیاته ویستحضر علمه بوقوفه بین یدیه وسماعه لسلامه کما ہو فی حال حیاته اذ لا فرق بین موته وحیاته فی مشاہدة الامة ومعرفته باحوالہم ونیاتہم وعزائمہم وخواطرہم وذلک عنده جلی لاخفاء به فان قلت ہذہ الصفات مختصة باللہ تعالےٰ فالجواب ان من انتقل الی عالم البرزخ من المومنین یعلم احوال الاحیاء غالباً انتہی اور عبدالنبی نام رکھنا جائز ہے اس لئے کہ عبد بیان معنی مملوک میں ہے اور اضافت عبد کی طرف غیر اللہ کے اسامی میں تقریراً ثابت ہے اس لئے کہ عبدالمطلب ابن ربیعہ ابن حارث حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے بھتیجے تھے اور صحابی ہیں اور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے انکا نام نہ بدلا اور مسلم نے انہیں سے روایت کی ہے وعن عبدالمطلب ابن ربیعة قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم ان ہذہ الصدقات انما ہی اوساخ الناس وانہا لا تحل لمحمد ولا لآل محمد رواہ مسلم مشکوٰة ہذا التقریر الجواب واللہ الہادی للصدق والصواب والیہ المرجع والمآب وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین وسلم تسلیما کثیراً کثیراً حررہ الراجی عفو ربہ الستار محمد عبدالغفار عفی عنہ

ہذا ہو الحق المطاع والحق حق بالاتباع محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عنایت اللہ خان عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبداللہ عفی عنہ

الاجوبة کلہا صحیح واللہ در المجیب حیث اتی بالادلة الواضحة لاثبات العقائد المذکورة کما لا یخفی علی ماہرین عفی عنہ

الاجوبة کلہا صحیح محمد ریاست علیخان عفی عنہ

ہذا ہو الحق والصواب فللہ در المجیب المثاب محمد گوہر علی عفی عنہ

نعم الجواب وحبذا التحسین ابو لذکا سراج الدین محمد سلامت اللہ عفی عنہ

سوال - کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ مسائل مفصلہ ذیل کے اول یہ کہ کلمہ طیب کا نام ربانی ہے یا حدیث با کیا اور اس کا شان نزول کیا ہے اور یہی کلمہ شریف تمام انبیا علیہ السلام کے زمانہ نبوت میں زبان مختلف میں جاری رہا ہے اور یہ کلمہ توحید اور کلمہ اور نام موں

Marfat.com

کے ساتھ موسوم ہوئے اُس کی وجہ تسمیہ کیا ہے دوسرے یہ کہ جناب ختم المرسلین صلعم کا نور جو مبارک لفظ کن سے پہلے پیدا ہوا یا بعد اور اگر یہ کہا جاوے کہ علم الٰہی میں اس سے پہلے سے تھا تو تمام موجودات کا علم الٰہی میں اسیطرح تھا یا نہیں اور علم الٰہی قدیم ہے اور جو کن کے بعد کہا جاوے تو ثبوت تقدیم نور حضرت کا کن وجوہ سے ہے یہ امورات تفصیل طور پر کس کتاب سے ثابت ہونگے مع اُس کی نقل کے جواب تحریر فرمایا جاوے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

کلمہ طیبہ کلام سبحانی اور وحی ربانی ہے اور وارد ہے قرآن شریف میں دو جگہ اول سورۂ الصافات میں کما قال سبحانہ تعالیٰ واذا قیل لہم لا الٰہ الا اللہ یستکبرون اور اس جگہ یہ آیت اسواسطے نازل فرمائی کہ جب کفار بہکے ہوئے اور انکو بہکانیوالے دوزخ میں ڈالے جاوینگے اور تابعین اور متبوعین میں جھگڑا ہوگا پس حق تعالیٰ اُن کے احوال سے خبر دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ سب عذاب دوزخ میں شریک ہیں اسواسطے کہ یہ سب کلمہ توحید سے انکار کرنے تھے اور منکر کلمۂ توحید کا لائق دوزخ ہے خواہ تابع ہو یا متبوع اور دوسری جگہ سورۂ محمد میں جیسا کہ فرمایا حق سبحانہ وتعالےٰ نے واعلم انہ لا الٰہ الا اللہ اور نزول اس کا اس محل میں اسواسطے تھا کہ ایک اعرابی نے آکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کب آویگی تو فرمایا حق تعالےٰ نے کہ یہ لوگ قیامت کو پوچھتے ہیں علامتیں اس کی موجود ہو گئیں اور جب قیامت آجائیگی تو ان لوگوں سے کوئی کام توبہ اور اعمال صالحہ کا نہ ہوسکیگا لہٰذا تم اس کو جانلو یعنی اسبات پر ثابت اور قائم رہو کہ اللہ تعالےٰ معبود برحق ہے اور سوا اوس کے کوئی معبود برحق نہیں تاکہ یہ توحید الٰہی قیامت میں نفع بخشے اور چونکہ یہ کلمہ خالص توحید الٰہی پر دلالت کرتا ہے اسواسطے اس کلمہ کا نام کلمۂ توحید رکھا اور اسواسطے کہ اور کلموں میں تحمید اور تقدیس الٰہی بھی پائی جاتی ہے لہٰذا اُن کو اور ناموں کیساتھ موسوم کیا اور جواب سوال ثانی یہ ہے کہ نور مبارک جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا سب مخلوق سے پہلے پیدا ہوا ہے جیسا کہ وارد ہے حدیث میں ان اول ما خلق اللہ نوری یعنی پہلے وہ چیز جو اللہ تعالےٰ نے پیدا فرمائی میرا نور تھا اور کلمۂ کن کوئی چیز مخلوق نہیں ہے کہ تقدم یا تاخر اس کا نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا جاوے بلکہ یہ کلمہ تعبیر اور بیان ہے تعلق قدرت الٰہی جل شانہٗ کا ساتھ مخلوقات اور مقدورات کے چنانچہ تفسیر بیضاوی میں تحت آیۂ کریمہ انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون کے فرماتے ہیں وہو تمثیل قدرتہ تعالےٰ فی مرادہ تعالےٰ بامر المطیع فی المطاع فی حصول المامور من غیر امتناع وتوقف وافتقار الی مزاولۃ عمل واستعمال

جواب سوال اول

جواب سوال ثانی

نادر و نایاب کتب شائع کرنے کا شرف حاصل کرنے والا

ادارہ درالعلوم عباسیہ باروبیہ طاہر آباد ضلع لیہ

پر ایک نظر درالعلوم عباسیہ باروبیہ کا سنگ بنیاد 20 جون 1996 کو پیر طریقت پیر احمد حسن صاحب حسنی مجددی سواگ شریف نے رکھا اس دار لعلوم کی سرپرستی پیر طریقت ولی کامل خواجہ الحاج فقیر محمد الباروی نقشبندی مجددی بارو شریف فرمارہے ہیں۔ اس کی نگرانی میرے والد محترم صوفی فتح شیر قادری فرمارہے ہیں۔

دارالعلوم ریگستان کے پسماندہ علاقہ طاہر آباد واقع جہاں بنیادی سہولتیں موجود نہیں ہے اس کے باوجود ادارہ میں کافی تعداد میں طلباء دینی تعلیم حاصل کررہے ہیں اب ادارے فیصلہ کیا ہے جو نادر و نایاب کتابیں ہیں ان کو شائع کیا جائے تو سب سے پہلے کتاب عمدۃ المحققین سراج الفقہا، حضرت علامہ مولانا ارشاد حسین احمدی مجددی نقشبندی رام پوری کا۔

فتاویٰ ارشادیہ حصہ اول

شائع کیا ہے اور فتاویٰ ارشادیہ حصہ دوئم عنقریب شائع کردیا جائے گا۔

دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں دین و دنیا میں کامیاب فرمائے۔

الحمد للہ کافی نایاب کتابیں مل چکی ہیں

جو کہ وسائل کی کمی کے پیش نظر شائع نہیں ہوئیں

دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے نایاب تحفے شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائے

آمین

غلام عباس باروی نقشبندی مجددی

خادم دارالعلوم ھذا

Marfat.com

تہمت زنا اُس پر قائم ہوئی اور قذف اُس کے حق میں متحقق اور نسب اس ولد کا شوہر اول سے ثابت ہے قال فی العالمگیری غاب عن زوجتہ ونعی الیہا زوجہا فاعتدت وتزوجت بآخر فولدت عند الامام للاول نفاہ الاول اوادعاہ او ادعاہ الثانی او نفاہ لاقل من ستۃ اشہر او اکثر من سنتین وللزوج الثانی ان یدفع الزکوۃ الیہم وتقبل شہادتہم لہ کذا فی الجوہرۃ النیرۃ انتہی اس سبب سے توہم اس کا پیدا ہوا کہ زوج ثانی نے دعوت ولد کرکے اُس پر تہمت زنا لگائی اس لئے کہ فی الواقع وہ عورت بحکم شرع زوجہ ہے شوہر اول کی اور نسب ولد کا بھی اُس سے ثابت ہے پس دعوت زوج ثانی کا یہ مفاد ہے کہ میں نے اُس سے زنا کیا اب واضح ہوا کہ احتمال قذف محصنہ کا دونوں شوہروں کی جانب سے ساتھ نفی ولد کے اول سے اور ساتھ دعوت ولد کے ثانی سے قائم ہے پس امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے امتحان قتادہ کے دعوی فقاہت میں یہ سوال کیا یعنی قتادہ اگر احدہما کو قاذف قرار دینگے تو وجہ تحقق قذف کی جانب ثانی سے پیش کی جائے گی اور اگر دونوں کو قاذف ٹھہرائینگے تو دلیل صوری نفی قذف کی کہ وہ صورت تحقق زنا سے طلب کیجائے گی اور اگر کسیکو قاذف نہ کہیں گے تو دلیل تحقق قذف ہر ایک کی گزاری جائے گی اس صورت میں دعوے نقد شناسی کا صادق یا کذب واضح ہو جائے گا اور جواب سوال ثانی کا یہ ہے کہ اول تو پھینکنے والا سانپ کا پھینکنے میں اور جلیس کے مقتل نہیں ہو ممکن تھا کہ علیحدہ جلیس سے پھینکتا بس پھینکنا جلیس پر باختیار ہوا او علی التسلیم لزوم دیت میں فعل اختیاری شرط نہیں ہو البتہ قصاص میں اختیار اور عمد شرط ہے اسیواسطے قتل شبہ اور خطا میں مثلاً سوتے میں کسی نے کروٹ لی یا گر گیا اور اس سے کوئی شخص دبکر مر گیا تو دیت دینا لازم آئے گا یہاں فعل اختیاری کہاں ہے بالجملہ دیت کہ ضمان بالمال ہے اسمیں اختیار شرط نہیں ہے وہو ما لا یخفی علی الماہرین فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان عفی عنہ۔

سوال - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کھانا نیاز حاضری حضرت عباس جو کہ اکثر محرم میں ہوتا ہے جائز ہے یا نہیں چوکی پر جو شربت وغیرہ نیاز ہوتا ہے اس کا کھانا کیسا ہے فقط یہ جو دستور ہے کہ شب ہفتم ماہ محرم کو جبکہ تعزیہ چوکی پر رکھا جاتا ہے تو اس کے سامنے ایک برتن میں حلوا نیاز کرا کے تمام شب تعزیہ کے نیچے رکھا رہتا ہے اور دہم محرم کو جب تعزیہ مدفون ہونے کو جانے لگتا ہے تو وہ حلوا او شربت معتقدین اس کے تبرکا تقسیم کرتے ہیں اور کسی بچہ کو نہ کھانے دیتے ہیں اور نہ چھونے دیں کھانا اس حلوے کا شرعاً کیسا ہے فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

کھانا فاتحہ کا جس کو حاضری حضرت عباس کی کہتے ہیں اور محرم میں ہوتی ہے شرعاً اس میں کچھ قباحت نہیں ہے

Marfat.com

اس لئے کہ مقصود اس سے یہ ہے کہ کھانا لوجہ اللہ تعالےٰ محتاجین کو دے کر ثواب اس کا روح پرفتوح حضرت عباسؓ کو پہونچا دیں پس اس قدر میں کچھ ممانعت شرعی نہیں یہ فعل بھی جائز اور وہ کھانا بھی حلال ہے ایسا ہی حال ہے شربت وغیرہ کا یعنی اگر خالصاً لوجہ اللہ تعالےٰ تقسیم کر کے ثواب اُس کا روح پرفتوح حضرت سید الشہداؓ کو پہونچا دیں تو اس میں مضائقہ نہیں لیکن اگر اس میں تقریب طرف تعزیہ کے کریں گے تو حرام ہوگا اور وہ جو حلوا شب دہم محرم کو بیچ تعزیہ کے تمام شب رکھکر فجر کو اس کو تبرک کر کے کھاتے ہیں یہ فعل بھی حرام اور کھانا بھی حرام اس لئے کہ ظاہر اس میں تقرب ہے طرف تعزیہ کے اور اس کو موجب تبرک سمجھنا دونوں امر حرام ہیں اور وہ کھانا یا حلوا بھی حرام ہے قال فی الدر المختار ، ما یؤخذ من الدراہم . الشمع والزیت ونحوہا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فہو بالاجماع باطل وحرام مالم یقصد واصرفہا لفقراء الانام وقد ابتلی الناس بذلک ولا سیما فی ہذہ الاعصار وقد بسطہ العلامۃ قاسم فی شرح درر البحار انتہی وکذا فی رد المحتار مع زیادۃ بسط ۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم "

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہٗ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال چہ مے فرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں مسائل مفصلۂ ذیل مسئلہ اول یعنی در کتابی نوشتہ است کہ در حدیث شریف آمدہ کہ آنچہ زیور ہا کہ بوقت روش زنان یا جانوران خرد باشند یا کلان آواز پیدا کنند اگر بخانہ پوشیدہ باشند یا فقط نہادہ فرشتہائے رحمت بخانہ مذکور نمی آیند تا وقتیکہ بہیئت دیگر نکنند کہ بوقت رفتن آواز ندہند ایں در خانہ نبرند بلکہ بمقامہائیکہ مع زیور ہائے میروند در آن مقام ہم ہمین امر بالا پیدا میکند ہمچنین بوقت در آمدن سگ یا مرئے آن بخانہ نیز تا وقتیکہ بیرون نروند فرشتہائے رحمت نیز نیایند و نیز مسطور است کہ مصور ہائے جاندار برائے زینت یا غیر آن اگر در خانہ باشند کہ بنظر غائب باشند تا وقتیکہ شکستہ یا دریدہ شوند یا بیرون خانہ برند فرشتہائے رحمت ہرگز نیایند آیا این اقوال مذکورہ بالا صحیح ہستند یا غلط شرح بیان فرمایند کہ اجر خواہد شد فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

بلاشبہ در باب اشیاء مذکورہ یعنی جرس وسگ وتصویر جاندار در احادیث وارد است کہ فرشتہائے آنجا کہ این چیز ہا مے باشد داخل نمے شوند چنانچہ بروایت صحیح ابوداؤد وارد است سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ جرس انتہی وبروایت بخاری ومسلم وارد است قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب ولا تصاویر انتہے وشارحین بخاری وغیرہ مے نویسند کہ مراد از ملائکہ سوائے حافظین ہستند یعنی ملائکہ حافظین بشہادت احادیث دیگر بلا تامل داخل میشوند البتہ سوائے ملائکہ حافظین بحکم این احادیث در خانہائے مذکورہ داخل نمیشوند واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ۔ العبد المجیب ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار

مگر تاریخ تقریر سرا پا تقصیر کہ حرمت ان زیورات کی اس حدیث مذکورہ سے ثابت نہیں نص قطعی قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ علت ثابت ہر کسو جہ سے جواب میں ذکر زیورات کا نہیں کیا فقط عبد الغفار

Marfat.com

سوال ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ ایک طبیب خاندانی سالہا سال سے ایک شہر میں علاج بیماران شہر اور اُس کے متعلقات کا کرتا ہے اور قدیم الایام سے یہ رسم جاری ہے کہ جو کوئی بیمار اپنے مکان پر واسطے معائنہ مریض کے بلاتا ہے یا بعض وقت میں خود آکر اُس طبیب کو بطیب خاطر اپنے نقد یا جنس حسب حیثیت اپنی نذر کرتا ہے وہ طبیب اسکو قبول کرلیتا ہے فی الحال یہ طبیب اُسی شہر میں سرکار انگریزی کی جانب سے واسطے علاج بیماران شہر و دیہات کے مقرر ہوا اور تنخواہ اُسکی متعین ہوئی اور حاکم کی طرف سے یہ امر ہوا کہ فیس کسی قسم کی نہ لیجائے اور حال یہ ہے کہ فیس ایک تعداد مقررہ کا نام ہے کہ جو بالجبر لیجا وے اگر کوئی شخص اُسکے دینے سے انکار کرے تو لینے والا فیس کا حاکم وقت کے یہاں نالش کرکے لے سکتا ہے پس اس صورت میں طبیب حسب عادت قدیم اپنی اہل شہر اپنے شہر والوں کے نقد یا جنس بیماران سے بغیر اپنی استدعا کے لیوے تو شرعاً درست ہے یا نہیں یا یہ لینا اُس کا داخل رشوت ہے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا میں طبیب مذکور کو لینا اُس شئے کا جو مریض اپنی طیب خاطر سے بغیر استدعاء اور تعیین اور شرط کے دیتا ہے جائز ہے اور وہ شئی مصداق فیس کا جو سوال میں کیفیت اُس کی مرقوم ہے نہیں ہے اسواسطے کہ فیس موافق تفسیر مذکور کے بمعنے اجرت کے ہے وہو مایستحق علی عمل الخیر کذا فی الدر المختار وغیرہ من کتب الفقہ اور چونکہ اجرت شئی مستحق کو کہتے ہیں پس مطالبہ اُس کا عند الحاکم ہو سکتا ہے اور فیس کا بھی یہی حال ہے اور وہ شئے جو مریض بطیب خاطر اپنی طرف سے بغیر استدعاء اور تعیین اور شرط کرنے طبیب کے دیتا ہے نہ وہ مشروط ہے نہ متعین نہ معروف نہ مطالبہ اُس کا عند الحاکم ہوسکے پس وہ داخل فیس اور اجرت میں نہیں ہے اور ممانعت حاکم اخذ فیس سے اُسکو شامل نہیں ہے اس سبب سے لینا اُس شئے کا جو کسی کو بعد کرانے امور ممنوع شرعیہ مثل گانے یا ناچنے یا نوحہ وغیرہ کے بلا شرط اور بلا عرف دیجانے جائز ہے قال فی الدر المختار لا تصح الاجارۃ لعسب التیس وہو نزوہ علی الاناث ولا لاجل المعاصی مثل الغناء والنوح والملاہی ولو اخذ بلا شرط یباح انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ　　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ گروہ روافض آذان میں اور خارج آذان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں خلیفۃ بلا فصل کہتے ہیں نعوذ باللہ عن قولہم) اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ کلمہ تبرا ہے یا نہیں اور اس کا سننا اُنکو مثل تبرے سننے کے ہے [illegible] اہل سنت اس کلمہ کو سنکے وہ اپنے مقدور بھر اُس کے روکنے میں کوشش نکرے تو وہ گنہگار

ہوگا یا نہیں اور جو اس کے رد کرنے میں کوشش بلیغ مدد کرے اس کیلئے ثواب عظیم ہوگا یا نہیں بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

بلاشبہ لفظ مذکور تبرا ہے اور مشعر ہے نفی استحقاق خلافت خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کو اور ایسی کلمہ سننا اہل سنت والجماعۃ نصرہم اللہ سبحانہ وکثرہم کو مثل سننے تبرا ہی کے ہے اور اگر سننے والے اہل سنت الجماعۃ اس کلمہ سے رافضہ کو نہ روکیں تو گنہگار ہونگے اور در صورت روکنے کے ماجور فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں باب پڑھنے والے ختم غوثیہ کے جس میں یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ پڑھا جاتا ہے ایسا پڑھنے والا اس کا کافر و مرتد ہے یا مسلم بینوا توجروا فقط؟

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ختم غوثیہ کی ماہیت نہیں معلوم کہ اس میں کیا پڑھا جاتا ہے بعد معلوم ہونے کے اس میں کلام کیا جائے گا البتہ جملہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کے پڑھنے والے کو مطلقاً کافر نہیں کہہ سکتے اگرچہ بانضمام نیت فاسدہ خوانندہ کے احتمال کفر کا بھی ہو سکتا ہے لیکن وہ احتمال کفر راجع طرف نیت فاسدہ کے ہے نہ طرف جملہ مذکورہ کے تفصیل اس کی یہ ہے کہ اگر اس ندا کرنے میں نیت قائل یہ ہے کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر اور ناظر ہیں اور میرے پکارنے کو ہمہ وقت سنتے ہیں ہر حال اور ہر محل میں استقلالاً بغیر سنا دینے حق تعالیٰ کے تو بلاشبہ یہ عقیدہ شرک ہے اور موجب کفر لیکن اہل اسلام سے ایسا عقیدہ نہایت مستبعد ہے اور اگر استقلال نیت میں نہیں ہے بلکہ یہ سمجھتا ہے کہ جب حق تعالیٰ ان کو سنا دیتا ہے تو سنتے ہیں یا کچھ نیت میں نہیں ہے فقط الفاظ مذکورہ بطور عمل کے یا بقصد تبرک کے پڑھتا ہے تو اس میں کچھ قباحت نہیں لیکن ترک اس کا اولیٰ ہے اسیطرح حال ہے شیئاً للہ کا اگر اس بایں معنے پڑھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی چیز عطا کرو تو یہ معنے فاسد ہیں کہ اس میں توہم حق تعالیٰ کے محتاج ہونیکا پیدا ہوتا ہے اور اگر مقصود یہ ہے کہ بحبت اکرام الٰہی کے کچھ دو تو یہ معنے صحیح ہیں اور اس میں کسیطرح کی ممانعت نہیں اور بلا قصد و لحاظ معنے فاسد و صحیح بطور عمل و تبرک کے بھی جائز ہے لیکن ترک اولیٰ ہے بہرحال حکم کفر کا بمجرد پڑھنے ان کلمات کے خلاف حق ہے قال الدر المختار ناقلاً عن شرح الوہبانیہ کذا شیئاً للہ قیل بکفرہ انتہی قال علیہ فی رد المحتار لعل وجہہ انہ طلب شیئاً للہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ غنی عن کل شی والکل مفتقر و محتاج الیہ وینبغی ان یرجح عدم التکفیر فانہ یمکنہ ان یقول اردت اطلب

Marfat.com

شیئا اکراما للہ تعالی انتہی شرح الوہبانیہ قلت فینبغی او یجب التباعد عن ہذہ العبارۃ و قد مر ان ما فیہ خلاف یؤمر بالتوبۃ والاستغفار و تجدید النکاح لکن ہذا ان کان لا یدری ما یقول اما ان قصد فالظاہر انہ لا باس بہ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

الجواب ہو الصواب محمد گوہر علی ؁

سوال ما دام مصلیا باسمہ تعالی الحمد آنجناب در باب گز شرعی ارقام فرمودہ بودند کہ در معتبر در عمامہ شریف گز شرعی کہ دو شبر میباشد مقبول است معلوم نیست کہ شبر از خنصر تا ابہام معتبر است یا بانگشت دیگر و نیز بہ پیمائش شبر کدام معتبر است چرا کسی شبہ دراز می باشد و کسی خورد بہ تصریح مرقوم فرمایند کہ اجر خواہد شد فقط

الجواب

شبر از خنصر تا ابہام است و شبر بہ پیمانہ متوسط گرفتہ خواہد شد یعنی شبر شخص متوسط القامت متوسط الید معتبر خواہد شد قال فی مجمع البحرین الشبر بالکسر ہو مساحۃ ما بین الخنصر والابہام بالتفریج المعتاد انتہی و قال فی الدر المختار ذراع الکرباس سبع قبضات فقط قال الشامی والمراد بالقبضۃ اربع اصابع مضمومۃ ہو قریب من ذراع الید لانہ ست قبضات وشیء وذلک شبران انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ الحمد آنجناب قبل ازیں یک استفتائی بوقت ملاقات برادری وغیرہ بتجمل و بہ ہیئت و قار تزئین بودن و ملاقات کردن مسنون نبشتہ قلمی فرمودہ ازیں عبارت بہ مردان اختلاف ہمین گردید یعنی بعضی میگویند کہ مراد بہ تجمل و بہ ہیئت و قار از آن خواہد بود کہ لباسے کہ بوقت خواندن نماز می پوشند ہمان ہیئت تزئین بودن با مذکور نہ اینکہ لباس دیگر از نماز بہتر باعتبار قیمت یا وضع سفیدی یا درخت وغیرہ اگرچہ مسنون مثل عقد وغیرہ باشد و بعضے میگویند کہ مراد بہ تجمل و بہ ہیئت و قار ہمین است کہ بوقت شرکت امر مذکور لباس دیگر بہتر باعتبار مذکورہ پوشیدن آیا ازین ہردو اقوال مذکورہ کدام صحیح است و کدام غیر صحیح قلمی فرمایند فقط بینوا توجروا۔

الجواب

لباس تجمل کہ مفید ہیئت وقار است مقید بآن نیست کہ در نماز ہمچنین باشد بلکہ عام است ازینکہ در حین نماز ہم این چنین باشد یا نباشد قال فی الکشف اعلم ان الکسوۃ منہا فرض وہو ما یستر العورۃ ویدفع الحر والبرد والاولی کونہ من القطن او الکتان او الصوف علی وفاق السنۃ و مستحب وہو الزائد لاخذ الزینۃ واظہار نعمۃ اللہ تعالی قال علیہ الصلوۃ والسلام ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ انتہی فقط۔

Marfat.com

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان
سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ ابن ہمام صاحب فتح القدیر پر بموجب کتب اصولی مجتہد مقید کی تعریف صادق آتی ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

حضرت امام ابن الہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرتبہ مجتہد مقید کا رکھتے ہیں اور تعریف مجتہد مقید کی اُن پر صادق آتی ہے قال المحقق الشامی وقد سنا غیر مرۃ ان الکمال من اہل الترجیح کما افادہ فی قضاء البحر بل صرح بعض معاصریہ بانہ من اہل الاجتہاد ولاسیما وقد اقرہ علی ذلک فی البحر والنہر والمنح در رمز المقدسی والشامی وہم اعیان المتاخرین انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل مفصلہ ذیل میں بینوا بسند الکتاب مسئلہ اول زید نے بکر کو حالت تکرار اور غصہ میں کافر کہا اور بکر نے جو کہ علم اور واقف مسائل ضروریہ فقہیہ متعلقہ ارتداد واسلام سے ہے اس کو اس قول مذکور پر جنگ وجدال نہیں کیا بلکہ بنظر دفع فساد خصومت وعناد کے یہ جواب دیا کہ اگر ہم کافر ہیں تو تمہاری بلا سے کافر ہیں تم اپنا کام دیکھو جو امر پیش ہے اُس کو طے کرو یا یہ کہ بکر نے زید کے قول پر صرف سکوت کیا کوئی جھگڑا اور لڑائی نہیں کی یا یہ کہا ہم کافر ہی سہی تم زیادہ قصہ نکرو اور جس کام کو آئے ہو اس کام کو انجام دیو خواہ کوئی دوسرا قول ایسا بکر نے کہا جس کے سبب سے رفع خصومت ہووے اور کافر کہنے کے قصے سے لڑائی بڑہنے نپاوے ایسی حالتوں میں بکر کا یہ اعراض عن الخصومۃ موجب تسلیم کفر کا اوس کے سمجھا جاوے گا اور بکر کا یہ سلوک خواہ قول مذکور موجبات کفر سے ہو گا اور اس پر فتوے کفر کا ہو گا یا ایسی صورت اصلا ارتداد بکر نہیں ہوسکتی اور اگر یہ سکوت بکر کا اور مفہوم ہونا رضا بکر کا اس تکفیر پر موجبات ارتداد سے ہی سمجھا جاوے تب بھی باوصف اس کے بمقتضائے عبارات مفصلہ ذیل تاویل احسن اوس کی کر کے تکفیر کرنا لازم نہیں یا کیا قال فی الاشباہ الکفر شیٔ عظیم فلا اجعل المومن کافرا متی وجدت روایۃ انہ لا یکفر انتہی وقال الحموی وقولہ متی وجدت روایۃ انہ لایکفر یعنی ولو کانت الروایۃ لغیر اہل مذہبنا ویدل علی اشتراط کون مایوجب الکفر مجمعا علیہ الی قولہ وقد الزمت نفسی ان لا افتی بشیٔ منہا وقال الحموی والبنا فی مقام آخر فقالت کنت ظننت ان اللہ تعالیٰ فی السماء کفرت یعنی انھا نعت تعلم المنا قولہ ہذا کفر والا فاصح البنا لا یکفر لانہ الجہل عذر فی باب المکفرات وانہا نعت العامۃ علی التکفیر انتہی وقال

Marfat.com

الطحطاوی فی کتاب الطہارۃ قالوا لو وجد سبعون روایۃ متفقۃ بعلی تکفیر المومن وروایۃ ولو ضعیفۃ بعدمہ یاخذ المفتی والقاضی بہا دون غیرہا قال فی شرح العقائد النسفی ومن قواعد اہل السنۃ والجماعۃ ان لا یکفر احد من اہل القبلۃ بیسر

کیف مسئلہ میں دو سوال ہیں اول یہ صورت مذکورہ بالا موجبات ارتداد و کفر سے ہے یا نہیں دوم فتوے تکفیر دینا چاہئے یا نہیں مسئلہ دوم جس حالت میں بکر مذکور الصدر سے کوئی فعل اور قول دوسرا موجب ارتداد صادر نہیں ہوا ہے اور بکر ضروریات دین پر قائم ہے اور حسب روایات بالا اسلام اس کا ثابت اور متحقق متصور ہے تب صرف بوجہ قصۂ مذکورہ کے بکر کی تکفیر اور دیانت وحقیقت کی موجب کفر تکفیر کرنیوالا ہوگا یا نہیں اور جس شخص نے بکر کی خصومت کی بر بنیاد قصۂ مندرجہ مسئلہ اولی کے کافر کہتا ہے اور تکفیر مسلم کا طرف تکفیر کے عود کرے گا یا نہیں مسئلہ سوم اکثر جہال جو بوجہ لاعلمی کے رسومات ممنوعہ میں مبتلا ہو کر شادی اور اکثر معمولات میں ایسا فعل کرتے ہیں کہ جسکی نسبت مسائل اربعین وغیرہ میں حکم کفر کا لکھا ہے اون جہال کی تکفیر کا فتوی لکھنا اور اُن کی اولاد کو ولد الحرام اور اُن کے ازواج کو باہر ہونا چاہئے یا قراب حرام اور ممنوع اور قبیح ٹھہرانا اور منع اور تہدید کرنا واسطے ترک ایسے رسومات کے کافی ہے مسئلہ چہارم جو عالم براہ خصومت کسی مسلم کی تکفیر میں اہتمام کرے جس مسلم کا حال مثل بکر مذکور الصدر کے ہو اس عالم کی نسبت نظر ما عید علم وعمل کے جو کتاب سے معلوم ہو ہو بہو سے ثابت ہو کیا کرنا چاہئے بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول کا یہ ہے کہ قول مذکور بکر کا موجبات کفر ارتداد سے نہیں اور قطعاً رضا بالکفر اس سے مفہوم نہیں ہوتی پس بمجرد قول مذکور زید کی تکفیر بکر نہ دینا چاہئے جواب سوال دوم کا یہ ہے کہ اگر زید نے فقط غصہ سے بطور رسم کے بکر کو کافر کہا تھا اور واقع میں بکر کافر نہ تھا تو فی الواقع زید گنہگار ہے اور وبال تکفیر مسلم کا اس پر وارد ہے لیکن حکم کفر زید کیا نہ جائیگا اور یہ حدیث بخاری و مسلم الحاصل قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدہما انتہی معروف اور اگر بحکم مسئلہ کے اگرچہ فی الواقع محل نہیں اپنے زعم میں قول بکر کو رضا بالکفر وغیرہ موجبات ارتداد سے جانکر زید نے حکم کفر کا کیا ہے تو زید اس میں عاصی اور مجرم نہیں البتہ زید نے غلطی کی جواب سوال سوم کا یہ ہے کہ رسومات ممنوعہ اگر موجبات ارتداد سے ہیں تو مرتکبین پر حکم کفر کا کیا جاوے گا اور موجب ارتداد سے نہیں ہیں تو حکم کفر کا نہ کیا جاوے گا الغرض جب تک تفصیل رسومات معلوم نہو حکم حتمی کفر یا فسق وغیرہ کا نہیں کر سکتے اور مسائل اربعین وغیرہ میں حکم کفر کا لکھنا لیاقت حجت وصلاحیت تعویل اور اعتماد نہیں رکھتا اور جواب مسئلہ رابعہ کا یہ ہے کہ جو عالم براہ خصومت کسی مسلم کو بلا وجہ کافر قرار دے وہ سخت گنہگار ہے اور ذخیرۂ اہل دیانت وعلم سے خارج ہے

Marfat.com

ایسی حرکات سے اس کو توبہ کرنا چاہیے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال شخصے برائے کار خیر مثل بنائے مسجد یا مدرسہ یا شفاخانہ مساکین وایتام یا پاسبانی کتب خانہ عمومی یا کتب خانہ عمومی وغیرہم من امور المصالح العامۃ میخواہد سرمایہ معتد بہ جمع سازد و برائے اجتماع آں ایں حیلہ می تراشد کہ از ہر کسے کہ اعانت شود بنام آنہا از جملہ راس المال بر نصفے یا ثلثے کہ منقسم بحصص مساوے یا غیر مساوی باشد قرعہ اندازد و بحصہ بنام ہر کس از معاونین کار خیر برآید بدو بخشد و باقی را بآں کار خیر صرف میکند آیا از روئے شرع جمع کردن مال بدیں وجہ درست خواہد بود یا نہ و صرف آں مال مجتمعہ بدیں حیلہ برآں کار خیر و ہم اعانت معاونین خیر نمودہ است و مال مجتمعہ مالیست کہ برضائے کل بتقسیم نزد بعض آنہا است و چوں ہر یکے از معاونین در نفس اعانت مساوے اند لا بد برائے ترجیح قرعہ انداختہ حق بعض را بر بعض راجح ساختہ کہ در تساوی حقوق برائے ترجیح ایں عمل مسنون و مشروع است و گیرندہ بخش بقرعہ برآمدہ چوں راجع بصدقہ خودش نیست کہ مالکہ بدو رسید ظاہر است کہ از دیگران است نہ از دے و ہم نیت و قصد او را درآں دخلے نیست تا رجوع لازم آید و ہم از تبدیل تبعہ صدقہ نماند و بلکہ ہدیہ است لہذا ممنوع نخواہد بود و نیز ربا نمی تواند شد زیرا کہ درآں عین و مقدار تزاید و گرفتن آن ہر دو حین ادائے مبادلہ نباشد بر وجہ دین و معاہدہ و در ینجا ہر دو نیست بلکہ محض اتفاق است کہ گر بیاید یا نہ اگر بیاید ہم معلوم و معین نیست کہ چہ بیاید ہیچ نمی و شرط مفضی الی النزاع و تفاسد نیست تا ابطال عمل لازم آید و یا محذور شرعی داشتہ باشد و ہم ایں صورت میسر و قمار و ازلام نیست کہ برآں حکمش مترتب گردد و چنانکہ ظاہر است بلکہ ازیں عمل تحریص معاونین خیر است و ترغیب اعمال خیر بسبل تر وجہے صورت بندد یا الجملہ اعمال ممنوع شرعیہ ہماں تواند بود کہ مفضی الی النزاع شوند یا ضرری اہم ازینکہ نفسی باشد یا مالی یا عرضے بنفس خودش یا بدیگرے رساند و یا مخالف اخلاق بودہ باشد یا مباین معانی نص شرع و بظاہر دریں امر ہیچ چیز ازیں یافتہ نمی شود پس جوابیکہ حاوی ایں جملہ مراتب باشد تحریر گردد بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

در صورت مسئول عنہا جمع نمودن مال بحیلہ مذکورہ امر جائز نیست زیرا کہ ایں صورت داخل میسر و قمار است کہ بر حال جاہلیت مروج بود وحق تعالے در نص صریح منع بلیغ ازاں فرمودہ است قال اللہ سبحانہ وتعالے انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون وانچہ در سوال نوشتہ اند کہ ایں صورت میسر و قمار و ازلام نیست بفہم ناقص قریب صواب نیست چہ در اصطلاح شرع میسر میگویند ہر امری را کہ درآں خطر

Marfat.com

تلف مال وحصول آن بلا عقد شرعی باشد واین معنی در اکثر نہ یخفی بی تحقیقت قال فی الکشاف المیسر القمار مصدر من یسر کالموعد والمرجع من فعلهما یقال یسرتہ اذا قمرتہ واشتقاقہ من الیسر لانہ اخذ مال الرجل بیسر وسهولۃ من غیر کد ولا تعب او من الیسار لانہ سلب یسارہ وعن ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما کان الرجل فی الجاهلیۃ یخاطر علی اہلہ ومالہ فان قلت کیف صفۃ المیسر قلت کانت لهم عشرۃ اقدح وہی الازلام والاقلام الفذ والتوام والرقیب والحلس والنافس والمسبل والمعلی والمنیح والسفیح والوغد لکل واحد منها نصیب معلوم من جزور ینحرونها ویجزؤنها عشرۃ اجزاء الا لثلثۃ وہی المنیح والسفیح والوغد للفذ سہم وللتوام سہمان وللرقیب ثلاثۃ وللحلس اربعۃ وللنافس خمسۃ وللمسبل ستۃ وللمعلی سبعۃ یجعلونها فی الربابۃ وہی خریطۃ ویضعونها علی یدی عدل ثم یجلجلها ویدخل یدہ فیخرج باسم رجل رجل قدحا منها فمن خرج لہ قدح من ذوات الانصباء اخذ النصیب الموسوم بہ ذلک القدح ومن خرج لہ مما لا نصیب لہ لا یاخذ شیئا وغرم ثمن الجزور کلہ وفی حکم المیسر انواع القمار من النرد والشطرنج وغیرہما وعن ابن سیرین کل شیء فیہ خطر فہو من المیسر انتہی مختصرا فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ غلام غوث وغلام پیر وغلام نبی وعبد النبی وعبد الرسول وغیرہ نام رکھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

محقق نزد راقم آنست کہ تسمیہ باین اسماء اولے وافضل نیست جائز است خلاف اولے زیرا کہ اضافت عبد طرف غیر حق تعالے در اسماے صحابہ کرام موجود است وآں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنرا تغیر نفرمودند پس از تقریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جواز آن ثابت است بلکہ آں صحابی برادر زادہ در عم زادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودند وحدیث از ایشان در صحیح مسلم مرویست ودر مشکوٰۃ از مسلم می آرد عن عبد المطلب ابن ربیعہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہذہ الصدقات انما ہی اوساخ الناس الخ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک مقدمہ میں قاضی کے روبرو عدالت کے اندر شہادت بحلف شرعی جھوٹی ادا کی اور جب گواہی اوس کی جھوٹی ثابت ہوئی تو زید نے شہادت کاذبہ سے روبرو قاضی کے توبہ کرلی پس شرعاً مواخذہ جرم اداے شہادت کاذبہ کا بعد تائب ہونے کے زید پر ہو سکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط۔

Marfat.com

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

مرا خذ و جرم شہادت کاذبہ کا ایک اثم ہے اللہ تعالےٰ کا تو وہ بلا تامل توبہ سے جاتا رہیگا قال اللہ تعالیٰ سبحانہ ان اللہ یقبل التوبۃ عن عبادہ و یاخذ الصدقات وان اللہ ہو التواب الرحیم اور ایک تعزیر و تشہیر ہے عند الامام سو وہ بھی توبہ سے ساقط ہے قال فی الفتاویٰ عالمگیری قال الحاکم الامام ابو محمد الکاذب ان رجع علی سبیل التوبۃ والانابۃ والندامۃ لا یعزر من غیر خلاف انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس باب میں کہ جسطرح ادائی شرط جمعہ کے لئے فرقۃ اتفاق مسلمین کا قائم مقام سلطان کے ہوتا ہے اسیطرح فیصلہ قضایا میں باوجود ہونے حاکم وقت کے اور رجوع لانے مقدمات مذہبی وغیر مذہبی سائر قوم شرفا امرا کے اتفاق ایک قوم خاص کا عوام جہال میں سے کہ محض ناواقف احکام شرعیہ اور ضوابط قانونیہ سے ہیں بلا ضرورۃ قائم مقام سلطان کے ہو سکتا ہے اور امور اداے منصبی سلطان کا جیسے اپنی دار القضا ظنی میں کسیکو بالجبر طلب کر کے اپنی رائے سے عداوۃ مجرم قرار دیکر اوس سے بچاس روپیہ جرمانہ لینا یا تعزیر دینا انکا درست ہوگا یا نہ برتقدیر ثانی اس قوم کے حق میں اور مال جرمانہ کی حلت وحرمت میں حکم شرعی کیا ہوگا بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا میں اگر حاکم وقت کافر ہے اور اجراے احکام ملتجا صمین خلاف شرع کرتا ہے اور مصداق ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ کا تو مسلمان کو اس کی طرف نفس خصومات میں رجوع کرنا بالطوع والاختیار اپنے ہرگز نچاہئے اس تقدیر پر اگر اہل اسلام باہم اتفاق کریں اور باجراء احکام شرع کے بتدبیر و رائے ایک جماعت کے بیچ حوادث اپنی کے تو یہ اتفاق بطرز تحکیم شرعی ہوگا اور جس طرح احکام محکم کے اوپر متخاصمین متفقین علی التحکیم کے بشرط موافقت شرع کے نافذ ہوتے ہیں اسیطرح احکام اوس جماعت کے بشرط مذکور نافذ ہونگے خواہ وہ جماعت جہال ہو یا اہل علم اور درصورت مخالفت شرع کے قابل نفاذ شرعی نہیں ہیں اگرچہ متخاصمین کو بشرط عدم تعلق حق غیر کے اختیار ہے کہ اپنے اوپر اس احکام غیر شرعیہ کو تراضی نافذ مان لیں پس جرمانہ کہ عبارت ہے تعزیر بالمال سے شرعاً اصلا جائز نہیں اور وہ مال جرمانہ حرام ہے کما قال فی رد المحتار ان المذہب عدم التعزیر باخذ المال وسیذکرا الشارح فی الکفالۃ انتہی اور وہ لوگ جو اپنی رائے سے خلاف شرع کے احکام نافذ کرتے ہیں آثم و گنہگار ہیں سخت اور اگر نہ باز آئیں تو عجب نہیں کہ مصداق بنجائیں آیۃ کریمہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون کے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

Marfat.com

الفقیر المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہٗ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں ۱۔ فی زماننا تجارت سرتی یعنی تماکو خوردنی کی اس طرح ہوتی ہے کہ جب سوکھ کر طیار ہو گئی تو اس پر پانی ایسے خم یا سبو سے جس کی نجاست میں کوئی شبہ نہیں ہوتا لیکر چھڑکا جاتا ہے اور جب پانی پڑنے سے ملائم ہو جاتی ہے تو گٹھر باندھکر آڑھت میں بیچی جاتی ہے پس ایسی سرتی کو خرید کر چونا اس میں ملاکر کھانا درست ہے یا نہیں اور تماکو پینا اور کھانا درست ہے یا نہیں شرعاً ساوی یا کیا ۲۔ درود تاج کا وظیفہ کرنا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع البلاء والوباء والمرض والموت والقحط والالم وغیرہ لکھا ہے جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے کسی دوسری درود کا جو احادیث سے ثابت ہوں اور ان میں اس قسم کے لفظیں نہوں پڑھنا افضل یا ایسی کا ۳۔ اگر کوئی ایسے سخت عارضہ میں مبتلا ہو گیا جس کا علاج حکما نے یہہ تجویز کیا کہ ہمیشہ علی الصباح تھوڑی شراب انگوری پی لیا کرے ورنہ مرجائے گا تو پینا شراب کا جائز ہوگا یا نہیں ۴۔ اگر کوئی شخص ایسا کشتہ کھا گیا ہی جس کے سبب سے شہوت اس کی اس قدر زیادہ ہو گئی کہ روزانہ کم سے کم ایک بار جماع کئے بغیر نہیں رہ سکتا ورنہ اس کی کھوپری شق ہو جاوے اس خیال سے اسنے چار بیبیاں کین مگر اتفاق سے ایسا ہوا کہ اُن چاروں کو ایک ہی دن حیض شروع ہو گیا اس سبب سے اس شخص نے چاہا کہ ایک کو طلاق دیکر اس کے عوض میں دوسری عورت سے نکاح کر لیوے مگر بروقت کوئی عورت دوسری ملتی نہیں ہے پس ایسی حالت میں وہ شخص کیا کرے اور کس طرح اپنی جان بچا دے آیا حالت حیض ہی میں جماع کرے یا جلق لگا دے یا کیا کرے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول جب تماکو میں حسب بیان سائل کے نجس پانی مخلوط کیا جاتا ہی تو وہ تماکو نجس ہو کھانا اس کا جائز نہیں اور پینا ایسے تماکو کا یا اور پاک تماکو کا اگر نشہ نکرے اور دہن میں تعفن نہ پیدا کرے تو بلا کراہت جائز ہے اور بر تقدیر نشہ کرنے کے مثل اشیائے منشیہ کے حرام ہے اور در صورت پیدا کرنے تعفن کے مکروہ ہی قال فی رد المحتار فالذی ینبغی للانسان اذا سئل عنہ ان یقول ہو مباح لکن رائحتہ تستکرہہا الطباع فہو مکروہ طبعا لا شرعا۔ یتفرع فی الحدیث حرمت الخمر لعینہا والسکر من کل شئ انتہی جواب سوال ثانی پڑہنا درود تاج کا جائز ہے اور وہ درود حدیث صحیح سے ثابت ہے پڑہنا اس کا افضل ہے درود تاج سے بجہت ترک الفاظ حدیث کے قال فی شرح المنیۃ والاتیان بما فی الاحادیث الصحیحۃ اولی انتہی جواب سوال ثالث پینا شراب کا واسطے مریض کے بقول اطباء جائز نہیں

Marfat.com

قال فی ردالمحتار ولا یجوز بها التداوی علی المعتمد انتہی قال فی ردالمحتار قدمنا فی الحظر والاباحۃ ان المذہب انہ لا یجوز التداوی بالمحرم انتہی جواب سوال رابع شخص مذکور کو ایسی حالت میں جلق بھی جائز ہے اور اگر اپنی زوجہ کے ہاتھ سے انزال کرا لے تو یہ بھی جائز ہے اسیطرح اگر اپنی زوجہ کے پیٹ وغیرہ میں سرخ کرکر کے انزال کر لے تو یہ بھی درست ہے قال فی الدرالمختار وکذا الاستمناء بالکف وان کرہ تحریما لحدیث ناکح الید ملعون ولو خاف الزنا یرجی ان لا وبال علیہ انتہی قال فی ردالمحتار الاستمناء حرام اے بالکف اذا کان لاستجلاب الشہوۃ اما اذا غلبتہ الشہوۃ ولیس لہ زوجۃ ولا امۃ ففعل ذلک لیسکنہا فالرجاء ان لا وبال علیہ انتہی وقال فی الجوہرۃ النیرۃ الاستمناء حرام وفیہ التعزیر ولو مکن امرأتہ او امتہ من العبث بذکرہ فانزل کرہ ولا شیء علیہ انتہی وفی ردالمحتار ویجوز ان یستمنی بید زوجتہ وخادمتہ انتہی فقط۔

واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبدالغفار خان۔

سوال چہ می فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ سرکہ یعنی آنچہ مردمان گلچگان یا مالیدہ عرق برآوردہ بناجوش یا بجوش نیز بطور دیگ وغیرہ برائے ساختن سرکہ می نہاوند گرتا وقتیکہ سرکہ تیار نمی شود بو ہائے گوناگون عرق مذکور پیدا می شود الا از بوی او کیے بوئے مثل شراب ہم پیدا می گردد پس درین صورت مذکور بخوردن عرق مذکور بوقت بودن بوئے شراب یا بوقت بودن سرکہ نیز چہ حکم میدارد بینوا توجروا۔ فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

خوردن عرق مذکور اگر مسکر نباشد جائز است خصوصاً ہنگامیکہ سرکہ گردد لیکن خوردنوش وقت تعفن کردہ است مثل پیاز وسیر خام قال فی فتاوی عالمگیری ما لا شربۃ بالتغیر للتحریم کذا فی خزانۃ الفتاوی انتہی۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ۔ — الجواب صحیح محمد عبدالغفار خاں

سوال نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص یہ لفظیں کہکر مرغی ذبح کرے کہ کر کرات ہے کاہے مرمرات ہے کاہے پرایا دانہ کھات ہے کاہے تجھے آئی قیامت مجھے آئی نعمت بسم اللہ اللہ اکبر بسم اللہ اللہ اکبر بسم اللہ اللہ اکبر تو کھانا اُس مرغی کے گوشت کا جائز ہے یا نہیں اور وہ گوشت حرام ہوگا یا مکروہ تحریمی یا حلال یا کیا فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

Marfat.com

صورت مسئول عنہا میں کہنا مرغی مذکور کا جائز ہے اس واسطے کہ تسمیہ جو شرط تذکیہ ہے
ذابح سے متحقق ہو گیا۔ قال فی الدر المختار وتشترط التسمیۃ من الذابح انتہے۔ اور یہ الفاظ
مہمل ولغو جو پہلے تسمیہ سے واقع ہوئے اس سے خلل ذبح میں نہیں ہوتا لیکن ایسے
الفاظ لغو کو ترک کرنا چاہئے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ چہ میفرمایند علمائے متبحرین دین متین دریں مسئلہ کہ ترجمہ کنز احسن المسائل اور مفتاح الجنۃ
وغیرہ میں قربانی کے بارہ میں بدھیا کو درست کہا ہے اور لنگڑہ لولا کانا وغیرہ قربانی میں نہیں لیتے ہیں پس
بدھیا بیل کے درست ہونیکا کیا سبب ہے دوسرے یہہ کہ میت کے دفن کو قبرستان میں جاتے ہیں
اور بعد دفن میت کے قبر پر فاتحہ پڑھکر چالیس قدم چلتے ہیں اس کے بعد فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں
کیونکہ اس طرف کا یہہ رسم ہے کہ اول فاتحہ میت کو دفن کرکے قبر پر پڑھتے ہیں اور دوسرا فاتحہ چالیس
قدم چلکر قبرستان کی حد سے باہر نکل کر پڑھتے ہیں اور تیسرا فاتحہ خیر میت کے مکان پر جاکر پڑھتے ہیں پس
اس طریقہ کی فاتحہ میں کچھ قباحت ہے تیسرا یہہ کہ نماز میں التحیات کے اندر اشہد ان لا الٰہ الا اللہ پر انگشت شہادت
اٹھانا جائز ہے یا نہیں اگر اٹھانا جائز ہے تو کہاں تک اٹھانا سلام تک کھڑے رکھنا یا الا اللہ پر اٹھانا
پھر اپنی جگہ پر رکھدینا فقط چوتھا یہہ کہ جس وقت کہ پروردگار نے کل ارواح کو پیدا کیں تو ارواحوں اور پروردگار
کے درمیان کیا کیا عہد وپیمان ہوئے ہیں ہر ایک کی شرح سے مطلع فرمادیں فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب پہلے سوال کا یہہ ہے کہ بدھیا ہونا بیل کا عیب نہیں ہے بلکہ بدھیا ہونے سے قیمت بیل کی زیادہ
ہوتی ہے اور گوشت بھی عمدہ ہوجاتا ہے اور لنگڑا لولا کانا ہونا عیب ہے قربانیکا اور اس عیب سے
قیمت بھی اس کی کم ہوجاتی ہے لہذا قربانی اس کی ناجائز ہے گ جواب دوسرے سوال کا یہہ ہے کہ فاتحہ
قبر میت پر اور پھر قبرستان سے چالیس قدم نکل کر اور پھر اقرباء میت کے مکان پر پڑھنا شرع
میں ممنوع نہیں البتہ اس خصوصیات کو سنت یا مستحب نہ سمجھنا چاہئے جواب سوال سوم کا یہہ ہے کہ التحیات
میں انگشت شہادت اٹھانا مستحب ہے اور کلمۂ لا الٰہ پر اٹھانا اور الا اللہ پر انگشت کو گرادینا چاہئے
اور بعد اس کے ہاتھ کو کھولدینا چاہئے اخیر تک فقط جواب سوال چہارم یہہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے
ارواح سے عہد وحدانیت کا اور اپنی ربوبیت کا لیا تھا چنانچہ قرآن شریف میں صریح مذکور ہے فقط

Marfat.com

واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم ۔

السید المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں مسائل مفصلہ ذیل بینوا بالدلائل و فق مذہب الحنفیہ من کتبھم المعتبرۃ توجروا الثواب بغیر حساب فقط المسئلۃ الاولیٰ مثلاً کسی کافر کا دین بحیثیت مالگذاری مقرری و دامی کسی موضع کی ذمہ زید و عمرو غیرہما مومنین کے واجب الادا ہے ہوا اور بعد گذرنے چند سال بوجہ تمادی قانونی کے وہ کافر مجبور و مایوس ہو کر وصول مبالغ سے اپنی سرکار کمپنی کے محکمہ میں مقدمہ بدعوی اصل مال و سود و تاوان سالانہ و اخراجات کے مصالحہ کریں یا بحکم و فیصلہ حاکم مرجوعہ الیہ اصل مال وغیرہ مذکورہ بالا کو ادا کریں یہ سود اور تاوان و اخراجات جو فاضل از اصل زر باقی ہے ہر دو صورت یا یکے غیر معین ادا کرنا حرام و ناجائز شرعاً ہوگا یا نہیں و دہندہ اس فاضل کا مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوگا۔ یا نہیں المسئلۃ الثانیۃ مثلاً زید نے ایک موضع مملوکہ اپنے کو بدست عمرو بمعاہدہ پختہ مقرری و دامی بعوض مالگذاری صدر روپیہ سالانہ کے مقرر و تعمیل یا رجسٹری کر دیا من بعد زید نے بعلت ضرورت اخراجات اپنے کے اوسے عمرو دیگر شخص سے ہزار روپیہ مثلاً قرض بنام نہاد بخشش گی اس معاہدہ پر لیا کہ دس برس تک دس دس روپیہ سالانہ اس سو روپیہ مالگذاری سے وصول ہوا کریگا باقی نوسو روپیہ تم لوگوں کا بعد دس برس کے ہم وصول کر دینگے پس باقی نوسو روپیہ ہر سال دس برس تک عمرو وغیرہ کو جو نفع بلا عوض کسی شئے کے ہوا کیا یہ سود و ربا شرعاً حرام ہوگا یا نہیں اور اجارہ باطل واجب الفسخ ہے یا نہیں المسئلۃ الثالثۃ مونچھ و ریش کس قدر رکھنا فرض و واجب و سنت و مستحب و ناجائز و مکروہ ہے المسئلۃ الرابعۃ قبل تحصیل مسائل دینیہ ضروریہ کے علم انگریزی پڑھنا یا کسی عزیز کو پڑھوانا حرام ہے یا حلال ہدایت ہے یا ضلال المسئلۃ الخامسۃ حقوق الناس میں خوف زیادہ ہے یا حقوق رب الناس بر تقدیر اول حقوق مومن اخوف ہیں یا حقوق کافر المسئلۃ السادسۃ لکل یوم لیلۃ و للجمعۃ لیلتان صحیح و مستند ہے یا غلط و موضوع و بر تقدیر صحت میت مومن ہر دو لیل کو درجۂ شہادت و دخول جنت بغیر حساب نصیب ہے یا صرف میت لیل قبل الجمعۃ کو المسئلۃ السابعۃ روز جمعہ بعد نماز عصر سے اگر بہ نیت صوم مفطرات صوم سے تا غروب محفوظ رہے شرعاً ثواب صوم حاصل ہوگا یا نہیں بلکہ بدعت ہے یا کیا؟

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول بلاشبہہ مدیونین جو بخوف ڈگری مدعی سے ادائے اصل مال مع سود وغیرہ کی صلح کریں جیسے صلح ادا دا سود کا حرام ہے اسواسطے کہ اس صورت میں برضا و اختیار یا کھلانا ہوا و رد و

حرام ہے غیر جائز قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاہدیہ رواہ مسلم البتہ اگر حاکم جبراً سود
دلوا دے تو وہ لوگ گناہگار نہوں گے فقط جواب سوال ثانی وہ نوے روپیہ جو عمرو وغیرہ کو نو برس تک ملے ہیں
احتیاطاً اس کا نہ لینا بہتر ہے لیکن بحکم فتوا اس کو ربا نہیں کہہ سکتے اسواسطے کہ تصحیح اجارہ موضع مذکورہ کا
بعوض دس روپیہ سالانہ کے جو منجملہ ہزار روپیہ قرض کے سال بسال مجرا ہوگا ممکن ہے جواب سوال ثالث موئے
ریش بقدر یک قبضہ یعنی ایک مشت کے رکھنا واجب ہے ہر طرف سے پس اس مقدار سے کم کرانا مکروہ تحریمی
ہے روی الشیخان باسنادہما عن ابن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین اوفروا اللحی واحفوا
الشوارب انتہی وروی محمد ابن الحسن فی کتاب الآثار اخبرنا ابوحنیفۃ عن الہیثم ابن ابی الہیثم عن ابن عمر انہ کان یقبض علی لحیتہ ثم یقص
ماتحت القبضۃ انتہی وقال فی الدر المختار واما الاخذ منہا وہی دون ذلک کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال
فلم یبحہ احد انتہی جواب سوال رابع قبل سیکھنے مسائل ضروریہ دین کے پڑھنا انگریزی کا حرام ہے اور ضلال
بلکہ سیکھ لینے مسائل ضروریہ کے بعد بھی بلا غیر کسی غرض صحیح شرعی کے وبال ہے اور نکال اس لئے کہ اس کے
پڑھنے میں مناسبت اور مخالطت ہے کفار سے اور بمقتضائے احادیث صحیحہ اور بنصوص قطعیہ کے مجانبت
اور احتراز ان لوگوں سے واجب ہے پس اختلاط اور مخالطت اونسے حرام ہے قال اللہ سبحانہ وتعالے لا تجد قوما
یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءہم وابناءہم او عشیرتہم الآیۃ
قال فی الکشاف والغرض بہ انہ لا ینبغی ان یکون ذلک وحقہ ان یمتنع ولا یوجد بحال مبالغۃ فی النہی عنہ والزجر
عن ملابستہ والتوصیۃ بالتصلب فی مجانبۃ اعداء اللہ ومباعدتہم والاحتراس عن مخالطتہم ومعاشرتہم انتہی وقال
ایضا تحت قولہ تعالے یاایہا الذین آمنوا لاتتخذوا الیہود والنصارے اولیاء الآیۃ وہذا تغلیظ وتشدید فی
وجوب مجانبۃ المخالف فی الدین واعتزالہ کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تراءے ناراہما ومنہ قول
عمر رضی اللہ لابی موسی فی کاتبہ النصرانی لا تکرموہم اذ اہانہم اللہ ولا تأمنوہم اذ خونہم اللہ ولا تدنوہم اذ اقصاہم
اللہ انتہی جواب سوال خامس حقوق ناس اخوف ہیں حقوق اللہ سے روی البیہقی فی شعب الایمان عن
عائشہ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدواوین ثلاثۃ دیوان لا یغفر اللہ الاشراک
باللہ ودیوان لا یترک اللہ ظلم العباد فیما بینہم حتی یقتص بعضہم من بعض ودیوان لا یعبأ اللہ بہ ظلم العباد فیما بینہم
وبین اللہ فذاک الی اللہ ان شاء عذبہ وان شاء تجاوز عنہ انتہی نقلا عن المشکوۃ اور اس تقدیر پر حقوق کافر
بہت سخت ہیں اسواسطے کہ اگر ذمہ مومن پر حقوق مومن ہوگا تو حسنات اس ظالم کے مظلوم کو دیئے جاوینگے
اور جب حسنات نرہیں گے تو سیئات مظلوم کے ظالم پر ڈالے جائیں گے روی مسلم عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال اتدرون ما المفلس قالوا المفلس فینا من لادرہم لہ ولا متاع فقال ان المفلس من

Marfat.com

فرمائیے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو حدیث درباب ایمان لانے والدین شریفین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے نزدیک اکثر محققین کے صحیح ہے اور بعض علمانے اوس کو ضعیف کہا ہے اور موضوع نہیں ہے روی السہیلی فی کتاب الروض والخطیب فی السابق واللاحق باسنادہما عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سال ربہ ان یحیی ابویہ فاحیاہما لہ فامنا بہ ثم اماتہما انتہی روی الطبری فی سیرتہ باسنادہ عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نزل الحجون کئیبا حزینا فاقام بہ ماشاء اللہ عزوجل ثم رجع مسرورا قال سألت ربی فاحیا لی امی فآمنت بی ثم ردہا انتہی قال فی سبل السلام وردہ جمع عظیم من اثبات الحدیث منہم حافظ ابن شاہین والخطیب وابن عساکر والسہیلی والقرطبی والحافظ الطبری وابن سید الناس والحافظ الدمشقی وابن حجر والسیوطی وفیما ذکرناہ من الاحادیث اقوال ثلثۃ للعلماء قولا بالصحۃ وقولا بالضعف وقولا بالتوفیق وقد ردوا باسرہم علی من زعم الوضع انتہی ملخصا مختصرا اور باب سماع موتی میں حنفیہ میں دو قول ہیں اکثر مشائخ کے نزدیک نہیں سنتا اور بعض کے نزدیک سنتا ہے قال فی فتح القدیر عند اکثر مشائخنا المیت لا یسمع انتہی اور قول اکثر اون مشائخ کا منقوض ہے باحادیث صحیحہ منہا ما فی صحیح مسلم ان المیت یسمع قرع نعالہم اذا انصرفوا انتہی وہکذا فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین الصمدی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ چہ میفرمایند علمائے دین متین اندرین مسئلہ کہ زید میگوید کہ رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ماذون است در دنیا بشفاعت عظمی وعمرو میگوید کہ رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم موجود است در دنیا بشفاعت عظمی و اذن جدید در عقبی ضرور است ونماز پس کہ لعن از ہر دو جانب جائز است فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

آنچہ زید میگوید کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشفاعت عظمی ماذون ہستند در دنیا قولش صحیح مطابق حدیث صحیح بخاری است فی المشکوۃ صفحہ ۵۰۳ سطر ۴ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت خمسا لم یعطہن احد قبلی نصرت بالرعب مسیرۃ شہر وجعلت لی الارض مسجدا وطہورا فایما رجل من امتی ادرکتہ الصلوۃ فلیصل واحلت لی الغنائم ولم تحل لاحد قبلی واعطیت الشفاعۃ وکان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ وبعثت الی الناس عامۃ متفق علیہ انتہی قال فی المرقاۃ ای الشفاعۃ العظمی العامۃ انتہی پس قول عمرو صحیح نیست لیکن نماز پس وکسی جائز ہست فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

Marfat.com

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہٗ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اور ناقدان احادیث حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کہ حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم کس درجہ میں صحیح ہے کیونکہ ایک شخص کہتا ہے کہ یہ حدیث اوپر طریق محدثین اہل سنت کے نزدیک ثابت نہیں ہے اور روات اس کے سب مجروح وکذابین ووضاعین ہیں حدیث کے ثبوت میں اس کے شرح مسلم الثبوت مولانا بحر العلوم وصبح صادق شرح منار مولانا نظام الدین وتحفۃ الاخیار علی نور الانوار صفحہ ۵ مولوی عبد الحی صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبارتیں پیش کرتا ہے پس اس کا کیا جواب ہے بینوا بتصریح التام من الدلیل الکتاب توجروا یوم الحساب فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم نزدیک محققین اہل سنت والجماعۃ کے لائق احتجاج ہے قال فی مسلم الثبوت ولنا ثانیا قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم اور زبدۃ شرح مسلم بحر العلوم نے حدیث مذکور کا قابل احتجاج ہونا تسلیم کیا ہے اور اس کو درجہ حسن میں ثابت کیا ہے کما قال وقد تکلموا علیہ لکن لا ضیر فان لہ طرقا کثیرۃ وشاید یبلغ درجۃ الحسن انتہی البتہ بعض اہل حدیث نے اس کو ضعیف اور بعض نے موضوع کہا ہے لیکن محققین کے نزدیک حدیث حسن اور قابل احتجاج ہے۔ قال العلی القاری نے المرقاۃ اعلم ان حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم اخرجہ ابن ماجہ کذا ذکرہ جلال الدین السیوطی فی تخریج احادیث الشفاء وذکر عن البیہقی انہ قال ان حدیث مسلم یودی بعض معناہ قال ابن حجر صدق البیہقی وذکرہ فی جامع الاصول انتہی مختصرا پس یہ کہنا کہ بحر العلوم نے شرح مسلم الثبوت میں کہا ہے کہ رواۃ اس کے سب مجروح اور کذابین اور وضاعین ہیں باطل ہوا اور جب نسبت اس قول کی طرف بحر العلوم کے صحیح نہیں ہوئی اسی طرح سمجھنا چاہئے حال قول مولانا نظام الدین اور مولوی عبد الحی مرحوم کا لیکن جب عبارتیں ان کی معترض پیش کرے گا بتعیین صفحہ وباب تو جواب تفصیلی اس وقت دیا جائے گا واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہٗ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ چہ میفرمایند علماء کرام وفضلاء عظام شبہم اللہ تعالیٰ بالقول الثابت اندریں قیام القیام اندریں صورت کہ واعظے در وعظ حکایات وقصص خویش اشعار ہندیہ مروجہ ذیل خواندہ اثبات لعب ومخالفت تعلیم جبرئیل ونعوذ باللہ اتہام بت سازی برحضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم میکند وپیرواں ومتبعان معاونانش حدیث مسلم کہ بروایات انس ابن مالک رضی اللہ عنہ در مشکوۃ شریف باب علامات النبوۃ کہ ابتدا را وایں است عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتاہ جبرئیل وہو یلعب مع الغلمان الی آخرہ کہ حدیث موقوف است نہ مرفوع دلیل برائے لعب آنحضرت می آرند وشخصے دیگر دریں باب معترض برجواز لہو ولعب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ

Marfat.com

ودلیل خویش عبارت مدارج النبوۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہ در جلد ثانی در ذکر رضاعت آنسرور نوشتہ است شرح حدیث موصوف قرار دادہ وعلاوہ برآن شواہدش از شفاء قاضی عیاض ومواہب اللدنیہ وم قسطلانی وما ثبت من السنۃ شیخ موصوف آوردہ منع خواندن این اشعار میکنند زیرا کہ نسبت لعب بمعنی لعنت تعلیم جبرئیل وبت سازی عیب ونقص واتہام در ذات حضرت نبوی علیہ السلام منسوب میشود پس در خواندن این اشعار ونیز در باب مجوزین این اشعار از روئے شریعت غرا چہ حکم دارد واشعار این است ؎ لڑکپن میں خیر الوری کھیلتے تھے + ولیکن خدا جانے کیا کھیلتے تھے + سکھاتے تھے کچھ جبرئیل انکو لیکن + وہ کچھ کھیل اپنا نیا کھیلتے تھے + ادھر کو خدا دیکھتا تھا تماشا + ادھر کو رسول خدا کھیلتے تھے + نبی کھیلتے تھے لڑکپن میں لیکن + یہ وہ کھیل جو انبیا کھیلتے تھے + خدا کے تو سب کھیل ضرب المثل ہیں + یہ احمد بھی کچھ اپنی جا کھیلتے تھے + سنو جب رسول خدا کھیلتے تھے + ملائک بھی ہمراہ کھیلتے تھے + بچپن سے نہانیاں شریعت کے نہیں طفل تھے سوا کھینے سے بتوں کو بناتے تھے اور توڑتے تھے + یہ بازی خلیل خدا کھیلتے تھے + بینوا توجروا اجزاکم اللہ خیر الجزاء

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

اشعار ہندی کہ مستفتی آنرا نقل نمودہ مضمونش انتساب عیب ونقص بجناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فہمیدہ سوال از جواز خواندنش مینماید جوابش اینکہ خواندن اشعار مذکور ممنوع حرام نیست چہ از اشعار مسطورہ تعییب وتنقیص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ اصلا ظاہر نیست واگر بودے پس بلا شبہ خواندنش حرام وقائلش کافر ومرتد شدے کما قال فی الشفاء قال القاضی ابو الفضل ان جمیع من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او عابہ او الحق بہ نقصا فی نفسہ او دینہ او نسبہ او خصلۃ من خصالہ او عرض بہ او شبہہ بشئی علی طریق السب لہ فالحکم فیہ حکم الساب یقتل کما نبینہ انشاء اللہ تعالی ولا نستثنی فصلا من فصول ہذا الباب علی ہذا المقصد ولا نمتری فیہ تصریحا کان او تلویحا انتہی ووجہ نبودنش تعییب وتنقیص اینکہ اثبات لعب در اشعار مذکور در زمانہ طفولیت کہ زمانہ عدم صحت تکلیف است میکنند ودرین زمانہ لعب کسے عیب وتنقیص نیست کما لا یخفی پس لعب آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چہ گونہ موجب نقص گردید نہایتش اینکہ مقصود قائل آنست کہ لعب در آن زمان کہ بظاہر لعب بود در امر حکم واسرار وہدایت دارنما بود تا آن کہ ارادہ خشیت سبحانہ حق تعالے لہ کما لا ینبغی کسی را بہ دانست کما قال فی المطلع الثانی من الشعر الاول وانچہ توہم نمودہ لعنت تعلیم جبرئیل علیہ السلام از شعر ثانی نمودہ شد حاصلش اینکہ شاعر مدعی آنست کہ اگرچہ بظاہر در بعض امور جبرئیل علیہ السلام تعلیم آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم می پرداختند اما بہ تعلیم بلا واسطہ حضرت حق سبحانہ یا بفراست ہمادقہ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم را عطا شدہ بود طریقہ رشد افضل واولی از تعلیم جبرئیل علیہ السلام میدانستند ودرین صورت خلاف تعلیم جبرئیل علیہ السلام کہ بحقیقت ایمی خلاف نیست بلکہ رجوع است بامر اولی وافضل کہ جبرئیل علیہ السلام با فضیلت آن مطلع نشدہ بودند

مصغر بودند پس ایں مخالفت نہ مخالفت نہ عیب علاوہ اینکہ اتباع جبرئیل علیہ السلام بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ہر امر خصوصا بزمانہ طفولیت واجب نبود کما ہو ظاہر من احوال نزول الوحی اولا بغار حرا یعنی جبرئیل علیہ السلام سہ مرتبہ امر بقرأت نمودند آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مرتبہ ما انا بقاری فرمودند واتباع شان نمی نمودند ہمچنیں است حال انہدام بت سازی الغرض مضمون شعر اخیر چوں بت سازی برائے تعلیم شکستن آن در آں زمانہ واظہار تذلیل بتان واقامت تعادل حق برائے تخریب ادیان بت پرستان عیب ومنقصت نیست نعوذ باللہ وثالثاً میتواں گفت کہ مقصود شاعر آنست کہ افعال واطوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل از نزول شریعت وظہور بعثت ہمہ بحکم الٰہی ومملو از حکم نامتناہی بود چنانکہ افعال خضر علیہ السلام از قسم شکستن کشتی وقتل نفس زکیہ وراست کردن دیوار قریب الانہدام پس لعب بت سازی برائے شکستن وخلاف تعلیم جبرئیل علیہ السلام کہ در اشعار است از آں قبیل بود ورابعاً اینکہ الفاظیکہ بحیثیات مختلفہ ذم ومدح ہر دو میتواں شد بقرائن کلام احوال قائل یکی ازیں ہر دو احتمال متعین تواں نمود چنانکہ لفظ سراج یا سیف یا غیر آنکہ باعتبار روشنی وقطع عدو اطلاق آں تشبیہا بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در کلام الٰہی ودر کلام صحابہ کرام واقع است کما لا یخفی وباعتبار قلت روشنی وکم قدری نور شمع بمقابلہ نور کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ومہان ومبتذل بودن سیف بدست ہر کس آلودہ شدنش در خون ونجاسات اثبات آں تشبیہا برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ خیر خلائق وافضل الانبیاء والمرسلین اند غیر مناسب متصور است لہٰذا مدح در کلام مسلم تعییب وتنقیص نتواں گفت ہمچنیں است حال اشعار موہمہ وبلاشبہ در روایت صحیح مسلم یلعب مع الغلمان وارد است اگرچہ حدیث موقوف باشد پس حکم وضع حدیث نمیتواں کرد وبالفرض برائے تطبیق آں باحادیث دیگر تاویل لعب نمودہ خواہد شد کما فعل الشیخ الدہلوی در ضرورت از نسبت لعب بآنحضرت ہیچ تنقیص وتعییب آنجناب بحضرت انس رضی اللہ عنہ توانگر ہمچنیں گفت در اشعار مذکورہ وہرگاہ ایں چنیں تاویلات کہ تبادر در وقت ابا از آں نمی کند در اشعار مذکورہ میتواں کرد پس بزعم تعییب وتنقیص حکم کفر وردت بر قائل اشعار موافق مذہب فقہاء محققین نیست قال فی الدر المختار ولا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذالک روایۃ ضعیفۃ کما حررہ فی البحر وعزاہ فی الاشباہ والی الصغری انتہی غایۃ الامر اینکہ خواندن ہمچنیں اشعار بسبب احتمال معنی غیر صحیحہ غیر اولی خواہد بود۔ واللہ سبحانہ واعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ　　محمد عبد الغفار خان۔

سوال- قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سئل عن علم علمہ ثم کتمہ الجم یوم القیامۃ بلجام من نار عن ابی ہریرۃ رواہ ابو داؤد والترمذی واحمد ماقولکم دام فضلکم ایک شخص مدعی اسلام بہ نسبت جناب سیدنا ونبینا شفیع یوم الجزا خاتم الانبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی کسی تصنیف مطبوعہ میں یوں لکھا ہی اور اعتقاد رکھتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض دینی کاموں میں اپنی کشش طبیعت کی مجبور رہتے تھے اور وہ یہ بھی کہتا ہی کہ قوم ثقیف کی طبیعت نماز پر راغب نہ ہونے کے باعث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے ترک نماز کی شرط پر اسلام کی بیعت لی ہی اور معاذ اللہ نماز

نہ پڑھنے کی شرط حرام ہے چنانچہ اس کی کتاب کے دونوں فقرے یہ ہیں (فقرہ اول) امام کا خطبہ کی حالت میں اپنے بچوں کو دیکھ کر خطبہ چھوڑ کے منبر پر سے اتر جانا اور ان بچوں کو لیکر منبر پر چڑھ جانا بہت بری حرکت ہے اگرچہ حضرت علیہ السلام سے بعد کشش طبیعت کے بر سر مجمع واقع ہوئی ہے الخ (فقرہ دوم) حضرت علیہ السلام نے کسی مصلحت سے نماز پڑھنے کی شرط پر قوم ثقیف سے اسلام کی بیعت لی ہے حالانکہ نماز نہ پڑھنے کی شرط سخت حرام ہے) ایسا کہنے والیکا دعویٰ راست و درست ہے یا دروغ و اتہام ہے اور اگر دروغ و اتہام ہے تو کیا یہ کسر شان نبوت ہے یا نہیں ہے اگر کسر شان نبوت ہے تو ایسا کہنے اور اعتقاد رکھنے اور حضرت پر جھوٹ باندھنے اور اتہام کرنے اور کسر شان نبوت کرنیوالا مسلمان ہے یا کافر ہر مومن مسلمان کو ایسے شخص سے اجتناب و احتراز کرنا واجب ہے کہ نہیں اگر ایسا شخص توبہ کرنا چاہے تو بطور اعلان کرے یا پوشیدہ کیونکہ کتاب تو طبع ہو کر آفاق میں مشہور ہو گئی ہے۔ فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

درباب اترنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر سے حالت خطبہ میں اٹھا لینے کے حضرت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حدیث ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی میں وارد ہے ولفظہ حدثنا الحسین بن حریث حدثنا علی ابن الحسین ابن واقد حدثنی ابی حدثنی عبد اللہ ابن بریدۃ قال سمعت ابا بریدۃ یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخطبنا اذ جاءہ الحسن والحسین علیہما قمیصان احمران یمشیان ویعثران فنزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر فحملہما ووضعہما بین یدیہ ثم قال صدق اللہ انما اموالکم واولادکم فتنۃ نظرت الی ہذین الصبیین یمشیان ویعثران فلم اصبر حتی قطعت حدیثی ورفعتہما انتہی لیکن یہ امر متعین نہیں ہے کہ یہ خطبہ جمعہ کا تھا یا سوا جمعہ کے بطور وعظ و نصیحت کے بہرحال اثناء خطبہ میں منبر سے اتر کر خصوصاً جب غیر جمعہ کا ہو اپنے چھوٹے بچے کو اٹھا لینا خصوصاً جب احتمال ان کے چوٹ لگجانے کا ہو شرعاً ممنوع نہیں ہے کتب فقہ حنفی میں صرح ہے کہ درمیان خطبہ کے اگر کوئی کام طویل کرے تو خطبہ ابتداء سے پڑھے اور اگر کام طویل نہو تو وہی خطبہ ابتداء سے پڑھے اور اگر کام طویل نہو تو وہی خطبہ پورا کرے ابتداء سے حاجت نہیں ہے اور دونوں صورتوں میں برائی مذکور نہیں ہے قال فی الدر المختار خطب جنبا ثم اغتسل وصلی جاز ولو فصل باجنبی فان طال بان رجع لبیتہ فتغذی او جامع واغتسل استقبل خلاصہ قال فی رد المحتار قولہ جاز ای ولا یعید الغسل فاصلا لکونہ من اعمال الصلوٰۃ ولکن الاولیٰ اعادتہا اھ پس اس فعل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بری حرکت کہنا موجب تنقیص شان حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بوجہ اجماع امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کفر ہے اور جو یہ کہا ہے کہ حضرت رسالتمآب علیہ السلام نے کسی مصلحت سے نماز نہ پڑھنے کی شرط پر قوم ثقیف سے اسلام کی بیعت لی ہے حالانکہ نماز نہ پڑھنے کی شرط سخت حرام ہے انتہی یہ امر صحیح نہیں ہے بلکہ قوم ثقیف نے تمنا کی عفو نماز کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منظور

Marfat.com

نفرمائی اور وہ لوگ ایمان لائے مدارج النبوۃ کی جلد ثانی وقائع سال نہم میں لکھا ہے مواہب اللدنیہ وغیرہ سے بعد ازاں التماس کردند کہ عفو کردہ شود از ایشان نماز وکسر کنند اصنام بدست خود فرمودہ چنین باشد مقصود کسر اصنام است ہر گہ بشکنند و بدست خود بشکنند بہتر از ما عفو نماز صورت ندارد زیرا کہ خیر نیست در دینی کہ در آن نماز نباشد انتہی پس اصل یہ امر غلط ہی ثانیاً اسمیں جناب رسالتمآب کو مرتکب بہت بڑا ہی سخت حرام کا نعوذ باللہ منہا یہ کیسا بڑا عیب ہے جو خلاف واقع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر لگایا بس یہ بھی موجب کفر قائل ہے قال فی الشفاء قال القاضی ابو الفضل رضی اللہ عنہ اعلم وفقنا اللہ وایاک ان جمیع من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او عابہ او الحق بہ نقصا فی نفسہ او دینہ او نسبہ او خصلۃ من خصالہ او عرض بہ او شبہہ بشیء علی طریق السب لہ او الازراء علیہ والتصغیر لشانہ او النقص منہ او العیب لہ فہو ساب لہ والحکم فیہ حکم الساب یقتل وکذلک من لعنہ او دعا علیہ او تمنی مضرۃ لہ او نسب الیہ ما لا یلیق بمنصبہ علی طریق الذم وہذا کلہ اجماع من العلماء وائمۃ الفتوی من لدن الصحابۃ رضوان اللہ علیہم الی ہلم جرا انتہی مختصرا وقال فی در المختار وقد صرح فی النتف ومعین الحکام وشرح الطحاوی وحواشی الزاہدی وغیرہا بان حکمہ کالمرتد ولفظ النتف من سب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فانہ مرتد وحکمہ حکم المرتد ویفعل بہ ما یفعل بالمرتد انتہی اور اسیطرح سے اکثر کتب فقہ حنفی وغیرہ میں ہے واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ زید نے ایک کتاب اس دعوے پر تصنیف کی ہے کہ میں اس کتاب میں دلائل حقانیت مذہب اسلام اور تردید مخالفین اسلام کرونگا مگر کتاب مذکور میں بعض انبیاء علیہم السلام کی نسبت نہایت گستاخانہ کلمے لکھے ہیں جو اسی مصنف کے کفر پر ہر طور سے دلالت کرتے ہیں جیسا کہ کہا عیاض نے شفا میں۔ وکذلک من اضاف الی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم تعمد الکذب فیما بلغہ واخبر بہ او شک فی صدقہ او قال انہ لم یبلغ او استخف بہ او باحد من الانبیاء او ازری علیہم او آذاہم او قتل نبیا او حاربہ فہو کافر باجماع انتہی وقال ایضا فی مقام آخر وحکم من سب سائر انبیاء اللہ تعالی وملائکتہ او استخف بہم او کذبہم فیما اتوا بہ او انکرہم او جحدہم حکم نبینا علیہ السلام علی وفاق ما قدمناہ قال اللہ تعالی ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولئک ہم الکافرون حقا الخ وقال اللہ تعالی قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراہیم الی قولہ لا نفرق بین احد منہم وقال اللہ تعالی کل آمن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ وبہ قال ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ واصحابہ علی اصلہم من کذب باحد من الانبیاء او تنقص باحد منہم او بری منہم او شک فی شیء من ذلک فہو مرتد وایضا قال بعض علمائنا اجمع العلماء علی ان من دعا علی نبی من الانبیاء بالویل او بشیء من المکروہ انہ یقتل بلا استتابۃ اور ایسا ہی لکھا ہے نواب قطب الدین خان نے مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ شریف جلد سوم کتاب القصاص بحوالہ فتاوی عالمگیری کہ جس نے نہ اقرار کیا بعض انبیاء علیہم السلام

کا پیدا ہونا ہوا ساتھ کسی سنت کے سنتوں مرسلین کی سے پس وہ کافر ہوا اور بھی کتاب مذکور حال اوس شخص کے سے نسبت کرے
طرف انبیاء کے فواحش کو مانند عزم اون کے زنا پر اور سامان اس کی یہ ہے جیسے کہ کہتے ہیں حشویہ یوسف علیہ السلام کے
حق میں کہا کافر ہوتا ہے کیونکہ لکھا ہے اون کو اور استخفاف اونکا انتہی اور مالابدہ کے آخر میں لکھا ہے اگر اہانت کسے
از پیغمبران کرد کافر شد اور اس کے حاشیہ میں ہے کہ اگر انکار کند بعض نبی را یا پسند نکند. کدامی سنت از سنن مرسلین یا سستی کرد اکثر
کافر است انتہی اور بھی اس کے خاتمہ میں لکھا ہے کہ اجماع امت بر آنست کہ بے ادبی و استخفاف ہر کس از انبیا
کفر است خواہ فاعل آں حرام دانستہ مرتکب شود یا نہ دانستہ اور مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ کتاب القصاص صفحہ ۲۰۲ میں ہے
جب قصد بولا کلمہ کفر کا قصد السکین اعتقاد کفر کا نہیں ہو کہتا ہے تو کہا بعض علماء نے ہمارے کہ نہیں کافر ہوتا ہے اور
صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے کہ جو شخص بولا کلمہ کفر کا اس حالت میں کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ کلمہ کفر کا ہے مگر یہ بولا
تھا اپنے اختیار سے کافر ہو گیا نزدیک اکثر علماء کے اور معذور نہیں ہوتا ہے جہل کے سبب سے بیہودہ گو اور
ٹھٹھا کرنیوالا جب بولے کفر از راہ استخفاف اور ٹھٹھا اور خوش طبعی کے ہوتا ہے کافر سب کے نزدیک اگرچہ اعتقاد ہو اس کا خلاف
اوس کے۔ نقل عبارت جس سے اہانت انبیاء علیہ السلام نکلتی ہے (۱) وہ حضرت مسیح اور ان کے حواری جوان جو
عورتوں کے ساتھ رہا کرتے تھے جس سے یہود کو بدگمانی ہوئی انتہی۔ واضح ہو کہ اس مصنف کی اس فقرے سے کو جواب
بنانا ہے کثرت ازدواج رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا جس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نکاح
کیے تھے مگر مسیح اور ان کے حواری زنا کار تھے نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات (۲) مسیح علیہ السلام اس دعا کی بابت جو
انہوں نے اپنی حواریوں کو تبلائی جس کا ترجمہ یہ ہے اے اللہ ہمارے روز کی روٹی ہمیں دے مصنف لکھتا ہے کہ پیٹ
بھرنیکی دعا تو گداگر بھی مانگتا ہے گویا حضرت مسیح کو اس وجہ سے کہ انہوں نے اپنا رزق طلب کیا گداگر سے تشبیہ دیگئی
حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے اللہم اجعل رزق آل محمد قوتا یہ دعا مشارق الانوار میں بحوالہ
بخاری و مسلم مرقوم ہے تو اسی مصنف کے نزدیک رسول اللہ بھی نعوذ باللہ من ذلک (۳) حضرت مریم صدیقہ کے ذکر میں
یوں گہرباری کرتا ہے کہ خدا بشکل مسیح نو مہینہ خون حیض کھا کر مقام مخصوص سے پیدا ہوا اور حضرت موسیٰ یہودیوں کی لیاقت
سے رو دیئے اور حضرت عیسیٰ اسیطرح سے پیدا ہوئے جس طرح گوبر سے کیڑا اور نبی کی شان میں اگلے لوگوں کی
تاریخ بیان کرے قصہ کہانی کا گمان کرے انتہی حالانکہ کلام مجید میں سورہ قصص ایک سورت کا نام ہے اور سورہ
یوسف کو خداوند تعالیٰ نے احسن القصص ارشاد فرمایا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ کے
حالات بیان فرمائے ہیں (۴) اور نسبت مفسرین کے یوں لکھتا ہے کہ وہ جو بعض مفسرین بعض آیات میں ربط دینے
کے لیے ہر جگہ ایک قصہ طول طویل نقل کر کے شان نزول بتلاتے ہیں محض تکلف محض فضول بلکہ یہ طویل و عریض قصص
انبیاء جو مفسرین نے اپنی کتابوں میں نقل کیے ہیں سب علماء یہود و نصاریٰ سے منقول ہیں حدیث میں نہیں (۵)

Marfat.com

بار دستار دست فرشتے اور تفسیر در منثور علامہ جلال الدین سیوطی محض کذب و موضوع ہی ہے ایسا شخص مسلمان ہے یا نہیں دلیل سے بیان فرمائی۔ بینوا توجروا۔

الجواب واللّٰہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مسئولہ عنہا میں جو کلمات گستاخانہ قائل مذکور کے نقل کئے ہیں بلاشبہ یہ الفاظ بحسب ظاہر مفہوم کے بہت بیجا اور بعض اوسکے موجب کفر قائل ہیں لیکن بنظر تعمق عند الفقہاء المحققین تاویل او نکلمات کی اس نہج پر ہو سکتی ہے کہ جس پر حکم کفر قائل نہو لہذا نظر باتسلم الحروف میں حکم اس قائل کا یہ ہے کہ ایسے کلمات کہنے سے توبہ کرے اور احتیاطاً تجدید نکاح کرے قال فی الدر المختار لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف و لو کان روایۃ ضعیفۃ واذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر و واحد یمنعہ فعلی المفتی المیل لما یمنعہ انتہی وہکذا فی عامۃ کتب الفقہ والعقائد فقط۔ واللّٰہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت و ماہران کتاب و سنت اس باب میں کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے علی الخصوص ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے جیسے آپ کی حیات میں معجزے ثابت ہیں ویسے ہی کسی معجزے کا صادر ہونا بعد وفات شریف آپ کے سوکسی آیت یا حدیث صحیح یا صحابہ کے اقوال معتبرہ سے ثابت ہے یا نہیں بدستور کسی ولی اللہ سے صادر ہونا کرامت کا بعد ان کی وفات کے کسی آیت قرآنی یا حدیث نبوی یا اقوال ائمہ سلف صالحین سے ثابت ہے یا نہ در صورت ثبوت اگر کوئی آپ کی رحلت کے بعد معجزہ اور کرامت کے صادر ہونیکا انکار کرے تو اسپر کیا حکم ہے **دوسرا سوال** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوائے تحریمہ کے رفع الیدین کرنا اور کبھی چھوڑ دینا بدستور کبھی بسم اللہ پکار کر کہنا کبھی آہستہ ثابت ہے یا نہ یا اسیطرح صحابہ کرام میں کسی نے کبھی رفع الیدین کیا اور کبھی چھوڑ دیا اور بسم اللہ پکار کر کہا اور کبھی آہستہ آیا اسیطرح ثابت ہے یا نہیں **سوال سوم** اگر کوئی سید صحیح النسب نے کسی کافرہ عورت سے زنا کیا سو اس سے لڑکا پیدا ہوا آیا اس کو سیدزادہ سمجھنا اور تعظیم و تکریم اس کی مثل والد بزرگوار اس کی کیا چاہئے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللّٰہ سبحانہ الموفق للصواب

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور نیز دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اکثر معجزات بعد انتقال کے اس عالم سے منقول ہیں تفصیل اوس کی دراز ہے اس جگہ دو چار معجزوں پر اکتفا کیا جاتا ہے سعید ابن المسیب کہ بزرگ اور کبار تابعین میں سے ہیں نقل کرتے ہیں کہ جب عقبہ ابن مسلم نے بحکم یزید مدینہ منورہ کو تاراج کیا تھا اور مسجد نبوی صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم نماز واذان سے معطل پڑے تھے اوس وقت میں پروانہ بنکر مسجد میں جاتا تھا اور مرقد منور نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے آواز اذان اور اقامت کا سنکر نماز پڑھتا تھا اور ایک مرتبہ ایک آتش جانب حجاز سے تاریخ سنہ چھ سو چون ہجری میں
کہ طول اوس کا بقدر چار فرسنگ اور عرض بقدر چار میل اور عمق بقدر یک نیم قامت انسان مثل سیل کے جانب مدینہ
منورہ کے آئی اور اس سے شعلہ اور حرارت اس قدر محسوس ہوتی تھی کہ پتھر پہاڑوں کے جل کر خاکستر ہوتے تھے اور صبا
اینمہ مدینہ منورہ میں ہوای بارد اور نسیم طیب اس میں سے آتی تھی جب قریب حرم محترم مدینہ منورہ وہ آگ پہنچی وہیں ٹھہرگئی
اور بڑا پتھر تھا کہ نصف اوس کا داخل حرم محترم تھا اور نصف خارج حرم شریف سو نصف خارج جلکر خاکستر ہو گیا اور نصف
داخل کو کچھ آسیب نہ پہونچا اور نیز ایک مرتبہ دو نصرانیوں نے جسم مطہر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو براہ نقب مزار منور سے نکالنا چاہا
اور نقب قریب مزار پہونچگیا تھا لیکن ایک شب میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سلطان نورالدین شہید محمود بن
زنگی کو جو بادشاہ شام تھا خواب میں تین مرتبہ امر فرمایا اور ان نصرانیوں کو دکھادیا کہ ہم کو ان دو کے شر سے بچا چنانچہ سلطان
مذکور بغایت عجلت ملک شام سے آیا اور ان نصرانیوں کو پکڑ کر قتل کیا اور خطیرہ از دہات کا اطراف مرقد منور میں بنا دیا
اور بھی ایک دفعہ مدینہ منورہ میں قحط شدید ہوا تھا حضرت ام المومنین نے فرمایا کہ مرقد منور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر
آسمان کے درمیان جو سقف ہے اسمیں سوراخ کر دو تا کہ آسمان کا سامنا قبر منور سے ہو جاوے انشاء اللہ تعالیٰ اوسیوقت بارش
نازل ہوگی اسی طرح کیا بمجرد ظہور مرقد منور کے اس قدر بارش ہوئی کہ مخلوق مالا مال برکات ہوگئی چنانچہ یہ سب امور کتب
تواریخ میں مثل تاریخ ابن جوزی اور قرطبی وغیرہ کے بتفصیل مرقوم ہیں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی جذب القلوب
میں بھی نقل کئے ہیں عبارات ان کی مختصر مواقع متعددہ سے یہ ہے ابن جوزی بسند خود روایت متصل بسعید ابن المسیب
کی آرد و می گفت کہ در لیالی حرہ ہیچ کس در مسجد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم غیر من نبود ہیچ وقت نماز نمی آمد کہ من آواز
اذان واقامت از حجرہ شریف می شنیدم وہم بدان آذان واقامت نماز میگذاردم ۔ نیز دوسری جگہ لکھتے ہیں قسطلانی
میگوید کہ از بس شدت حرارت آن نار ہیچکس را مجال قرب او نبود واز شخصی کہ نقل اخبار و توثیق واعتماد را شاید شنیدم
کہ در وادی سنگی بزرگ بود کہ نصف آن داخل حرم ونصف دیگر خارج حرم بود نصف خارج را آتش خوردہ بود و چون
بنصف داخل رسید منطفی شد انتہی و دوسری جگہ فرماتے ہیں از جملہ عجائب امور کہ فی الحقیقت داخل معجزات بینات
است نقب بحجرہ شریف کہ در سنہ سبع وستین وخمسمائہ وقوع یافتہ آوردہ اند کہ سلطان نورالدین شہید محمود بن زنگی مردی
انبار را در یک شب سہ بار در خواب دید کہ اشارہ بدو شخص کرد کہ آنجا استادہ اند میکنند ومیفرماید کہ زود دریاب
ومرا از شر این دو شخص وارہان سلطان مذکور ہمدران ساعت از شام سوار شد در شانزدہ روز بمدینہ قدوم
آورد و در مقام استفسار آن دو ملعون آمد فرمود کسی از اہل شہر نیست کہ حاضر نیامدہ باشد گفتند دو شخص مغربی کہ بصفت صفت
وصلاح آراستہ وصحبت صلحا وانعام پراستہ اند بحجبت مشغول

Marfat.com

اوقات ہرگز درمدم نیاید حلم کرد تا کرامت نزاع فرا آورد ماند ہماں شبی کہ سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نمودہ بود یافت سلطان
منزل نشان رسید بار دید کہ صیرے در محل خوابگاہ نشان افتادہ سلطان صیر را بر داشت مرا دید ہ دید کہ نقب بحجرہ نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم حفر نمودہ اند بعد از تہدیدات حقیقت حال نمودند کہ ایشاں دو نصرانی اند کہ در لباس حجاج مغاربہ حیلہ در مدخل
حجرہ شریف نمایند و با جسد مبارک سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم گستاخی نمایند انتہی بالاختصار اور دوسری جگہ فرماتے
ہیں ابن جوزی روایت کردہ کہ در وقتی اہل مدینہ را قحطی شدید رسید شکایت بحضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی
عنہا فرمود بقبر شریف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیایند و دو دریچہ از دے بجانب آسمان بکشایند تا میان قبر مقدس
و آسمان حائلے نماند آنچناں کردند باراں بسیار شد انتہی مختصرا اور سوا اس کے ہزارہا معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد رحلت کے اس عالم سے ثابت اور منقول ہیں یہاں اسیقدر پر اکتفا کیا اور ویسا ہی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام
سے بھی خوارق بعد انتقال منقول ہیں چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام سے حدیث بخاری اور مسلم میں حج کرنا موسی علیہ السلام
کا اور نماز پڑھنا قبر میں وارد ہے حدثنا محمد بن المثنیٰ قال حدثنا ابن عدی عن ابن عون عن مجاہد قال کنا عند ابن عباس فذکر
الدجال انہ مکتوب بین عینیہ کافر فقال ابن عباس لم اسمعہ لکنہ قال صلی اللہ علیہ وسلم اما موسی کانی انظر الیہ واذا انحدر فی
الوادی ثم یلبی انتہی شیخ الاسلام شرح میں اس حدیث کی لکھتے ہیں از اینجا پیدا کردکہ تلبیہ نزد انحدار در وادی
از سنن انبیاء است وایں روایت محمول کہ بحقیقت باشد زیرا کہ انبیاء احیاء اند بحیات حقیقی نزد بنیادی کہ منع است حج
کردن با بدان مثالی چنانچہ بعضی از شارحاں گویند یا باجساد عنصری بودن ایشاں در حکم ارواح چنانچہ کلام محققین
ناظر بآنست لیکن محجوب اند از ابصار عوام پس نمود خدا تعالی ایشاں را بجسد خود صلی اللہ علیہ وسلم را چنانچہ ثابت
شدہ در صحیح مسلم از حدیث انس کہ آنحضرت صلعم دید موسی را ایستادہ در قبر کہ نماز میگذارد انتہی اسیطرح اولیا
کرام سے اکثر خوارق عادات بعد انتقال کے ثابت اور منقول ہے قال الامام الغزالی فی الاحیاء کل من یستمد
فی حیاتہ یستمد بعد وفاتہ انتہی وقال الامام الشافعی ان قبر الامام موسی الکاظم علیہ السلام تریاق مجرب لاجابۃ
الدعاء ونقل عن بعض المشائخ ان الشیخ المعروف الکرخی والشیخ الغوث الاعظم قدس سرہما تصرفہما فی القبور
کتصرفہما فی الحیاۃ انتہی نقلا عن نور الایمان للشیخ المحقق مولانا عبد الحلیم غرض اور منکر معجزات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بعد رحلت کے جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں فاسق ہے علیہ ما علی الفاسق جواب **سوال دوم** آں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین سوا ئے تکبیر تحریمہ کے قبل از رکوع و بعد از رکوع ثابت ہے اور حدیث از دیاد
رفع یدین کا قبل از رکوع اور بعد اس کے بھی ثابت ہے محقق فیروز آبادی در سفر السعادات میفرماید چوں سر از
رکوع بر آوردی ہر دو دست بر داشتی گفتی سمع اللہ لمن حمدہ دریں سہ موضع یعنی نزد استفتاح و ہنگام رفتن
برکوع دیگر برداشتن از رکوع دست برداشتن ثابت شدہ انتہی محدث دہلوی در شرح آں سفر مایند حق آنست

Marfat.com

که با قطع نظر از کثرت و قلت طرق روایات و اخبار در هر دو جانب موجود است پس رفع و عدم آن باختلاف اوقات هر دو بوده آخر منسوخ شد انتہی جواب سوال سوم جب سید نے زنا کیا اور اس سے لڑکا پیدا ہوا وہ لڑکا سید زادہ اور لائق تعظیم ہو گا اس واسطے کہ زنا محض سے ثبوت نسب نہیں ہوتا اور ثابت النسب نہ ہوا تو سید زادہ کیونکر قرار پائے قال فی رد المحتار ان عدم تحقیق الحمل من وجه فی الحاکم لکونه زنی محضا یلزم منه عدم ثبوت النسب والارث انتہی

سوال حامداً و مصلیاً۔ ما قولکم یا ایہا العلماء الکرام والفضلاء العظام که دلائل حقه ساطعه قلوب علمائے حق جو و حق پرست و فضلائے مجتنبان لعب و لہو و جولت پیران صورت پرست در باب جواز قیام ہنگام ذکر ولادت شریف جناب شفیع المذنبین خاتم النبیین صاحب شریعت غرا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم لا تملک نفس لنفس شیئا حسب روایتیکہ برائے دلفریبی مریدان و جاہلان دلیل جواز قیام صرف عمل و فعل اہل حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و کرامۃ بدون سندی و مستند نزد فقہائے محققین حنفیہ در پیش کرده صحیح است یا نه و در اصل اعتبار قول محققین حنفیہ حجت است و نیز در قیام مصلحت قرار دهند پس این مصلحت قرار داده دلفریبان و متعصبان مصلحت گفته خواهد شد یا نه موافق آن مصلحت قرار داده دلفریبان عمل جائز است یا نه و در مصلحت و شرعیت آن امر ہم شرط است یا نه اگر شخصے بتبعیت عمل آبا و اجداد خویش برائے تالیف قلوب مریدان در امور غیر مروی یا امام مذہب خود بنا بر مصلحت وقت حکمی نافذ کند پس حکمش عند المفتین المتقین مقبول خواهد شد یا نه مثلاً در مسئلہ قیام که امرے غیر مروی امام اعظم ابوحنیفہ رح بل ائمہ اربعہ و غیرہم من الائمۃ المجتہدین است اگر شخصے از راہ تعصب مذموم بتبعیت عمل آبا برائے تالیف قلوب مریدان بنا بر مصلحت وقت حکم جواز قیام دهد پس درین ترویج و تجویز امرے غیر مروی از ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم مصیب خواهد شد یا مخطی و بدعتی خواهد شد یا نه و از چنین فعل محدث توبہ برایشان واجب است یا نه و بر تارکان قیام لعنت و ملامت کردن و سنی و مخلی دانستن و وہابیت مشہور کردن حق است یا نه و بر تقدیر ثانی از لعنت و ملامت کردن و وہابی گفتن توبہ برایشان واجب است یا نه و محدث و موجب این امر حادث اول کدام شخص بکدام ظهور آمده و تارک قیام متبع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم متقی و متدین و مصیب خواهد شد یا نه و ارواح مقدسہ حضرت انبیاء علیہم السلام و اولیائے و مشایخ کرام رضی اللہ عنہم بیمار و روح اقدس جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت ذکر ولادت شریف حاضری شود یا نه و بفرض محال بتقدیر حضور قیام کردن روا باشد یا نه و قیام وقت سماع اسم پاک در اذان در کدام کتاب فقہ و اصول و حدیث مسطور است صریحاً و مجملاً جواب ارقام فرمایند بینوا توجروا اجراً جزیلاً عند باریکم عز اسمہ و تعالی شانہ فقط

الجواب واللہ سبحانہ الہادی الموفق للصواب

مخفی مباد که تعظیم و توقیر حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم فرض عین و تتمہ ایمان است قال اللہ سبحانہ تعالی انا ارسلناک شاہداً و مبشرا و نذیرا لتؤمنوا باللہ و رسولہ و تعزروہ و توقروہ و قال اللہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ فا

Marfat.com

عز من قائل یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون
وقال اللہ سبحانہ وتعالے لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا قال القاضی عیاض فی الشفاء فاوجب اللہ تعزیرہ
وتوقیرہ والزم اکرامہ وتعظیمہ انتہی وقال فی موضع آخر واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ وتوقیرہ وتعظیمہ لازم
کما کان حال حیاتہ وذالک عند ذکرہ علیہ السلام وذکر حدیثہ وسنتہ وسماع اسمہ وسیرتہ ومعاملۃ آلہ وعترتہ وتعظیم اہل بیتہ وصحابتہ
وقال ابو ابراہیم التجیبی واجب علی کل مومن متی ذکرہ او ذکر عندہ ان یخضع ویخشع ویتوقر ویسکن من حرکتہ ویاخذ فی ہیبتہ واجلالہ
بما کان یاخذ بہ نفسہ لو کان بین یدیہ ویتادب بما ادبنا اللہ تعالے بہ قال القاضی ابو الفضل رضی اللہ تعالی عنہ وہذہ
کانت سیرۃ سلفنا الصالح وائمتنا الماضین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین انتہی وعادت صحابہ وتابعین وسلف صالحین آنچہ
بود کہ موافق شوق ومحبت خود ہر کہ بتعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نحوی کہ مخالف قواعد دین نبود وبمقتضائے محبت
خود باں می پرداخت احدی انکار دیگرے نمی نمود چنانچہ از ابی محذورہ رضی اللہ تعالے عنہ منقول است کہ بعلت مس
فرمودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موہائے ناصیہ خود را گاہی نمی تراشید وآں قدر دراز شدہ بود کہ وقت گذاشتن
بزمین میرسید ومنقول است از ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ محل نشست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را از منبر شریف بدست
خود مس نمودہ بر چہرہ خود میمالیدند ومنقول است از امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہ گاہے در مدینہ منورہ بر دابہ سوار
نشدند ومنقول است از خالد رضی اللہ تعالے عنہ کہ در کلاہ خود چند تار موہائے مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ
داشتہ بودند ووقت جنگ آن کلاہ بر سری بودند روزے آں کلاہ بمیدان جنگ بیفتاد پس گرفتنش بسیار صحابہ
رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین شہید شدند تا آنکہ کلاہ خود از جنگ بر داشتند قال القاضی عیاض فی الشفاء وروی
عن صفیۃ بنت نجدۃ قالت کان لابی محذورۃ قصۃ فی مقدم راسہ اذا قعد وارسلہا اصابت الارض فقیل لہ الا تحلقہا فقال
لم اکن بالذی احلقہا وقد مسہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ وکانت فی قلنسوۃ خالد ابن ولید رضی اللہ تعالی عنہ
شعرات من شعرہ صلی اللہ علیہ وسلم فسقطت قلنسوتہ فی بعض حروبہ فشد علیہا شدۃ انکر علیہ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کثرۃ
من قتل فیہا فقال لم افعلہا بسبب القلنسوۃ بل لما تضمنت من شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لئلا اسلب برکتہا وتقع فی ایدی
المشرکین وروی ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہ واضعا یدہ علی مقعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر ثم وضعہا علی وجہہ ولہذا
کان مالک رحمۃ اللہ علیہ لا یرکب دابۃ بالمدینۃ انتہی مختصر بقدر الحاجۃ وہمچنین امور از کبار صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین
بسیار منقول است لیکن مشتی بطرز نمونہ خروارے برایں قدر اکتفا کردم پس اگر کسے بمقتضائے محبت وشوق
وقت ذکر ولادت باسعادت باستماع اسم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعظیما قیام نمودہ مردم چند بریں
تعظیم وقت ذکر ولادت شریفہ اصطلاح قرار دادند دریں امر اصلا محل ریب وانکار نیست بلکہ خصوصیت ایں تعظیم از
مستحبات خواہد بود چنانکہ از امام مالک رحمۃ اللہ تعالے علیہ منقول ست ہنگام ذکر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

سنی سے شنید ند محمد ابن المنکدر وقت ذکر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسیار بگریست کما نقل فی الشفاء، وقال مصعب ابن عبد اللہ وکان مالک اذا ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم تتغیر لونہ ینحنی حتی یصعب ذلک علی جلسائہ فقیل لہ یوما فی ذلک فقال لو رائیتم ما رایت لما انکرتم علی لقد کنت اری محمد ابن المنکدر وکان سید القراء لا نکاد نسالہ عن حدیث ابدا الا یبکی حتی نرحمہ انتہی و در ہمچنیں امور از فعل صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین کافی است مثلاً از ورع حنیفہ نیست کہ سند فقہائے حنیفہ اندر ان ضروری باشد واگر ایں قیام تعظیمی بالفرض ممنوع می بود در آنحضرت مصلحی جائز داشتن آں قابل غور و نظر بود وہر گاہ جوازش ظاہر شد پس حکایت تجویز بمصلحت بیجا است دیر تا سکاں قیام مذکور لعنت و ملامت اصلاً نیست زیرا کہ خصوصیات ایں تعظیم از مستحبات است پس ترک آں ملامت نیست وبدیں ترک وہابی گفتن نیز نمیشوا اند شد و در کتب سیر ابتدا قیام وقت شنیدن ذکر شریف آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم از شیخ تقی الدین سبکی شافعی کہ ہم از ثقات علماء مجتہدین ومحدثین وہم از اکابر صلحاء واولیاء متقین بودند منقول است کما قال فی السیرۃ الحلبیۃ ومن الفوائد انہ جرت عادۃ کثیرۃ من الناس اذا سمعوا ذکر وصفہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ وہذا القیام بدعۃ لا اصل لہا لکن ہی بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ ضلالۃ ومذمومۃ فقط وقد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلی اللہ علیہ وسلم من العالم الامۃ ومقتدی الائمۃ دینا وورعا الامام تقی الدین السبکی والفق علی ذالک مشائخ الاسلام فی عصرہ فقد حکی بعضہم ان الامام السبکی اجتمع عندہ جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد منشد قول الصرصری فی مدحہ صلی اللہ علیہ وسلم قلیل لمدح المصطفی الخط بالذہب علی ورق من خط احسن من کتب وان تنہض الاشراف عند سماعہ قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب فعند ذالک قام الامام السبکی رحمۃ اللہ علیہ وجمیع من فی المجلس ویکفی ذلک فی الاقتداء انتہی اور قول بحضور ارواح مقدسہ انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام بہنگام قیام مذکور و درہر قیام وعمل قیام علی سبیل الالتزام خیالی است باطل عقیدہ الیست بلا سند ودلیل انیست جواب سائل بقدر حاجت وتفصیل آں موجب تطویل است فقط واللہ سبحانہ الموفق وہو اعلم بالصواب وعلمہ اتم فی کل باب۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ الجواب صحیح عبد القادر خان۔ الجواب صحیح واللہ المجیب محمد امداد حسین۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ قیام کرنا در ذکر ولادت باسعادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تعیین روز اور لوگوں کا جمع کرنا اور اختتام کے وقت شیرینی تقسیم کرنا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

قیام کرنا وقت ذکر ولادت سراپا برکت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تعیین روز واسطے فاتحہ کے کرنا اور لوگوں کو مجتمع کرنا اور وقت اختتام کے شیرینی تقسیم کرنا جائز ہے بلکہ قیام مذکور مستحب اور مستحسن ہے اقوال علمائے متقدمین اور دلائل وبراہین اس کی کثیر ہیں اور طویل فتوی بہت مسبوط راقم الحروف نے اس باب میں لکھی ہیں جکو

منظور ہو اون کو دیکھیے اور خیر جاری شرح صحیح بخاری میں تحت قول حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ قد اتخذنا ذلک الیوم عیدا الخ کے لکھا ہے فلیستفاد منہ جعل یوم السرور عیدا دائما فیجعل یوم تولد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم عیدا لا یخلو عن الاستحباب عند اولی الالباب اور صاحب سیرۃ الشامی منجملہ روایات استحباب مولد شریف کے فرماتے ہیں وقال شیخنا فی فتاواہ عندی ان اصل المولد الذی ہو اجتماع الناس وقراءۃ ما تیسر من القران وروایۃ الاخبار الواردۃ فی مبدء امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما وقع فی مولدہ من الآیات ثم یمد لہم سماط یاکلون وینصرفون من غیر زیادۃ علی ذلک من البدع الحسنۃ یثاب علیہا صاحبہا لما فیہ من تعظیم قدر النبی صلی اللہ علیہ وسلم واظہار الفرح والاستبشار بمولدہ الشریف الخ اور سیرۃ حلبی میں لکھا ہے ومن الفوائد انہ جرت عادۃ کثیرۃ من الناس اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ وہذا القیام بدعۃ لا اصل لہا لکن ہی بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ مذمومۃ فقد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلی اللہ علیہ وسلم من عالم الامۃ ومقتدی الائمۃ دینا وورعا الامام تقی الدین السبکی وتابعہ علی ذلک مشایخ الاسلام فی عصرہ فقد حکی بعضہم ان الامام السبکی اجتمع عندہ جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد ؎ قلیل لمدح المصطفی الخط بالذہب ٭ علی ورق من خط احسن من کتب ٭ وان ینہض الاشراف عند سماعہ ٭ قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب ٭ فعند ذلک قام الامام السبکی رحمۃ اللہ تعالے وجمیع من فی المجلس فحصل انس کثیر بذلک فی المجلس ویکفی ذلک فی الاقتداء وقد قال ابن حجر الہیتمی والحاصل ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ندبہا وعمل المولد واجتماع الناس لہ کذلک ای بدعۃ حسنۃ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط ۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔ عفی عنہ

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسجد میں ذکر ولادت خیر البشر پڑھنا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

مسجد میں ذکر ولادت شریف جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنا جائز ہے اسواسطے کہ میلاد شریف مشتمل ہوتا ہے اوپر ذکر معجزات اور آیات بینات اور مدح جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پس ایسا ذکر بارہا بحضور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف نبوی میں ہوا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے چنانچہ قصیدہ بانت سعاد اور قصائد حسان ابن ثابت بارہا مسجد شریف میں پڑھے گئے ہیں بلکہ واسطے حضرت حسان رضی اللہ تعالے عنہ کے منبر رکھا گیا تھا جسپر بیٹھکر قصائد مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہجو کفار اشرار پڑھتے تھے قال المحقق الشامی فی رد المحتار وقد اخرج الامام الطحاوی فی شرح مجمع الآثار انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہی ان تنشد الاشعار فی المسجد وان تباع فیہ السلع وان یتحلق قبل الصلوۃ ثم وفق بینہ وبین ما ورد انہ صلی اللہ علیہ وسلم وضع لحسان منبرا ینشد علیہ الشعر بحمل الاول علی ما کانت قریش تہجو

Marfat.com

ونحوہ مما فیہ ضرر او علی ما یغلب علی المسجد حتی یکون اکثر من فیہ مذشا غلا بہ انتہی۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم العبد المجیب

محمد ارشاد حسین عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

یہ فتویٰ شاہ محمد سعید صاحب کا لکھوایا ہوا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس صورت میں کہ لوگ بوقت ذکر ولادت بابرکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میلاد شریف میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور سند کرتے ہیں اس عمل پر علمائے دین حرمین شریفین کا اور مانعین کہتے ہیں کہ یہ ثابت نہ ہوا علمائے مجتہدین سابقین سے اور نہ صحابہ اور تابعین سے پس اس صورت اختلاف میں جو حق ہو فرما دیں اجر دے گا تم کو اللہ **جواب** اس کا یہ ہے کہ درمیان ذکر ولادت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھڑا ہونا مستحب ہے اس واسطے اس پر اجماع علمائے حنفیہ اور شافعیہ اور مالکیہ اور حنبلیہ کا ہے اور وہ جو مانعین لکھتے ہیں کہ یہ ثابت نہیں ہوا ہے علمائے مجتہدین صحابہ اور تابعین سے یہ بات ان کی دین کی برباد کرنے والی ہے اور بہت غلط ہے اس واسطے بہت سے مسئلے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ اور صحابہ اور مجتہدین کے وقت میں نہیں ہوئے ہیں لیکن اب یا واجب ہیں یا مستحب یا مباح چنانچہ تقلید خاص یعنی حنفی کی کرنی یا شافعی کی کرنی نزدیک علمائے متاخرین کے واجب ہے حالانکہ حنفی اور شافعی وقت پیغمبر خدا کے نہ تھے نہ کوئی امام دوسرے تھا اور اسیطرح علم فقہ اور اصول کا پڑھنا فرض کفایہ ہے اور اسیطرح علم صرف ونحو کا واجب ہے حالانکہ ... زمانہ میں نہیں پڑھا جاتا تھا اور جمع کرنا ہدایہ اور صحیح بخاری کا یا نوکری قرآن پڑھانے کی یا قرآن کا ... قادریہ اور چشتیہ اور دستار واسطے علماء کے کفن میں مستحب ہے جیسے شرح وقایہ میں مذکور ہے اور نام ... اور جماعت کا یہ سارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اور صحابہ کے وقت میں نہ تھے بلکہ اگر ... یوں پوچھیں کہ علماء نے مستحب لکھا ہے یا واجب یا مکروہ تو اس کا یہ جواب ہے کہ تمامی فقہائے حنفیہ اور شافعیہ اس کو اپنی کتابوں میں مستحب لکھتے ہیں اور حنبلیہ اس کو واجب لکھتے ہیں قال علامۃ المرزنی اذا جرت العادۃ بقیام الناس اذا انتہی المداح الی ذکر مولدہ صلعم وہی بدعۃ مستحبۃ والیضاً قال العلامۃ ابو زکریا ... فی مولدہ ان نیقیض الاشراف عند سماعہ قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب وفی مولد امام ہمام قدوۃ الامام ابو زید استحسن العلماء القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم انا دۃ وقال علماء الحنبلیہ عند ذکر ولادتہ ان القیام واجب لما انہ قد یحضر روحانیۃ صلعم فقط۔ المجیب محمد عبد الکریم۔ جواب صحیح است بعمل علماء حرمین حجۃ است وفقہائے کبار عمل اہل حرمین را مدرکتابہائے خود متمسک بسی آرند فقط الفقیر ابۃ سعید احمدی یعقوب علی رضوی سغر یدا تتمہ صاحب الیہ ہی نولیہ معلیہ عمل اہل الحرمین اللہم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ۔

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت اس مسئلہ میں جسمیں بعض اشخاص کو اشتباہات وارد اور عارض حال ہوگئے ہیں کہ خلافت خلیفہ چہارم کی باجماع ثابت ہے یا نہیں اگر باجماع ثابت نہیں تو پھر خلافت کا کیا ثبوت ہے کوئی نص تخصیص نام وار دنہیں ہے اور اگر باجماع ثابت ہے تو اہل شام آیا مجتہد تھے یا نہیں اگر نہ تھے تو خطا اونکی دربارۂ خلافت خلیفہ موصوف باوجود نہ مجتہد ہونے کے بھی اجتہادی ہے یا نہیں اور انکار خلافت یا استحقاق خلافت یا دعوی خلافت اون سے صادر ہوا یا نہیں اگر نہیں ہوا تو قصہ تحکیم کس پر مبنی ہے اور اگر ہوا تو اس انکار کا کیا حکم ہے اور آیا اس انکار اور انکار خلافت خلفائے سابق میں کچھ فرق ہے یا نہیں اور اگر کسی وجہ سے اس میں بھی اشتباہ ہو جاوے تو آثم ہونگے یا نہیں اور اگر مجتہد تھے تو داخل اجماع خلافت رابعہ تھے یا نہیں اگر تھے تو قصہ تحکیم کی کیا بنا ہے اور اگر خروج بعد دخول در اجماع ہوا تو یہ امر جائز ہے یا نہیں اور حدیث میں تنازع تو صادق نہ آئیگی اور اگر داخل اجماع نہ تھے تو آیا کسی حکم کے ثابت کرنے میں اتفاق ایک عصر کے جمیع مجتہدین کا ضرور ہے یا نہیں اور انکار مخالفت ایک یا چند مجتہدین عصر واحد کا مخل اجماع ہے یا نہیں فقط بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ثبوت خلافت کیلئے نزدیک اہل سنت والجماعت کے نص صریح یا اجماع شرط نہیں ہے بلکہ ساتھ بیعت اہل حل وعقد کے بھی خلافت ثابت ہوتی ہے شرح مواقف میں ہے انہا تثبت بالنص من الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ومن الامام السابق بالاجماع وتثبت ایضاً ببیعۃ اہل الحل والعقد عند اہل السنۃ والجماعۃ انتہی اور گو باجماع ثبوت خلافت ہو وہ بھی داخل ہے بیعت اہل حل وعقد میں یعنی کبھی تمام اہل حل وعقد ومعتبرین امت بیعت خلافت کریں تو اجماع ہو گیا اور سب نا کریں بلکہ بعض معتبرین حل وعقد کریں تو بیعت اہل حل وعقد صادق ہو گئی اور اجماع نہوا چنانچہ عبدالکریم شہرستانی ملل ونحل میں فرماتے ہیں وبالاختلاف فی الامامۃ علی وجہین احدہما ان الامامۃ تثبت بالاتفاق والاختیار والثانی ان الامامۃ تثبت بالنص والتعیین فمن قال ان الامامۃ تثبت بالاتفاق والاختیار قال بامامۃ کل من اتفقت علیہ الامۃ او جماعۃ معتبرۃ من الامۃ اما مطلقا واما بشرط ان یکون قرشیا علی مذہب قوم انتہی اور دوسری جگہ فرماتے ہیں قال ای الاشعری الامامۃ تثبت بالاتفاق والاختیار دون النص والتعیین انتہی اور اسیطرح ہے اکثر کتب معتبرۂ عقائد میں پس خلافت خلیفہ چہارم کی ثابت ہوئی ساتھ بیعت اہل حل وعقد کے چنانچہ شیخ ولی اللہ دہلوی ازالۃ الخفا میں فرماتے ہیں اہل علم تکلم نمودہ اند در آنکہ خلافت حضرت مرتضی بکدام طریق از طرق مذکورہ بودہ مقتضائے کلام اکثر آنست کہ بہ بیعت مہاجرین وانصار کہ در مدینہ حاضر بودند خلیفہ شدند واکثر نامہائے حضرت مرتضی کہ با اہل شام نوشتند شاہد این معنی است انتہی ونیز مولانائے موصوف نے پیشتر اس کلام سے فرمایا ہے انعقاد خلافت بچہار طریق واقع میشود اول بیعت اہل حل وعقد است از علماء وقضاۃ وامراء ووجوہ ناس کہ حضور ایشان میسر شود

Marfat.com

واتفاق اہل حل وعقد جمیع بلاد اسلام شرط نیست زیرا کہ آن ممتنع است انتہی اور وہ جو بعض اکابر نے لکھا ہے کہ خلافت
حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ کے باجماع ثابت نہیں کما قال المحقق فی شرح العقائد الجلالیۃ لما استشہد عثمان
رضی اللہ تعالے عنہ اجتمع کبار المہاجرین بعد خمسۃ ایام او ثلثۃ من موت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ عند علی رضی
اللہ تعالے عنہ فالتمسوا منہ قبول الخلافۃ فقبل بعد مدافعۃ طویلۃ واتباع کثیر فبایعوہ فصار خلافۃ اجماعا من اہل الحل
والعقد فقام بامر الخلافۃ انتہی پس تطبیق بینما القولین یوں ہے کہ تحقق خلافت اولا ساتھ بیعت مہاجرین وافاضل
مدینہ کی کہ وہ شیر انیس اہل حل وعقد اور مجتہدین سے ہوگیا اور بعد اس کے اسی پر اجماع بھی منعقد ہوگیا چنانچہ ترجمہ
صواعق محرقہ میں ہے کہ مستحق خلافت بعد از ائمہ ثلاثہ امام مرتضی علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالی عنہ است باتفاق
اہل حل وعقد مثل طلحہ وزبیر وابو موسی وابن عباس وخزیمہ ابن ثابت وابو الہیثم ابن تیہان و محمد ابن سلمہ وعمار ابن یاسر
رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین اس صورت میں موقوف علیہ ثبوت خلافت کا اجماع نہ ہوا بلکہ اولا بیعت اہل حل
وعقد سے خلافت ثابت ہوگئی بعد اس کے اجماع بھی ہوگیا پس نہ ہونی اجماع سے یا بعد اجماع کے پھر جانے
احد المجمعین سے نقصان ثبوت خلافت میں نہ ہوگا اور باایں ہمہ اہل شام سے کہ بعض صاحب ادیمن مثل حضرت معاویہ
رضی اللہ تعالے عنہ کے مجتہد تھے انکار خلافت یا استحقاق خلافت حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا صادر نہیں
ہوا چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تکمیل الایمان فرماتے ہیں خلافت حضرت عثمان نیز باجماع ثبوت
یافت و بعد از وی علی مرتضی خود متعین بود افضل واکمل اہل زمان خود بود دلیس وے کرم اللہ وجہہ باجماع اہل
حل وعقد خلیفہ برحق و امام مطلق شد و نزاعی وخلافی کہ از مخالفان در زمان خلافت وے بوجود آمدہ در استحقاق
خلافت وحق امامت بود بلکہ منشاء آن لغزش وخروج وخطاء در اجتہاد کہ تعجیل عقوبت قاتلین عثمان رضی اللہ تعالی
عنہ باشد بود انتہی اور ترجمہ صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں امام الحرمین گفت کہ اعتداد واعتبار نیست بر قول
کسیکہ گفتہ است اجماع بر امامت علی رضی اللہ عنہ منعقد نشد زیرا کہ ہیچکس انکار امامت علی رضی اللہ تعالے عنہ نکرد
بلکہ این فتنہ وفساد یکہ درمیان ایشان واقع شد بواسطہ دیگر امور بود نہ نسبت امامت انتہی اور شرح عقائد
نسفی میں ہے وما وقع بینہم من المنازعات والمحاربات فلہ محامل وتاویلات فسبہم والطعن فیہم ان کان مما یخالف الادلۃ
القطعیۃ فکفر کقذف عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا والا فبدعۃ وفسق وبالجملۃ لم ینقل عن السلف المجتہدین والعلماء
الصالحین جواز اللعن علی معاویۃ واحزابہ لان غایۃ امرہم البغی والخروج علی الامام وہو لا یوجب اللعن انتہی اور قصہ
تحکیم بھی تھا اور موقوف فی قتال وجدال کے جو در بارہ طلب قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے واقع تھا نہ
اوپر انکار خلافت کے اور بعد تحکیم کے حکمین سے حکم عزل دونوں صاحبوں کا یعنی حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ
تعالے عنہما کا موافق رائے حضرت ابی موسی اشعری کی اور عزل حضرت علی کا نقد موافق رائے عمرو ابن العاص کے

Marfat.com

حکومت خلافت سے واقع ہوا کما ہو مشرح فی تاریخ الطبری وغیرہ من التواریخ گو انفاذ اس حکم کا کسی صاحب کے حق میں بہتر اب واضح ہو بعد کہ جواب شقوق مذکورہ سوال کا ضمن اس کلام میں ہو گیا لیکن بہ نظر توضیح ہر ہر شق کو منفصلاً بھی کیا جاتا ہے پس شق اول میں جو کہا کہ خلافت خلیفہ چہارم کی باجماع ثابت ہے یا نہیں تو جواب باعتبار شق ثانی ہے یعنی باجماع ثابت نہیں پھر سائل نے اس شق میں یہ جو کہا پھر خلافت کا کیا ثبوت تو جواب یہ ہے کہ وجہ ثبوت خلافت کی بیعت اہل حل وعقد من المہاجرین والانصار الحاضرین فی المدینہ ہے کما مر مفصلاً اور جب ثبوت خلافت باجماع نہ قرار پایا تو سب شقوق جو سائل نے بر تقدیر ثبوت خلافت کے باجماع بیان کی تھیں ساقط ہو گئیں لیکن بجہت تحقق اجماع کے بعد ثبوت خلافت کے ساتھ بیعت اہل حل وعقد کے ان شقوق میں بھی کلام کیا جاتا ہے وہ جو سائل نے کہا کہ اہل شام مجتہد تھے یا نہیں اس میں شق اول مختار ہے اب شقوق مرتبہ اوپر غیر مجتہدین ہونے اہل شام کے ساقط ہو گئی اور شق اول میں جو سائل نے کہا اگر مجتہد تھے تو داخل اجماع خلافت رابعہ تھے یا نہیں اس میں بھی شق اول اختیار کی اس پر جو سائل نے کہا کہ قصہ تحکیم کی کیا بنا ہے تو جواب یہ ہے کہ بنا قصہ تحکیم اوپر قصد ہو توفی قتال کے تھی نہ اوپر انکار خلافت کے کما مر پس خروج بعد الدخول فی الاجماع متحقق نہ ہوا پس جواز وعدم جواز اس کا بحث سے خارج ہے اور حدیث من شذ بھی صادق نہ آئی اور شقوق عدم دخول خلافت رابعہ کے بیچ اجماع کے ساقط ہو گئی لیکن یہ امر علیحدہ کہا جاتا ہے کہ واسطے تحقق اجماع بسیط کے اتفاق جمیع مجتہدین عصر واحد کا ضرور ہے اور انکار ومخالفت بعض مجتہدین مخل اجماع ہے ہذا ما ظہر لی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط ۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ جو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہوا اور بعد اوس کے صلحا سے مروج ہوا آیا وہ فعل جائز ہے یا نہیں فقط ۔ بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو امر جدید جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں ہوا اور صلحائے امت نے اوس کو نکالا وہ امر واجب ہے یا حرام یا مباح یا مکروہ جامع الکلم میں شیخ علی متقی نے اور امام برکلی نے طریقہ محمدیہ میں اور مناوی نے شرح جامع صغیر میں لکھا ہے اور عبارت جامع الکلم کی یہ ہے البدعۃ منقسمۃ الی واجبۃ ومحرمۃ ومباحۃ ومکروہۃ والطریق فی ذلک ان تعرض البدعۃ علی قواعد الشرع فان دخلت فی قواعد الایجاب فہی واجبۃ او فی قواعد التحریم فمحرمۃ او فی الندب فمندوبۃ او المکروہۃ فمکروہۃ انتہی مختصراً مثل بدعۃ واجبہ کے علم اصول فقہ اور علم نحو وکلام وغیرہ اور مثل بدعۃ محرمہ کے تعزیہ داری اور جبریہ وغیرہ اور مثل بدعۃ مستحبہ کے بنانا مدارس اور خانقاہ اور پل وغیرہ کے اور مثل بدعۃ مکروہ کے رنگین کرنا دیواریں مسجد کی اور مثل بدعۃ

Marfat.com

معاصر کے اچھے کھانا کھانے اور اچھے کپڑے پہننا ہی جو امر نکلا ہو اسلف صالحین کا واجب ہو تارک اس کا فاسق ہے
اور جو مرتکب حرام اور مکروہ تحریمہ کا بھی فاسق ہے اور لائق سزائے شرعی اور مرتکب حرام اور سزا اور تعزیر اوس کی جو جو
شرع میں ثابت ہے حاکم مسلم جاری کرے اور مباح اور مستحب کا تارک مستحق مذمت نہیں حاصل یہ کہ جو حال تارک
یا فاعل اور کسی امر واجب اور حرام اور مستحب اور مباح اور مکروہ کا ہے وہی حال تارک یا فاعل اس امر جدید کا ہے
واللہ تعالے اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب فقط ۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ روح مومنان از آدم علیہ السلام تا این دم کہ از دنیا رفتہ اند در جنت از جنان میمانند یا بجائی دیگر مقام و آن مقام از مقام جنت علیحدہ است یا در مقام جنت شامل است امید کہ از حقیقت این معنی برین قرطاس ثبت فرمائید بمہر یا دستخط فقط بینوا توجروا ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ارواح مومنین بعد انتقال یا بمقام علیین میمانند یا در آسمان دنیا یا مابین آسمان و زمین یا در چاہ زمزم چنانچہ در تفسیر فتح العزیز میفرمایند و مقام علیین بالائے ہفت آسمان است و ارواح نیکان بعد از قبض در آنجا میرسند مقربان یعنی انبیاء و اولیاء در آن مستقر میمانند و عوام صلحا را بعد از نویسانیدن نام و رسیدن نامہائے اعمال علی حسب المراتب در آسمان دنیا یا درمیان آسمان و زمین یا در چاہ زمزم قرار میدہند انتہی و علیین کہ در آن ارواح مقربین میباشند از جنت علیحدہ است و در تفسیر مذکور قبل از کلام سابق میفرمایند و مقام علیین بالائے ہفت آسمان است و مابین آن متصل سدرۃ المنتہی است و بالائے آن متصل پایۂ راست عرش مجید انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔

سوال ۔ چہ میفرمایند علمائے دین درین عقیدہ و اہل این عقیدہ منصوص شرعیہ لفظ کلام اللہ گاہے بر کلام نفسی کہ صفت ازلی باری است اطلاق کردہ میشود و گاہے بر قرآن مجید کہ مرادف کتاب است و گاہے این صفت را ہم قرآن میگویند و مراد از کلام نفسی کہ صفت باری است صفتی واحد بسیط قائم بذاتش یا عین ذاتش است نہ مدلول لفظ و این صفت فی حد نفسہ نہ انشا است و نہ خبر و نہ حرف و صوت و کلمہ و سورۃ قدیم غیر مخلوق بالاختیار است و صورت قیام و زیادت از صفات ذاتیہ مثل علم است نہ از صفات فعلیہ مثل تخلیق و این صفت را تعلق بمعانی مختلفہ است و این صفت از خود اللہ تعالے ابھیں علاقہ در پیرایۂ این معانی بالفاظ مخصوصہ بلا کیف ظاہر و خارج میشود و در وقت ظہور درین پیرایہ انشا و خبر و مسموع جبرئیل و از صفات فعلیہ باری میگردد و ہر گاہ بزبان دیگر در پیرایۂ ہمدون معانی و الفاظ مخصوصہ ظہور میگردد ذات اجزاء و الفاظ غیر فانی الذات میشود و ہر جزئی را کہ تعلقی خاص است آن جزو بران معنے خاص دلالت میکند و چنانچہ

Marfat.com

موصوف بہ نزول واعجاز وہدی وعربیۃ ومجعولیت ارادی باری ومسمیٰ القرآن کہ مرادف کتاب است میگردد
واین اسم اسم ضمیر است وبار یتعالی باعتبار این صفت فعلیہ گاہی متکلم است وگاہے ساکت وبالجملہ مصداق کلام اللہ
ظاہر ومظہر ہر دو است ظاہر ازلیست ومظہر غیر ازلی واطلاق قرآن برین مظہر عام ازین است کہ بخارج ونظاہر از
باری شود یا از غیر او حقیقی است ونفی قرآنیۃ ازین مظاہر حقیقیہ روا نیست ونقوش کتابیہ کہ بر لوح صبیان باشند
چون از مظاہر او اند ہم قرآن ہستند مسموع محفوظ مقروء ومکتوب بودن قرآن حقیقۃً صحیح است واتصاف صفت ازلی
او تعالے با این اوصاف از قبیل اتصاف الشیٔ باوصاف متعلقاتہ میتواند شد

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

انچہ سائل از عقیدہ مرقومہ واہل آن سوال میکند جوابش اینکہ عقیدہ مرقومہ ظاہراً صحیح ست واہل آن درین عقیدہ
مصیب اند ومطابق آن تصریحات علماء متکلمین اشاعرہ واقع است لا بعض الفاظ مذکورہ در آن قابل تاویل وتبیین است
پس انچہ میگوید لفظ کلام اللہ الی ان قال وگاہے این صفت را ہم قرآن میگویند قال فی التوضیح ان القرآن لفظ
مشترک یطلق علی الکلام الازلی الذی ہو صفۃ الحق عز وعلا ویطلق ایضا علی ما یدل علیہ وہو المقروء انتہی وہکذا فی عامۃ
کتب العقائد والاصول وقولہ ومراد از کلام نفسی کہ صفت باریست صفتی واحد بسیط قائم بذاتش یا عین ذاتش است
نہ مدلول لفظ انتہی قال فی المواقف کلامہ تعالیٰ واحد عندنا کالعلم والقدرۃ انتہی قولہ نہ مدلول لفظ معنیش آنست کہ
کلام الٰہی عبارت از صفت بسیط است یا قائم بذاتش یا عین ذاتش وآن صفت مدلول لفظ نیست چہ مدلول
لفظ قائم باذہان مدرکین است وانچہ قائم بذات حق یا عین حق باشد قائم باذہان مدرکین نمیتواند شد قولہ این
صفت فی حد نفسہ الی قولہ غیر مخلوق با لاختیار است قال فی شرح العقائد النسفیۃ وہو متکلم بکلام ہو له صفۃ ازلیۃ لیس من
جنس الحروف والاصوات وہو صفۃ اسمی قائم بالذات واللہ تعالیٰ متکلم بہا آمر وناہ ومخبر یعنی انہ صفۃ واحدۃ
تتکثر بالنسبۃ الی الامر والنہی والخبر باختلاف التعلقات انتہی قولہ درصورت قیام وزیادت الی قولہ تخلیق
انتہی وفی الفقہ الاکبر وشرحہ للعلی القاری لم یزل ولا یزال باسمائہ وصفاتہ الذاتیۃ کالعلم والحیٰوۃ والقدرۃ
والکلام وہی قدیمۃ بالاتفاق والفعلیۃ ای موصوفا بالصفات الفعلیۃ کالخلق والرزق ونحوہما انتہی قولہ ودیگر بخود اللہ تعالے الی قولہ از صفات
فعلیہ باری میگردد انتہی ظاہر شدن آن صفت در پیرایۂ این معانی ظاہر است وبودنش بلا کیف باین معنے
توان گفت کہ کیفیت ظہور دریں پیرایۂ معانی والفاظ مدرک نیست کما قال فی شرح العقائد النسفیۃ وہو مکتوب
فی مصاحفنا محفوظ فی قلوبنا مقروء بالسنتنا بحروف الملفوظۃ مسموع باذاننا غیر حال فیہا ای مع ذلک لیس حالاً فی
المصاحف ولا القلوب ولا فی الالسنۃ ولا فی الاذان بل ہو معنی قدیم قائم بذات اللہ تعالے یلفظ ویسمع
بالنظم الدال علیہ انتہی قولہ ہرگاہ بزبان دیگر در پیرایۂ ہمون معانی الی قولہ کہ مرادف کتاب است میگردد وہو ظاہر

Marfat.com

قولی شرح العقائد النسفیۃ لما ان لفظ اﷲ واین اسم اسم جنس است الی قولہ وگاہی ساکت انتہی بودن قرآن یا کلام اللہ اسم جنس ظاہر است چہ اگر اسم شخص بودے پس اطلاق آن لفظ بر یک شخص حقیقۃً صحیح بودے نہ بر غیر آن وقرآن کہ عند التلفظ بہر لفظ قائم منشود وعند الادراک معانی آن بہر مدرک قیام می پذیرد اشخاص جداگانہ میگردد زیراکہ تشخص عرض تابع تشخص محل است پس الفاظ مخصوصہ یا معنی مخصوص باہردو را حقیقۃً قرآن وکلام اللہ گفتن اگرچہ در لوح محفوظ باو بر لسان وذہن کسے باشد بدون اسمیت جنسیہ ممکن نباید کما قال جلال الدین الدوانی فی شرحہ للتہذیب ومن ہہنا علمت ان اسامی الکتب من اعلام الاجناس عند التحقیق انتہی وبحر العلوم وغیرہ من المحققین علمیت جنسیہ اراد نمودہ اسمیت جنسیہ در بیں عین ثابت نمودہ اند وفی الواقع ہرگاہ قرآن بریں معانی یا الفاظ مخصوصہ ہم اطلاق کردہ شد پس باعتبار ایں صفت فعلیہ حق تعالی اند متکلم وساکت ہردو میتوان گفت وچونکہ کلام اللہ بمعنی صفت قدیمہ در پیرایہ ایں معانی والفاظ بلکہ نقوش ظاہر است کما مر لفظ پس ظاہر است یعنی کلام اللہ بمعنے صفت قدیمہ حق تعالیٰ قدیم است وایں الفاظ یا معانی مرتبہ وغیرہ مظاہر حادث است قال فی شرح العقائد النسفیۃ التحقیق ان کلام اللہ تعالیٰ اسم مشترک بین الکلام النفسی القدیم ومعنی الاضافۃ کونہ صفۃ لہ تعالیٰ وبین اللفظی الحادث المولف من السور والآیات ومعنی الاضافۃ انہ مخلوق اللہ تعالیٰ لیس من تالیفات المخلوقین فلا یصح النفی اصلاً ولا یکون الاعجاز والتحدی الا فی کلام اللہ تعالیٰ حقیقۃ انتہی بالجملہ عقیدہ مرقومہ صحیح ومطابق عقیدہ اہل سنت والجماعت است فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس باب میں کہ حضرت سیدنا عثمانؓ کو جامع قرآن جو کہتے ہیں اس کا کیا سبب ہوا یا اس سے پہلے قرآن شریف جمع ہی نہیں ہوا اگر ہوا تو اول کس نے کیا اور کس عہد میں اور زیادہ تر حضرت عثمانؓ کی نسبت شہرت جامعیت کیا منشا رکھتی ہے اور جمع سابق اور ان کی جمع میں کیا فرق ہے بینوا بالکتاب توجروا من العزیز الوہاب۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

حضرت عثمانؓ کو جامع قرآن اس سبب سے کہتے ہیں کہ انہوں نے تیسری مرتبہ قرآن شریف کو جمع کرایا ایک مرتبہ جمع قرآن عہد جناب سرور کائنات میں واقع ہوا اور دوسری مرتبہ زمانہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تیسری مرتبہ زمانہ خلافت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اور تینوں جمعوں میں فرق بین ہے جمع جو زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوئی وہ لکھنا تھا تمام قرآن شریف کا پتھروں پر اور شانوں کی ہڈیوں پر اور چمڑے کے پارچوں پر اور کھجور کے پتوں پر اس میں نہ ترتیب سورتی اور نہ ایک جگہ ان کو جمع وضبط کیا تھا اور نہ اس میں علیحدہ کی اور تجرید لغت قریش کے دیگر لغات سے قال العلی القاری فی المرقاۃ

قد کان القرآن کلہ کتب فی عہدہ صلی اللہ علیہ وسلم لکن غیر مجموع فی موضع واحد ولا مرتب السور قال الحارث المحاسبی فی کتاب فہم السنن کتابۃ القرآن لیست محدثۃ فانہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یامر بکتابتہ ولکنہ کان مفرقا فی الرقاع ونحوہا وانما امر الصدیق بنسخہا من مکان الی مکان مجتمعا انتہی اور جمع ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ میں اُن اوراق متفرقہ کو ایک جگہ منضبط اور منتظم کر لیا تھا نہ ترتیب سور یعنی اور نہ تجرید بنی لغت قریش سے دیگر لغات سے اور جمع حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ میں ترتیب سور اور تجرید کی گئی لغت قریش کے لغات آخر سے قال فی اللمعات وقال الخطابی انما لم یجمع صلی اللہ علیہ وسلم القرآن فی المصحف لما کان یترقب من ورود ناسخ لبعض احکامہ وتلاوتہ فلما انقضی نزول الوحی بوفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم الہم اللہ الخلفاء الراشدین ذالک وفاء لوعدہ الصادق لضمان حفظہ علی ہذہ الامۃ وکان ابتداء ذلک علی ید الصدیق بمشورۃ عمر رضی اللہ تعالے عنہما والکلام فی کتابۃ مخصوصۃ علی صفۃ مخصوصۃ وقد کان القرآن کلہ کتب فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکنہ غیر مجموع فی موضع واحد ولا مرتب السور لہذا قال العالم جمع القرآن ثلاث مرات احدہا بحضرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واخرج بسندہ عن زید بن ثابت قال کنا عند رسول اللہ نولف القرآن فی الرقاع اہ قال البیہقی یشبہ ان یکون المراد تالیف ما نزل من الآیات متفرقۃ فی سورہا وجمعہا فیہا باشارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم والثانیۃ بحضرت ابی بکر روی البخاری فی الروایۃ المذکورۃ فی الکتاب الثالث جمع عثمان رضی اللہ تعالے عنہ عند جمع الصحابۃ فنسخوہا فی المصاحف وکتبوہا بلغۃ قریش وارسل الی کل افق مصحفا مما نسخوا کما فی الحدیث الآتی وقال ابن حجر کان ذلک فی سنۃ خمس وعشرین قال ابن التین وغیرہ الفرق بین جمع ابی بکر وجمع عثمان ان جمع ابی بکر کان لخشیۃ ان یذہب من القرآن شئی بذہاب حملتہ لانہ لم یکن مجموعا فی موضع واحد وجمع عثمان لکثرۃ الاختلاف فی القرأت حین قراوہ بلغاتہم علی اتساع اللغات فادی ذلک الی تخطیۃ بعضہم البعض واقتصر من سائر اللغات علی لغۃ قریش محتجا بانہ نزل بلغتہم وان کان وسع فی قراتہ بلغۃ غیرہم دفعا للحرج والمشقۃ فی ابتداء الامر فرأے ان الحاجۃ الی ذلک انتہت فاقتصر علی لغۃ واحدۃ انتہی اور بسبب تہمت جامعیت قرآن کا بہ نسبت حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کے واضح ہو گیا وہ یہ کہ قرآن شریف جو موجود ہے باین ترتیب سور وباین قرأت سبعہ بلغۃ قریش یہ ثمرہ ہے جمع عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کا نہ مجرد جمع سابق کا واللہ سبحانہ اعلم ۔ وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

مسائل شتّیٰ

مسئلہ سماع اموات ہست تحقیق قائل آن است ، ودر رسالہ تحقیق شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہ پیش میکند وحاکم احتمین بنا نہ مسائل وعبارات فتح القدیر وغیرہ منقول کان انکار دارد وہر چند در مسئلہ سماع اموات وثوق تمام ایشان ... عبارات فتح القدیر منقول از مسائل فی الجملہ تذبذب شدہ کہ چرا علما حنیفہ از ا

انکار دارند دریں مسئلہ تحقیق خود حدیثاً وفقہاً مع مالہ وما علیہ بقدر حاجت و وسعت فرصت افادہ فرمودہ
آید مسئلہ قرارت اشعار مثنوی شریف مولانا روم و دیگر بزرگان حاوی موعظت وتذکیر از قبیل بیان وعظ
بالہجہ تغنی حاوی ہستم ومخاصم را درجوازش کلام است مسئلہ معمول است کہ بہر تاریخ یازدہم ختم غوثیہ می خوانند
در آں درود شریف وسورۂ فاتحہ والم نشرح ویٰسین وغیرہ سور وجملہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ خواندہ
می شود دریں امر ہم مخاصم تحقیق اول در تعین تعیین تاریخ یازدہم ثانیاً در اکل طعام کہ بعد ختم معمول خوردن
حاضرین است ثالثاً در جملہ یا شیخ عبد القادر الخ بدو طور کلام دارند یکی بکلمۂ شیئاً للہ کہ در درمختار آنرا کلمۂ کفر
نوشتہ دوم بوجہ بودن حرف ندا کہ ناظر بعقیدت حضوری وعلم غیب حضرت غوث پاک است وتحقیق جواب
تعیین تاریخ واکل طعام باجوبہ تعیینی وازدہم جہت ذکر میلاد شریف حسب صراحت حسن المقصد فی عمل المولد وغیرہ مسائل
علما محدثین اسوۂ دین رسیدہ ودر کلمۂ شیئاً للہ باعتبار معنی آخر کہ مزیل شبہ کفر است تصریح محقق ابن عابدین
شامی است استیصال شبہ شان میکند ودر کلمۂ ندا اولاً باعتبار مذہب وضعیت آن جہت قریب وبعید
ہر دو کہ بعبوث وضع للبعید احتمال حضوری منعدم می شود ثانیاً بتقدیر تسلیم تخصیص آن جہت ندا قریب بامکان
مطلع شدن حضرت غوثیہ باطلاع وہبی ایزد تعالیٰ یا خرقاً للعادہ وبسبیل الکرامۃ مجیب می شود مگر بوجہ قلت
علم وہم قاصر خیالی میکند پس آنچہ بنظر والا دریں مسئلہ محقق نماید امیدوار افادہ ہستم مسئلہ اگر کسی از اہل علم
بعشرۂ محرم یا غیر آں ضمن تذکرہ واقعۂ کربلا بقدر روایات صحیحہ بازالۂ شبہات الزام عائد بر بعضی صحابہ کند
علی الخصوص بجہات متعددہ بالترتیب ذکر خلفاء اربعہ نمودہ بذکر کربلا پردازد نزد دعاگو صورت جواز وارد
خیال می آید کہ در صواعق محرقہ ابن حجر تصریح ایں مسئلہ دیدہ ام ولیکن مخاصم اعتراض بقول جمیل بعضی عبارت
حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ قائل بعدم جوازش بودہ اند وبخصوص ہم تحقیق حقیق در کار است مسئلہ در اکل
جھینگہ در فتاوی حمادیہ دو قول دیدہ ام حلت وحرمت بنا بر علیہ حسب اصول حنفیہ کہ بصورت اجتماع حلت وحرمت
افتاء بر قول بحرمت باید فتوی حرمت میدہم وخود ہم نمی خورم کہ چوں سمک بودنش بہ ثبوت نرسید چگونہ صورت
حلتش می تواند شد ومخاصم ما می گوید کہ علما بنگالہ کہ مستند معتبر بودن جھینگا از اقسام سمک ثابت کردہ اند
پس در کمال تردد ہستم کہ در حمادیہ وسراج المنیر دو قول نقل کردہ سکوت ورزیدہ واصل علما را ناظر بحرمت
است پس چگونہ فتوی حلت دادہ تواند شد بنا بر علیہ حاجت تحقیق ایں مسئلہ ہم شد مسئلہ خوردن بسکٹ
ونان پاؤ کہ در آں خمیر تاڑی وغیرہ مسکرات انداختہ می شود تحقیق را از ان احتراز نباشد وبخیال تحقیق
مرتسم است کہ زبانی یک رسالہ نان پاؤ وحقہ چھاپہ نظامی جامع اقوال علما لقیدہ حدیث دیدہ بودم در آں
بعضی علما بر غیر خمر قیاس فرمودہ حکم حلت دادہ اند وبعضی دیگر بوجہ عدم استحالہ باقی بودن اجزاء مسکرہ

علی حالہا بہ تردیدش پرداختہ و تفہیم ناقصم تحریر فریق دیگر الیٰ بالقبول معلوم شدہ بود لاجرم نہ خود میخورم نہ فتوای حلتش می دہم و مخاصم بالا مدعی حرف دلیلی صرف ہمین قدر میگوید کہ علماء کلکتہ فتوائی حلت دادہ اند لاجرم مستدرک تحقیق می شدم **مسئلہ** در بعضی رسائل متعلقہ احوال برزخ بسند حدیث کتاب نوادر الاصول حکیم ترمذی وغیرہ ثبوت آمدن ارواح موتیٰ باماکنہ خود بایام و لیالی متبرکہ دیدہ عند الاستفسار از سائلین بیان کردہ بودم کہ مخاصم تحیف بتغلیطش پرداختہ سند از مسائل اربعین کہ در آن ہمچو احادیث را بالکل ساقط از پایۂ اعتبار نوشتہ می آرد مگر تشفی تحیف بر صرف عبارت مسائل اربعین نمیشود لاجرم مکلف ام کہ مفصلاً ارقام فرمانید کہ ہمچو احادیث بالکل موضوع اند یا ضعیف قابل احتجاج ہمچو امور بودہ اند و حسب تحقیق فقہاء و صوفیہ کرام دریں مسئلہ ہرچہ محقق است از آن ہم آگہی بخشیدہ آید **مسئلہ** اگر شخصے عادی ایں امر باشد کہ بعد بول چون استنجا بکلوخ می نماید تقاطر بول زائل نمیشود و ہرگاہ آب میرساند بوجہ بردماء کہ خاصہ تکثیف دارد تقاطر زائل میشود ہمچو شخص باوصف قائل بودن بجواز و سنت استنجا بالمدر اگر قصر بر استنجا بالماء رفع البول نمودہ باشد ہیچ یک الزام شرعی نزد علماء احنافیہ رحمہم اللہ بر وے عائد خواہد شد یا نہ **مسئلہ** شخصی عالم علم ظاہر پابند صوم و صلوٰۃ ہست و شغل درس و تدریس و غیرہم میدارد و لیکن تہذیب نفس بطوری حاصل نکردہ کہ از مہلکات خلاصی یافتہ باشد و شخصی دیگر بے علم است کہ جذبہ ایزدی اورا دفعۃً بخود کشیدہ یا بتوجہ پیری کامل نسبت صوفیہ و نورانیت ایں طائفہ علیہ در قلبش جا گرفتہ از سکر لعجو آمدہ معروف عبادات یا نجات از ابتلاء بمہلکات است ازیں ہر دو شخص کدام شخص افضل و اکرم عند اللہ و مستحق زیادتی رتبت و وجاہت یوم قیامت بودہ ہست تحیف بافضیلت شخص جائز نسبت صوفیہ است و مخاصم تحیف بافضیلت عالم ظاہر لیست دریں امر ہرانچہ محقق باشد افادہ فرمودہ شود **مسئلہ** از بسیاری نصوص افضلیت شہدا بر علماء ظاہر ثابت میشود مگر حدیث یوزن مداد العلماء بدم الشہداء کہ در احیاء العلوم و مکتوبات حضرت مجدد رحمہ مندرج است اگر مراد از علماء ظاہر ہستند بظاہر مشعر بافضیلت علماء ظاہر بر شہدا است پس از مسئلہ تفضیل بین الشہداء و العالم الظاہری و کیفیت حدیث مذکور من حیث صحت و ضعف و مرفوعیت و موقوفیت وغیرہ آگہی بخشیدہ آید **مسئلہ** کہ از فتوی و نصوص علاقہ ندارد و منوط بر لفحص امارات و فضیلت بودہ است و تحقیقش مبنی بر لفحص کلمات صوفیہ علیہم الرحمۃ است اینکہ با وجود مکتوبات مجددیہ کہ بہ نقل مقولہ غوثیہ ؎ افلت شموس الاولین و شمسنا ٭ ابدا علی افق العلی لا تغرب ٭ و اسلمیت از روحانیت حضرت غوث پاک با فاضہ تبرۂ ولایت باولیاء مابعد آنجناب حضرت مجدد رحمہ ثابت فرمودہ اند خود را نائب حضرت الیشان دریں امر توسط قرار دادہ اند ازان وہم از ملاحظہ احوال کرامات وغیرہ افضلیت رتبہ حضرت غوث پاک

Marfat.com

رتبۂ دنیاؤ بر حضرت مجدد رح ثابت میشود وہمیں امر بذہن احقر مرتسم بودہ است مگر مخاصم ما ازین امر انکار دارد
وحضرت مجدد رح کہ آخر ہمون مکتوب یک قسم ولایت نبوۃ ارقام فرمودہ دران واسطیت غیری را دخل ندادہ
اند دریمنہ بیش میکند در ذہن احقر این امر منقش است کہ واسطیت حضرت غوث پاک بمرتبہ ولایت ثابت شدہ
باشد ولیکن ہرگاہ مرتبہ قطبیت با نجناب مسلم شد دپر ظاہر است کہ قطب از جمیع اولیاء افضل میباشد
کما قال المولوی المعنوی ؎ قطب شیر وصید کردن کار او ٭ باقیان این خلق باقی خوار او پس ہرگاہ الی
یوم القیامت آنجناب بر رتبۂ قطبیت مستقر مانند چگونہ از جملۂ اولیاء ما بعد خود افضل نخواہند شد بہر
حال از دیگران افضلیت حضرت ایشان ثابت شود یا نشود مگر بموازنہ احوال کرامات وظہور مراتب ولایت
آنحضرت وحضرت مجدد رح را افضلیت من حیث رتبۂ ولایت وشرف نسب کرا ظاہر میشود ارقام فرمودہ آید
مسئلہ حکم تحصیل علم منطق تخفیف نفس علم منطق را قطع نظر از اختلاط فلسفیات بوجہ موقوف علیہ فہم مسائل اصول
ومہارت تطبیق میان احوال مختلفہ وابطال مذاہب زائغہ وتزییف دلائل فرق ضالہ ضروری میدانند
وتحصیل آنرا لااقل مستحب ومستحسن می شمرد ومخاصم حقیر لسند قول ملا علی قاری رح در شرح فقہ اکبر کہ استنجا
باوراق علم منطق جائز نوشتہ تحصیلش را حرام میداند درین امر ہم از تحقیق خود آگہی بخشیدہ آید فقط

الجواب واللہ سبحانہ ہو الموفق للصواب

سماع موتی از دلائل شرعیہ ثابت است وآنچہ فقہا را ازان انکار است چنانچہ درباب یمین تصریح آن
فرمودہ اند مراد ازان نفی سمع متعارف ست یعنی چونکہ مبنائے ایمان بر عرف است کما لا یخفی ودر عرف تکلم میت
بقصد افہام وسمع آن معروف نیست پس اگر کسی بلا اکلم فلانا حلف کردہ وبعد مردن از فلان تکلم نمودین
تکلمش بحسب عرف تکلم نیست چہ تکلم در عرف برائے اسماع وافہام معروف است وبسبب انتفاء حیات این
فہم وسماع عرفی درمیت منتفو است درین صورت حالت مذکور حانث نیست پس صاحب فتح القدیر
وغیرہ من الفقہا ہرجا کہ نفی سماع تصریح فرمودہ اند مقصود شان ازین نفی سماع بحسب متفاہم عرفست نہ نفی سماع
حقیقی وصاحب فتح القدیر خود برامعنی تصریح فرمودہ اند لفظہ لا یقال یصح فی المیت کذلک لولا الموت
سمع لانا نقول یمینہ لا تنعقد الا علی الحی لان المتعارف ہو الکلام منہ ولان الغرض من الحلف علی ترک الکلام
اظہار المقاطعۃ وذلک لا یتحقق فی المیت انتہی فی صفحہ ۲۳ ۵ من النسخۃ المطبوعۃ وقرأت اشعار مثنوی شریف
وغیرہ کہ مشتمل بر حقیقت ونفع دینی یا مقدمات آن باشد بلا تامل جائز است والمانع مکابر اشد المکابرۃ
لا یصغی ... الیہ وفاتحہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتعین یازدہم وخواندن ختم غوثیہ یا نسبت
آن جملہا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئا للہ ہمہ جائز است ودر طریق تبرک وعمل اصلا احتمال شرک وکفر

Marfat.com

در در مختار از شرح وہبانیہ ترجیح عدم تکفیر نقل نموده است و محقق شامی هم تائید آن فرموده پس بهر حیثیت حکم کفر صحیح
نمی‌باشد و چنانکه عبارت در مختار استدلال می‌آرد قال فی شرح الوهبانیة بدر رشید ذکر شان کفر بعضهم و صحح ان
لا کفر و هو البحر کذا قول شی لله قیل بکفره و یا حاضر یا ناظر لیس بکفر انتهی و تفصیل این مسئله موقوف بر مهلت کثیر است
و بالفعل بعض احباب فقیر یک فتوی جواز مولد شریف بتعیین تاریخ و تشکیل بر واد له نافیین بر علی السبیل تحریر نموده
اند ان شاء الله بعد تصحیح نقلش مرسل خواهم نمود ان شاء الله تعالی نافع خواهد شد و بیان نمودن واقعهٔ کربلا
بقصر بیانش بر روایات صحیح بلا تأمل جائز است و صاحب قول جمیل منع آن بوجه روایات ضعیفه و موضوعه
فرموده اند نه مطلقا و اگر مطلقا هم منع کرده‌اند تاهم قول شان دلیل شرعی که بر آن حجت باشد نیست و در مسئلهٔ
حلت جهینگا فی الواقع فقها را دو قول است بعض حلال و بعض حرامش گفته اند و مبنای اختلاف شان و خولش
در انواع سمک و عدم دخولش است لهم قال الحرف صحیح بر آنچه دخولش در انواع سمک یافته نشده از کلام مجتهدین مذاهب ائمه اهل لسان یا بعد مشهور
نمی‌دهند که اولیٰ اجتناب او بر حلت و حرمت احتیاطی ترجیح محرم را باشد احتیاط در تحریم آنست و آنچه در
بعض رسائل بیشتر بعد نقل قولین مذکورین نوشته اند که صاحب انواع گفته که فتوی بر حلیت آنست قابل
وثوق نیست چه اولاً صاحب انواع نقل افتا از کلام معتبرین نموده و ثانیاً فتوای ارباب ترجیح دقت
معتبر است مطلق افتا پس معلوم نیست که فتوی دهندگان بر حلتش از کدام قبیل اند و تا وقتیکه فتوای
از کلام مرجحین منقول نباشد دلیل واضح حرمت را نمیتوانه گذاشت و آمدن ارواح مومنین
صالحین باماکنه خود ها و نیز هر جاکه خواهش از احادیث غیر موضوعه ثابت است نقاد حدیث بر وضع جمیع آن
احادیث حکم نفرموده اند نهایت آنست که صحاح و متصل الاسناد نباشند حسن باشند لعینه یا لغیره یا
ضعیف باشند و بهمه صور تها ثبوت ما آنها بخوبی میشود چه سوای احکام در فضائل اعمال و مناقب
و غیره حدیث ضعیف هم حجت میشود چه جای حسن هذا بودن حدیث صحیح متصل السند بعد تتبع معلوم خواهد
بودن آن بر عاسلم نموده شد و احادیث مضمون مذکور در تصانیف امام جلال الدین السیوطی
و تصانیف ابن ابی الدنیا و غیره می‌آرند چنانچه قاضی ثناء الله پانی پتی قدس سره العزیز تحت آیه
در تذکرة الموتی میفرمایند ابن ابی الدنیا از مالک روایت میکند ارواح مومنین هر جاکه خواهند
سیر کنند مراد از مومنین کاملین اند و در رساله مسائل انکار از آمدن ارواح نموده اند اینقدر نوشته
اند آمدن ارواح ... شب جمعه از روی احادیث صحیحه مرفوعه متصل الاسناد ثابت نگشته انتهی
پس از این کلام مستدل چگونه انکار فهمید و آنکس که نقاطر بولش بوصول آب استنجا منقطع می‌شود
و اگر کلوخ استنجا می‌کند تقاطر منقطع نمی‌شود آنکس را اکتفا بر آب نمودن کافی است و حاجت گرفتن کلوخ نیست

Marfat.com

ونزد علمائے حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ ہیچ قباحت شرعی بر دمیت زیرا کہ استنجا عند الفقہا عبارت است از استعمال
احجار وکلوخ وغیرہ یا از استعمال آب ودرینجا استعمال آب متحقق است باعتبار کہ نزد بعض فقہاء واجبست ونزد بعض مستحب
است عبارت است از براءة نمودن از چیزے کہ از مخرج نجاست خارج شود آنہم درین محل باستعمال
آب موجود است وقد صرح بذلک فی الدر المختار وحاشیۃ الرد المحتار فی فصل الاستنجاء وکیکہ بمرتبہ ولایت
وجذب الٰہی و جبکہ احکام شرعیہ را ادای ساز د مشرف شدہ از عالم ظاہر بمراتب افضلست چہ قرب الٰہی مقصود
اصلی است از عبادت وعلم واین امر مجذوب کامل را حاصل است وعلم ظاہر بدون اخلاص فی العمل وحقیقت
تقوی چندان مفید نیست وہو ظاہر من النصوص القرآنیۃ وحدیث معروف یوزن مداد العلماء ودم الشہداء
حدیث صحیح مرفوع نیست قال فی تذکرۃ الموضوعات ولابن عبد البر من حدیث سماک ابن حرب عن ابی الدرداء
رفعہ یوزن یوم القیامۃ مداد العلماء ودم الشہداء انتہی وتفضیل علماء ظاہر بر شہداء کہ ازین حدیث مستفاد است
منافی ہیچ نصی از نصوص نیست پس ممکن است کہ در حدیث مذکور مراد از علماء علماء ظاہر باشند واگر مراد از علماء
علماء جامع بین الظاہر والباطن گرفتہ شود چندان مستبعد نیست والله در باب تفضیل حضرت غوث الثقلین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ بر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخن کردہ لفہیم ازین بحث سکوت
مناسب است وہر چند تفصیل این امر از بیانات اکابر طریقت بخوبی معلوم است اما اندرین مادہ سخن حتمی نمودن
یا ابحاث ظنیہ وتخمینیہ کردن بے ادبی ای الکابر ودر تحصیل علم منطق راسے فقیر ہمانست کہ آنخلص تحریر نمودہ اند
وقول ملا علی قاری وغیرہم بجائے خود صحیح ومعمول است بر تطبیق کہ مفید در علوم دینیہ نباشد ملکہ مضرت آن لغو
باشد انیست آنچہ در مسائل مستفسرہ رای فقیر است بطور اختصار نوشتہ شد وتفصیل ہر مسئلہ کہ از ہینہا منظور باشد
ازان اطلاع فرمائید تا وقت مہلت نگاشتہ شود فقط العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

جواب ششم

کہتا ہے یہ بندہ گناہ گار راجی عفو پروردگار عبد الغفار خاں جامع فتاوائے ارشادیہ کا کہ ان مسائل
شتی میں بارہ مسئلہ ہیں گیارہ کے جواب حضرت قدس سرہ سے منقول پائے چھٹی مسئلہ کا جواب منقول نہیں
پایا لہذا بغرض تکمیل اس بندہ تحیف نے اس کا جواب لکھ دیا کہانا اور استعمال کرنا بسکٹ اور نان پاؤ کا جائز ہے
اس لئے کہ خمیر کیلئے اصلی تاڑی اور شی سکر کا ڈالنا ضروری نہیں ہے سوڈا کہ بہت ارزاں چیز ہے اوس سے بہت اچھا
خمیر ہوتا ہے اکثر ملکوں میں تاڑی نہیں ہوتی ہے جیسے ممالک متوسط افغانستان عرب عجم اور جن ملکوں
میں تاڑی ہوتی ہے تاڑی کے دو حال ہیں تاڑی سکر نہیں ہوتی رکھنی سی سکر پیدا ہو جاتا ہے یہ
متیقن نہیں ہوسکتا کہ یہ وہی بسکٹ اور نان پاؤ ہیں جنہیں تاڑی مسکر پڑی ہے اس کا جواب وہی جواب ہے

Marfat.com

جو ہلدی کا حکم اسی فتاوی ارشادیہ میں موجود ہی سوال دوئم ہلدی جب زمین سے نکالی جاتی ہے تو کسی چیز میں
اوس کو جوش دیتے ہیں بعض بلاد میں گوبر مخلوط کر کے جوش دیتی ہیں اسکا استعمال کیسے ہو سکتا ہے جواب استعمال ہلدی
کا جائز ہی اس لئے کہ یہ متیقن نہیں کہ یہ ہلدی وہی ہی کہ جو سرگین میں جوش دی گی ہی اگر یہ امر متیقن ہو گا تو استعمال
جائز نہ ہو گا اور اسپر فتاوی حمادیہ کی روایت نقل کی ہی فارجع الیہ فقط۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ ابن ہمام صاحب فتح القدیر پر بموجب کتب اصول
مجتہد مقید کی تعریف صادق آتی ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

حضرت امام ابن الہمام رضی اللہ تعالے عنہ مرتبہ مجتہد مقید کا رکھتی ہیں اور تعریف مجتہد مقید کی اونپر صادق
ہے قال المحقق الشامی وقد صار مرۃ ان الکمال من اہل الترجیح کما افادہ فی قضاء الجوہرۃ بل صرح بعض معاصریہ
بانہ من اہل الاجتہاد ولا سیما وقد اقرہ علی ذالک فی البحر والنہر والمنح ورمز المقدسی والشارح وہم اعیان
المتاخرین انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں **سوال اول** قرآن
میں جو لکل قوم ہاد وارد ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ہر قوم کے لئے ایک رہنما مقرر ہوا ہی پس ارشاد ہو کہ
قبل زمانہ آدم جو قوم جنات تھی اونپر بھی کوئی ہادی آیا تھا یا نہیں کیونکہ کوئی مخلوق اللہ تعالے کی مہمل
نہیں چھوڑی گئی اور یہ جو بعض مفسرین نے لفظ قوم سے استدلال کیا ہے۔ کہ قوم۔ جماعت رجال
ونساء کو کہتے ہیں اور رجال اور نساء انسان سے ہوتے ہیں یہ مخدوش معلوم ہوتا ہے کیونکہ آیات
قرآنی سے ظاہر ہوتا ہے کہ۔ قوم۔ عام۔ ہے خواہ انسان ہوں یا جن اسیطرح رجال کا اطلاق بھی دونوں
قوموں کے مذکر پر آیا ہے جیسا کہ قرآن میں وارد ہے سورہ جن میں انہ کان رجال من الانس یعوذون
برجال من الجن اور سورہ احقاف میں ہے ولوا الی قومہم منذرین یہاں قوم سے قوم جن مراد ہی **سوال دوئم**
جمعہ میں پہلا خطبہ پڑھ کر جب خطیب جلسہ کرتا ہے تو بعض لوگ ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگنے لگتے ہیں یہ شرعاً
جائز ہے یا نہیں **سوال سوئم** بحر الرائق میں ہے کہ لما انزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعض المشرکین فی المسجد
دلکن من البیت فیہ علی ما فی الصحیحین علم ان المراد بقولہ تعالی انما المشرکون نجس النجاسۃ فی الاعتقاد اور
بھی اسی میں ہے کہ سؤر الآدمی طاہر لا فرق بین الجنب والطاہر والحائض والنفساء والصغیر والکبیر
والمسلم والکافر والذکر والانثی یعنی ان الکل طاہر وطہور من غیر کراہتہ اور فتاوی حمادیہ میں ہے کہ فالاطعمۃ
التی یتخذہا اہل الشرک دیتو ہم فیہا اصابۃ النجاسۃ کل ذلک محکوم بطہارتہ حتی تتیقن بنجاستہا۔ تو بموجب

Marfat.com

اس دلیل کے قوم سہتر یا ڈوم یا چمار یا دوسادہ سے جو ہندو کافر مردار خوار ہیں جب تک کوئی نجاست ظاہری یقیناً اعضائے ظاہرہ پر ان کی پائی نجاوے تب تک اُن سے روٹی یا گوشت یا خشکہ یا دال وغیرہ پکواکر بلا مجبوری کھانا اور اُن سے پانی منگواکر پینا جائز ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اوّل یہ کہ قوم جنات میں قبل از بعثت آدم علیہ السلام کی ہادی اور منذر گذرے ہیں قال ابن کثیر فی تفسیرہ ولکل قوم ہاد قال علی ابن ابی طلحۃ عن ابن عباس اے لکل قوم داع انتہی قال فی تفسیر روح البیان تحت قولہ تعالیٰ یا معشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم الآیۃ اعلم ان الجن والانس مکلفون باتفاق لکن الرسول الیہم یحتمل ان یکون من جنسہم وقد ذہب الیہ الضحاک ومن تبعہ حیث قالوا الاصح للعدول عن الظاہر بغیر ضرورۃ انتہی مختصراً ملخصاً وقال فی آکام المرجان جمہور العلماء سلفاً وخلفاً علی انہ لم یکن من الجن قط رسول اللہ ولم تکن الرسل الا من الانس ونقل معنی ہذا عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومجاہد والکلبی وابو عبید الواحدی وقد قدمنا عن ابن عباس ان الجن قتلوا انبیاءہم قبل آدم سمہ یوسف وقال ابن جریر باسنادہ قال سئل الضحاک عن الجن ہل کان فیہم نبی قبل ان یبعث النبی فقال الم تسمع الی قولہ تعالیٰ یا معشر الجن والانس الآیۃ بالجملہ نبی کا ہونا قوم جن سے مختلف فیہ ہے بین المفسرین اور داعی اور منذر کا ہونا متفق علیہ ہے اور داعی کو نبی ہونا لازم نہیں ہے فقط **جواب سوال ثانی** ہاتھ اٹھا کر زبان سے دعا مانگنا بین الخطبتین نزدیک امام ابوحنیفہؒ کے مکروہ ہے اور نزدیک امام ابی یوسف کے جائز ہے اور فتویٰ اوپر قول ابوحنیفہ کے ہے قال فی الدر المختار واذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام الی تمامہا وقالا لا باس بالکلام قبل الخطبۃ وبعدہا واذا جلس عند الثانی انتہی **جواب سوال ثالث** مردار خوار کافر سے اگر بلا ضرورت ہاتھ وغیرہ پاک کراکر کچھ پکوالے یا اُن کے ہاتھ سے پانی منگواکر پی لے تو کچھ مضائقہ نہیں بشرطیکہ کوئی مانع شرعی سوا نجاست کے موجود نہو اور درصورت وجود مانع کے ممنوع ہوگا وہو ظاہر فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ اگرچہ ہزاروں حدیثوں میں کچھ کہا ہو اور گو وہ سب صحیح اور سچی ہوں مگر میں حدیث کو نہیں مانتا امام کا مذہب رکھتا ہوں حدیث کے خلاف ہو یا موافق شرعاً ایسے کلمات کہنے والا کون ہے۔ جو شخص یہ کہے کہ ہم امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مقابلہ میں ہرگز حدیث کو نہیں مانتے گو وہ سچی ہو ایسے شخص کا کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

Marfat.com

ایسے کلمات کا کہنا نچاہیے لیکن چونکہ مقصود قائل کا یہ ہے کہ میں مقلد امام ابوحنیفہؒ ہوں اور مقلد کیواسطے کلام مجتہد قابل اتباع ہے اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ صحیح ہو لیکن بسبب عدم لیاقت فہم احکام کے اس نسخ اُسپر عمل نہیں کرسکتا پس اس محل صحیح کلام اُسکے کے حکم کفر یا فسق کا نہیں کیا جاتا البتہ ایسے الفاظ موہم بے ادبی سے احتراز چاہیے اور اسیطرح حال ہے شخص دوسریکا قال فی الدر المختار و اعلم انہ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذلک روایۃ ضعیفۃ انتہی و قال فی رد المحتار قد سئل فی الخیریۃ عمن قال لہ الحاکم ارض بالشرع فقال لا اقبل فافتی مفت بانہ کفر و بانت زوجتہ فہل یثبت کفرہ بذلک فاجاب بانہ لا ینبغی للعالم ان یبادر بتکفیر اہل الاسلام و اجاب قبلہ فی شانہ بوجوب تعزیرہ و عقوبتہ انتہی واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال۔ نحمدہ و نصلی و نسلم کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جھوٹ بولنا جناب باری سبحانہ و تعالیٰ عما یقول الظالمون کا ممکن ہے یا نہیں اگر نہیں تو عبارت شرح مقاصد مندرجہ ذیل کا کیا مطلب ہے اوجب جمیع المعتزلۃ والخوارج عقاب صاحب الکبیرۃ اذا مات بلا توبۃ ولم یجوزوا ان یعفو عنہ لوجہین الاول انہ تعالیٰ اوعد بالعقاب علی الکبائر و اخبر بہ ای بالعقاب علیہا فلو لم یعاقب علی الکبیرۃ و عفا لزم الخلف فی وعیدہ والکذب فی خبرہ وانہ محال الجواب غایتہ وقوع العقاب فاین وجوبہ الذی کلامنا فیہ اذ لا شبہۃ فی ان عدم الوجوب مع الوقوع لا یستلزم خلفا ولا کذبا لا یقال انہ یستلزم جوازہما وہو ایضا محال لانا نقول استحالتہ ممنوع وہما من الممکنات یشملہما قدرتہ تعالیٰ انتہی بینوا بالتحقیق التام و توضیح المرام و تفصیل الکلام توجروا من اللہ المفضل بالانعام فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جھوٹ بولنا جناب باری سبحانہ و تعالیٰ کا باتفاق فرق مسلمین کے ممکن نہیں ممتنع ہے قال فی شرح المواقف یمتنع علیہ الکذب اتفاقا اما عند المعتزلۃ فلوجہین و اما عندنا فلثلثۃ اوجہ انتہی لیکن یہ امر قابل نزاع ہے کہ امتناع عقلا ہے یا شرعا صحیح اور محقق یہ ہے کہ دونوں نہج پر ہے قال فی مسلم الثبوت و شرحہ فواتح الرحموت المعتزلۃ قالوا ثانیا لو لا ای کون الحکم عقلیا لما امتنع الکذب منہ تعالیٰ عقلا اذ لا حکم للعقل بقبح واذا جاز الکذب علیہ فلا یمتنع اظہار المعجزۃ علی ید الکاذب فینسد باب النبوۃ وہو مفتوح والجواب انہ نقص فیجب تنزیہہ تعالیٰ عنہ کیف وقد مرانہ لا نزاع فیہ فانہ عقلی باتفاق العقلاء فالملازمۃ ممنوعۃ وما فی المواقف فی اثبات الملازمۃ ان النقص فی الافعال یرجع الی القبح العقلی فممنوع لان ما ینافی الوجوب الذاتی کیفما کان او فعلا من جملۃ النقص فی حق الباری تعالیٰ وم [illegible] لات العقلیۃ علیہ سبحانہ انتہی مختصرا اور بعض اہل علم نے جواب اعتراض

Marfat.com

معتزلہ میں یہ امر کہا کہ عقلاً امتناع کذب لازم نہیں اگر عقلاً ممکن کہیں تو ممکن ہے فقط امتناع شرعی کافی ہوگا اسی بناپر ہے قول شرح مقاصد کا جو سوال میں مذکور ہے لیکن یوں جواب دینا ضعیف ہے قال فی منہیۃ مسلم الثبوت وقد یجاب بانا لانسلم امتناع الکذب علی اللہ تعالے امتناعا عقلیا لانہ من الممکنات ولو سلم الامتناع فلا نسلم ان انتفاء القبح العقلی یستلزم انتفاءہ لجواز ان یمتنع لمدرک آخر وھو العادۃ اذ لا یلزم من انتفاء دلیل معین انتفاء العلم بالمدلول ولا یخفی ضعفھما انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ + الجواب صحیح محمد عبدالغفار خاں

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض عالم جو لوگوں کی نظروں میں بڑے مقدس معلوم ہوتے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ نعوذ باللہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے ایسے عالم کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اور ایسے عقیدے کے عالم کا فتویٰ دین میں قابل اعتبار ہے یا نہیں۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ امکان کذب باری تعالے مسلمانوں کا عقیدہ ہے یہ بات انکی قبول کرنے کے لائق ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ایسے عالم کے پیچھے نماز تو درست ہے لیکن احتیاطاً اسکی اقتدا سے احتراز اولی ہے اسلئے کہ یہ عقیدہ چونکہ بتاویل ہے لہذا کفر صاحب عقیدہ میں تامل ہے پس بچنا اسکی اقتدا سے اولی ہوگا اور فتوے ایسے شخص کا بسبب اس عقیدہ کے بے اعتبار نہیں ہے اور یہ قول غلط ہے کہ امکان کذب باریتعالے مسلمانوں کا عقیدہ ہے قال فی شرح المواقف یمتنع علیہ الکذب اتفاقاً انتہی وہکذا فی مسلم الثبوت وشرحہ فواتح الرحموت فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبدالغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین مبین ومفتیان شرع متین صورت ہذا میں زید کہتا ہے کہ خلف وعید ممتنع بالذات ہے داخل تحت قدرت اللہ تعالے نہیں اور عمرو کہتا ہے کہ ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر ہے تحت قدرت باری تعالے داخل ہے مگر خلاف واقع نہیں کرسکتا ہے کیونکہ بصورت وقوع کذب لازم آویگا اور کذب موجب نقص کا ہے اور نقص سے ذات اسکی منزہ ہے بیان وجہ میں زید عمرو کا ہمدم ہے مگر قائل ہے کہ خلف مذکور ممکن ہے ہر دو جانب یعنی وفا وعدم وفا برابر ہیں کوئی جانب ضروری نہیں واقع کرسکتا ہے بتقدیر وقوع اسکی حق میں نقص نہیں موافق عقیدہ اہل سنت کے حسن وقبح شرعی ہے اور نہ وجوب اور لزوم لازم آئیگا حق تعالے پر اور یہ خلاف عقیدۂ اہل سنت وجماعت کے ہے بلکہ یہ عقیدہ یعنی مذہب کا معتزلہ اور روافض کا ہے خواہ وجوب عقلی ہو خواہ شرعی اور بتقدیر امتناع کے کسی نوع کا ہو وجوب جانب مخالف یعنی صدق ووفا کا لازم آوے گا شاں اسکی عقل اول وغیرہ سے بخوبی واضح ہے حاجت تحریر کی نہیں مگر تفحوائے آیۂ کریمہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ علیہم

کہ وہ اپنا فضل و کرم بندوں کے حال پر شامل کریگا اور یہ مضمون آیات اور احادیث شفاعت سے اچھی طرح پر ظاہر ہے جس کا قول حق ہو بیان فرمادیں دلائل کتب اہل سنت سے اللہ تعالےٰ اجر عظیم عطا فرماویگا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

اگر وعید الٰہی خبر عقاب ہے جانب حق تعالےٰ سے اور مقید نہیں ہے ساتھ مشیت یا عدم عفو وغیرہ کے تو تخلف اوسمیں ممتنع بالذات ہے اسواسطے کہ اس صورت میں وہ خبر عقاب کاذب ہوگی اور کذب حق تعالےٰ کا ممتنع بالذات قال فی شرح المواقف فی المقصد السابع تفریع علی ثبوت کلام اللہ تعالےٰ وھو انہ یمتنع علیہ الکذب اتفاقا انتہی اور اگر خبر نہیں بلکہ انشاء تخویف ہے تو اس کے لئے کوئی محکی عنہ نہیں ہے پس تخلف حقیقۃ بیمعنے ہے اور اگر مقید ہے ساتھ مشیت الٰہی کے یا عدم عفو کے تاہم تخلف حقیقۃ متصور نہوگا اسلئے کہ وعدہ عقاب مطلق نہ تہا جس سے تخلف ہوا اور جب عفو کیا یا مشیت عقاب متحقق نہوئی تو شرط عقاب موجود نہوئی پس تخلف نہوا قال فی مسلم الثبوت الواجب ہوما یستحق العقاب تارکہ استحقاقا عقلیا او عادیا والعفو من الکرم وقیل ما اوعد بالعقاب علی ترکہ ولا یخرج العفو لان تخلف فی الوعید جائز دون الوعد ورد بان ایعاد اللہ تعالےٰ خبر فہو صادق قطعا وتجویزکونہ انشاء التخویف کما قیل عدول عن الحقیقۃ بلا موجب علی ان مثلہ یجری فی الوعد فینسد باب المعاد اقول لو تم لدل علی بطلان العفو والکلام فی خروجہ بعد تسلیم وجودہ فالاولی ان یقال الایعاد فی کلامہ تعالےٰ مقید بعدم العفو انتہی اور وجہ مذکور بکر کی صحیح نہیں ہے لا یخفی بطلانہ علی ذی بصیرۃ لیکن بسبب تنگی وقت کے بیان بطلان اسکے کا نہیں کیا گیا۔ فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ　　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع مبین اور علماء دین ان مسائل میں **مسئلہ** لعنت بھیجنا شیطان پر بلکہ اسپر لعنت کرنے کو امر ضروری سمجھنا کیا ہے اور کوئی حدیث صحیح بھی ہے جس سے اسپر لعنت کرنیکی ممانعت ثابت ہوتی ہو وہ غلط ہے یا صحیح **مسئلہ** مہادیو اور کنہیا کو گالی دینا اور کافر کہنا یا سمجھنا اور نیز لعنت کرنا کیا ہے اور اکثروں نے جو انکو موحد لکھا ہے اور اسپر ملامت کرنے سے زبان روکنے کو بہتر لکھا ہے یہ کیا ہے فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

لعنت بھیجنا شیطان پر جائز ہے اسواسطے کہ اسپر نص قطعی سے ثابت ہے قال الامام الغزالی فی احیاء العلوم کل شخص ثبتت لعنتہ شرعا فیجوز لعنتہ کقولک فرعون لعنۃ اللہ وابوجہل لعنۃ اللہ لانہ قد ثبت انہم ماتوا علی الکفر وعرف ذلک شرعا انتہی اور لعنت کرنے کا حق شیطان میں امر ضروری سمجھنا صحیح نہیں بلکہ سکوت کرنے میں لعنت شیطان سے کچھ مضائقہ نہیں قال فی الاحیاء وعلی الجملۃ ففی لعن الاشخاص خطر فلیجتنب ولا خطر فی السکوت عن لعن ابلیس

Marfat.com

مثلاً فضلاً عن غیرہ انتہی اور راقم کی نظر میں ایسی کوئی حدیث نہیں کہ جس سے ممانعت لعنت ابلیس کی ثابت ہو۔ اور جواب سوال دوم مہادیواور کنہیا کو گالی دینا اور کافر کہنا اور سمجھنا اور اُن پر لعنت کرنا کسی دلیل شرعی سے معلوم نہیں ہوتا پس اُنکے حال میں سکوت چاہیئے قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولٰئک کان عنہ مسئولا انتہی اسیطرح انکا موحد ہونا بھی ہمارے یہاں ثابت نہیں پس ہمکو اسمیں بھی سکوت چاہیے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم چہ می فرمایند علمار دین ومفتیان شرع متین درین مسئلہ کہ در باب یزید پلید سہ مسلک است بعض قائل بکفر او ہستند مثل شارح عقائد نسفی وغیرہ چنانچہ در شرح عقائد نسفی نوشتہ است فنحن لا نتوقف فی شانہ بل فی دینہ وایمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی انصارہ واعوانہ وبعض متوقف در کفر وایمان او اند وقائل باسلامش ہستند فاسق وفاجرش ہم میدانند بہر کیف فسق او مجمع علیہ است کما ہو مصرح فی ازالۃ الغین پس ازین اقوال ثلثہ کدام قول صحیح وصواب است ولعن بر وجائز است یا نہ و در شان او علیہ الرحمۃ گفتن جائز است یا نہ و در در مختار نوشتہ ویستحب الترضی للصحابۃ والترحم للتابعین ومن بعدہم من العلماء والعباد وسائر الاخیار وکذا یجوز عکسہ علی الراجح پس ازین روایت مستفاد میشود کہ ترحم برائے تابعین وعلمار وعباد وسائر اخیار مستحب است پس یزید ازین طوائف اربعہ در کدام طائفہ داخل است لیکن ظاہر است کہ او در تابعین وعباد واخیار داخل نیست چراکہ فسق او مجمع علیہ است واہل حرمین اورا فاسق وفاجر وتارک صلوٰۃ وشارب الخمر وزانی مے گفتند وآنچہ در عہد اواہانت وہتک حرمت حرم بوقوع آمدہ ہم در تواریخ مثبت ومقرر است باقی ماند شق ثانی یعنی در علما داخل باشد پس سوال این است کہ او عالم بود یا نہ و در صورت علم در در مختار کہ ترحم برائے علمار نوشتہ کدام علما مراد اند اگر علی الاطلاق مراد باشند پس باید کہ عالم نصارے ویہود را ہم جائز باشد واگر کدامی جماعت مخصوص مراد است پس ارشاد شود کہ از علمار علمائے سلم باعمل مراد ہستند یا علمائے بے عمل را ہم شامل است ویزید در کدام فرقہ ازین فرق داخل است وفاتح ملک قیصر کدام کس است بینوا بتصریح من الدلیل والکتاب توجروا یوم الحساب فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

در باب یزید پلید مختار محققین اہل سنت قول ثالث اعنی فسق وفجور آن است دریں تقدیر لعن بر وجائز نیست و در شان او علیہ الرحمۃ گفتن ہم درست نیست قال فی الاحیاء ان قیل ہل یجوز لعن یزید لانہ قاتل الحسین اوامر بہ قلنا ہذا لم یثبت اصلا فلا یجوز ان یقال انہ قتلہ اوامر بہ مالم یثبت فضلا عن اللعنۃ انتہی وقال ایضا وعلی الجملۃ ففی لعن الاشخاص خطر فلیجتنب ولا خطر فی السکوت عن لعن ابلیس مثلا فضلا عن غیرہ و در شان او علیہ الرحمۃ گفتن علامت تعظیم وخیر خواہی ومحبت اوست ویزید نہ آنچنان بود کہ تعظیم وخیر خواہی آن نمودہ شود و در علمائیکہ برآنان ترحم

Marfat.com

نموده شود داخل نیست چه مراد از علماء در قول صاحب در مختار و دیگر فقہاء علماء صالحین اند اخیار متقدمین و یزید نه عالم بود نه صاحب خیر پس نه در مطلق علماء دین محسوب است و نه در جماعت صالحین و از کتب تاریخ جماع نمودن یزید بر قیصر تعاقب ازواج مؤمنین ثابت است لیکن فتح نمودنش معلوم و واضح نیست و محل تفصیل کتب المغازی فقط واللہ سبحانہ اعلم علمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اسولہ مندرجہ ذیل کے جواب میں۔ سوال[1] اول یا عبد القادر شیئاً للہ کا ورد درست ہے یا نہیں سوال[2] دوم عورات کو زیارت قبور اولیاء وصلحا کی جائز ہے یا نہیں سوال[3] سوم فاتحہ سوم وچہارم ودہم وبستم وچہلم وششماہی وبرسی بدعت ہے یا نہیں سوال[4] چہارم روافض کے کفر میں علماء کو اختلاف ہے ابو شکور سلمی تمہید میں اور ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی انصاری مجموعۃ الفتاوی میں تحریر فرماتے ہیں کہ روافض اگر منکر ضروریات دین ہوں تو کافر ہیں ورنہ مسلمان ہیں اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور شیخ عبد العزیز دہلوی کے نزدیک روافض مطلقاً کافر ہیں پس مفتی یہ مسئلہ تحریر فرماویں سوال[5] پنجم سب شیخین ودیگر صحابہ کفر ہے یا نہیں فقط سوال[6] ششم سماع بامزامیر حرام ہے یا نہیں اگر حرام ہے تو اکابر صوفیہ کرام مثل عبد القدوس گنگوہی اور عبد الرحمن جامی نے جو سنا ہے گنہگار ہوئے یا نہیں اور مستحل اسکا کافر ہے یا نہیں سوال[7] ہفتم خلفاء اثنا عشر کون کون ہیں ملا علی قاری یزید ابن معاویہ کو بھی خلفاء اثنا عشر میں سے سمجھتے ہیں اور حافظ جلال الدین سیوطی شافعی کے نزدیک یزید علیہ ما یستحقہ نہیں ہے خلفائے اثنا عشر میں سے سوال[8] ہشتم فرقہ نطریہ یعنی نیچریہ کافر ہیں یا نہیں اور اگر کافر نہیں ہیں تو انکی اقتدا احناف کو درست ہے یا نہیں سوال[9] نہم من تشبہ بقوم فہو منہم عبادات میں وارد ہے یا معاملات دنیاوی میں سوال[10] دہم مولود شریف میں قیام مستحسن ہے یا نہیں فقط بینوا اماھو الصواب بنقل عبارات الکتاب توجروا یوم الحساب۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال[1] اول پڑھنا جملہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کا بطریق ورد کے جائز ہے تفصیل ادلہ اسکی میں ایک رسالہ مطبوع مرسل ہے جواب سوال[2] دوم عورات کو زیارت قبور جائز ہے قال فی الدر المختار لا باس بزیارۃ القبور ولو للنساء انتہی قال فی رد المحتار وقیل تحرم علیہن والاصح ان الرخصۃ ثابتۃ لہن بحر انتہی جواب سوال[3] سوم فاتحہ سوم ودہم وغیرہ جائز ہے بدعت سیئہ نہیں ہے اسواسطے کہ یہ امور واسطے ایصال ثواب کے ہیں میت کو اور تعیین واسطے مصلحت اپنی کے ہے نہ باعتقاد سنیت وغیرہ پس جواز میں تردد نہیں قال فی رد المحتار علی قول صاحب الدر المختار الاصل ان کل من اتی بعبادۃ ما لہ جعل ثوابہا لغیرہ و ان سواء کانت صلوۃ او صوما او صدقۃ او ذکرا او طوافا او حجا او عمرۃ او غیر ذلک انتہی وقال ایضا من صام او تصدق وجعل ثوابہ لغیرہ من الاحیاء والاموات

جاز انتہی جواب سوال چہارم فرقۂ رافضیہ منتبرا اس زمانہ میں منکر ہیں ضروریات دین کے پس انکی تکفیر میں تامل نہیں اور
بعضے رافضی جو منکر ضروریات دین نہوں انکو کافر قرار دینا خلاف تحقیق ہے قال فی ردالمحتار ان الحق عدم تکفیر اہل
القبلۃ وان وقع الزاما فی المباحث بخلاف من خالف القواطع المعلومۃ بالضرورۃ من الدین مثل القائل بقدم
العالم ونفی العلم بالجزئیات علی ما صرح بہ المحققون وہذا ظاہر ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوہیۃ فی علی او ان جبرئیل
غلط فی الوحی او کان ینکر صحبۃ الصدیق او یقذف السیدۃ الصدیقۃ فہو کافر لمخالفۃ القواطع المعلومۃ من الدین بالضرورۃ
بخلاف ما اذا کان یفضل علیا او یسب الصحابۃ فانہ مبتدع لا کافر انتہی بالاختصار جواب سوال پنجم سب شیخین رضی اللہ
تعالے عنہما کفر ہے اور سب دیگر صحابۂ فسق قال فی الدرالمختار من سب الشیخین او طعن فیہما کفر ولا تقبل توبتہ وبہ
اخذ الدبوسی وابو اللیث وہو المختار للفتوی انتہی تفصیل اس کی دراز ہے مجمل یہ ہے کہ سب شیخین رضی اللہ تعالے
عنہما راجع ہے طرف انکار صحابیت انکی کے اور انکار آنحضرتؐ کی خلافت انکی کے جو ثابت ہے بالاجماع اور صحابۂ ضروریات
دین سے ہے پس انکار اسکا موجب کفر ہے بخلاف سب صحابۂ اخرا کے اور قبول توبہ اسکی میں اختلاف ہے صحیح اور
محقق عند الحنفیہ یہ ہے کہ توبہ اسکی مقبول ہے وللتفصیل محل آخر جواب سوال ششم سماع مزامیر حرام ہے قال
فی البزازیہ استماع صوت الملاہی کضرب قصب ونحوہ حرام لقولہ علیہ السلام استماع الملاہی معصیۃ والجلوس علیہا
فسق انتہی اور حضرت مولانا جامیؒ کا سننا راقم کی نظر سے نہیں گذرا البتہ بہ نسبت حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی کے
یہ امر صحیح ہے اور اختیار کرنا انکا امر غیر مشروع کو کسی نیت صالحہ اور ضرورت ملجیہ پر مبنی ہوگا سوائے حسن ظن کے اور
کوئی امر بہ نسبت ان اکابر کے ہم لوگ نہیں کر سکتے قال فی ردالمحتار علی قول صاحب الدرالمختار ومن ذلک ضرب
النوبۃ للتفاخر فلو للتنبیہ فلا باس بہ انتہی وہذا یفید ان آلۃ اللہو لیست محرمۃ بعینہا بل لقصد اللہو منہا اما من سامعہا او من
المشتغل بہا ولذا تارۃ وحرم اخریٰ باختلاف النیۃ والامور بمقاصدہا وفیہ دلیل لساداتنا الصوفیۃ الذین یقصدون بسماعہا
امورا ہم اعلم بہا فلا یبادر المعترض بالانکار کیلا یحرم برکتہم فانہم السادۃ الاخیار انتہی جواب سوال ہفتم خلفاء اثنا عشر کا
ذکر احادیث صحیحہ میں وارد ہے انمیں بہت اختلاف ہے تفصیل اور تحقیق اس کی موجب تطویل ہے مجمل یہ ہے کہ
اس خلافت کیلیے پانچ شرطیں بالاجماع ثابت ہیں ایک انمیں سے عادل ہونا ہے کما قال فی شرح المواقف یجب
ان یکون عدلا فی الظاہر لئلا یجوز فان الفاسق ربما یصرف الاموال فی اغراض نفسہ فیضیع الحقوق عاقلا لیصلح للتصرفات
الشرعیۃ والملکیۃ بالغا لقصور عقل الصبی ذکرا لان النساء ناقصات عقل ودین حرا لئلا یشغلہ خدمۃ السید فہذہ الصفات
شروط معتبرۃ فی الامامۃ بالاجماع انتہی مختصرا پس یزید ابن معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ علیہ ما یستحقہ اصلا ان میں سے
نہیں ہے اسواسطے کہ فاسق معلن اور ظالم ہونا اسکا بتواتر ثابت ہے پس منجملہ ان خلفاء کے جنمیں عدالت شرط
ہے کیونکر ہو سکتا ہے قال اللہ سبحانہ وتعالے قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عہدی الظالمین

Marfat.com

انتہی جواب سوال ہشتم تفصیل عقائد فرقہ نیچریہ کی معلوم نہیں جس پر حکم حتمی مسئلہ کا مرتب ہو لیکن اگر عقائد میں انکے کوئی امر موجب کفر ہے تو وہ فرقہ کافر ہے اور اقتدا انکا اصلا صحیح نہیں اور اگر ایسا نہیں تو وہ لوگ مسلمان ہیں اور اقتدا انکی صحیح ہے البتہ باعتبار شہرت کے تو عقائد انکے مخالف اسلام ہیں جب سائل تفصیل عقائد ان کے کی بیان کرے تو حکم حتمی کیا جائے جواب سوال نہم من تشبہ بقوم فھو منھم عبادات اور معاملات دونوں میں وارد ہے تخصیص احدہما کی نہیں البتہ قصد تشبہ ہونا اور مشابہت امر مذموم میں ہونا معتبر ہے کمال قال فی رد المحتار ان التشبہ انما یکرہ فی المذموم وفیما یقصد به التشبہ لا مطلقا انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم -

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل میں سوال اول ایصال ثواب قرآن مجید یا درود شریف کا اموات ہی پر منحصر ہے یا زندہ پر بھی پہونچ سکتا ہے اور حضرت خضر اور حضرت الیاس پر کہ اہل ارواح میں سے ہیں علی نبینا و علیہ الصلاۃ والسلام فاتحہ پڑھے تو درست ہوگا یا نہیں سوال دوم ہلدی جب زمین سے نکالی جاتی ہے تو کسی چیز میں مثل گھاس کے اول ایکبار خفیف جوش دیتے ہیں بعد ازاں خشک کر کے فروخت کرتے ہیں بعض بلاد میں سرگین مخلوط کر کے جوش دیتے ہیں استعمال اس کا کیسے ہو سکتا ہے بعض لوگ تین روز پانی میں تر رکھتے ہیں پھر استعمال میں لاتے ہیں سوال سوم اگر کوئی شخص کسی عورت سے برضامندی بلا وکالت وشہادت بقدر مہر ادا کر کے مجامعت کرے تو یہ نکاح ہے یا زنا اور اسپر حد چاہیے یا نہیں سوال چہارم جمعہ میں بعد ادائے فرض جمعہ چہار رکعت بہ نیت فرض ظہر کس ملک میں پڑھنی اولی ہے اور احتیاط کی وجوہ کیا ہیں سوال پنجم زبان انگریزی کس وجہ سے حرام ہے اور زبان ہنود حرام ہے یا نہیں سوال ششم کوئی شخص مسجد میں معتکف ہو اور نصف یا ربع مسجد میں خیمہ نصب کرے اور بقیہ مسجد میں جماعت ہو تو درست ہے یا نہیں سوال ہفتم امام کے واسطے وسط مسجد چاہیے یا وسط جماعت سوال ہشتم چلتی ریل میں نماز درست ہے یا نہیں - بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول ایصال ثواب اعمال صالحہ کا مثل تلاوت قرآن شریف وغیرہ کے اموات پر منحصر نہیں احیا کو بھی پہونچ سکتا ہے قال فی الدر المختار ان لکل من اتی بعبادۃ ما له جعل ثوابہا لغیرہ انتہی قال فی رد المحتار لغیرہ ای من الاحیاء والاموات بحر عن البدائع انتہی اور حضرت خضر اور الیاس پر بھی ثواب فاتحہ بھیجا ہو سکتا ہے جواب سوال دوم استعمال ہلدی کا جائز ہے اسلئے کہ یہ یقین نہیں ہے کہ یہ ہلدی وہی ہے جو سرگین میں جوش دیگئی ہے البتہ اگر یہ امر یقین ہوگا تو استعمال اسوقت جائز نہوگا قال فی الاشباہ والنظائر قال ابو حفص البخاری من شک فی انائہ او ثوبہ او بدنہ اصابتہ نجاسۃ او لا فھو طاہر ما لم یستیقن وکذا السمن والجبن والاطعمۃ التی یتخذہا اہل الشرک والبطالۃ انتہی بقدر الحاجۃ

Marfat.com

اور جب یہ متیقن ہو کہ یہ ہلدی نجاست میں جوش دیگئی ہے تو پانی میں تر کرنے سے پاک نہیں ہو سکتی قال فی الخانیۃ
اذا صب الطباخ فی القدر مکان الخل خمرا غلطاً فالکل نجس لا یطہر ابدا وکذا الحنطۃ اذا طبخت فی الخمر لا تطہر ابدا انتہی۔
جواب سوال سوم اور نکاح بغیر شہود کے صحیح نہیں شرط صحت نکاح شہود ہیں پس ایسا نکاح بلا شہود زنا ہے
لیکن حد اس پر نہیں ہے قال فی در المختار وشرط حضور شاہدین حرین مکلفین سامعین قولہما معاً علی الاصح انتہی وقال
ایضاً او وطی فی نکاح بغیر شہود لا حد لشبہۃ العقد انتہی **جواب سوال چہارم** بعد ادائے جمعہ کے جو فرض احتیاطی پڑھتے
ہیں اسکی وجہ احتیاط چند ہیں اول اختلاف تعریف مصر میں دوم شرطیت حضوری سلطان یا نائب اسکے میں تیسرے
اختلاف تعدد اور وحدت جمعہ میں پس جمیع بلاد ہندوستان میں پڑھنا اسکا احتیاطاً اولیٰ ہے قال فی شرح المنیۃ
الاولیٰ ہو الاحتیاط لان الخلاف فی جواز التعدد وعدمہ قوی وکون الصحیح الجواز للضرورۃ للفتوی لا یمنع شرعیۃ الاحتیاط
للتقوی انتہی ونقل المقدسی عن المحیط کل موضع وقع الشک فی کونہ مصراً ینبغی لہم ان یصلوا بعد الجمعۃ اربعاً بنیۃ الظہر
احتیاطاً انتہی **جواب سوال پنجم** اور حرمت زبان انگریزی کی بحیثیت اختلاط اور مناسبت کے ساتھ اہل زبان کے
ہے اور نیز بوجہ مناسبت کے تیرگی باطن میں موثر ہے چنانچہ یہ امر مشاہد ہے اور زبان ہنود کا بھی یہی حال ہے پس
سیکھنا ان دونوں زبانوں کا کسی مصلحت دینی کیواسطے اگر ہو اور قباحتوں سے اجتناب رہے تو جائز ہے والا ممنوع
ہے **جواب سوال ششم** اور معتکف کو مسجد میں خیمہ کھڑا کرنا اسطور پر کہ حرج نماز و جماعت میں نہو جائز ہے
چنانچہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے مسجد میں حجرہ بوریئے یا کپڑے وغیرہ کا بنایا جاتا تھا عن عائشۃ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد ان یعتکف صلی الفجر ثم دخل فی معتکفہ رواہ ابو داؤد نقلتہ
عن المشکوۃ قال الشیخ فی ترجمۃ ومراد بمعتکف آن حجرہ الیست کہ از حصیر مے بندند آن برائے اعتکاف او ہمیا ساختند چنانچہ
در حدیث صحیح آمدہ است انتہی **جواب سوال ہفتم** اور امام راتب کیلیے وسط مسجد میں کھڑا ہونا چاہیے قال فی رد المحتار
فی معراج الدرایۃ الاصح ما روی عن ابی حنیفۃ انہ قال اکرہ للامام ان یقوم بین الساریتین او زاویۃ او ناحیۃ المسجد او الی
ساریۃ لانہ بخلاف عمل الامۃ وفیہ ایضاً السنۃ ان یقوم الامام ازاء وسط الصف الا ترے ان المحاریب ما نصبت
الا وسط المساجد وہی قد عینت لمقام الامام وفی التتارخانیہ ویکرہ ان یقوم فی غیر المحراب الا لضرورۃ ومقتضاہ ان
الامام لو ترک المحراب وقام فی غیرہ یکرہ ولو کان قیامہ وسط الصف لانہ خلاف عمل الامۃ وہو ظاہر فی الامام الراتب
دون غیرہ والمنفرد انتہی **جواب سوال ہشتم** اور چلتی ریل میں نماز فرض بضرورت جائز ہے اور بلا ضرورت
جائز نہیں فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان
سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین مبین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر زید قرآن شریف اسطرح
ترتیب دیکر چھپوائے کہ جسقدر کلام الٰہی ایک امر سے متعلق ہیں یا متحد المعنے ہیں وہ کل ایک جگہ جمع کرے مثلاً حضرت

موسیٰ علیہ السلام کا ذکر جو اکثر جگہ قرآن مجید میں آیا ہے وہ سب ایک مقام پر لکھا جائے اور امر و نواہی سب ایک مقام پر اور امر و نواہی بھی اسطرح کہ فرائض روزانہ یعنی احکام نماز ایک جگہ اور فرائض سالیانہ یعنی احکام حج و زکوٰۃ و صوم سب ایک مقام پر اور کل قصص و واقعات زمانہ ایک جگہ اور کل انبیاء علیہم السلام کے اذکار ایک مقام پر خوف و رجا ذکر حساب کتاب و قیامت و صبر و توکل سزا و جزا وعدہ وعید علی ہذا القیاس اور جسقدر اذکار ربانی اور آیات قرآنی بیانات صدر سے متعلق ہوں یا انکے مفہوم میں داخل ہو سکیں وہ مطالب نہایت کوشش کے ساتھ معنے کے لحاظ سے زید ایک جگہ جمع کرے اور مقصود اس فعل کا یہ ہو کہ بندگان خدا کی آسانی میں وسعت دیجاوے یعنی جسوقت کوئی شخص حال یا حکم بتمامہ دیکھنا چاہے تو آسانی سے فوراً اسکی انتہا کو پہونچ سکے تاکہ احکام دین میں آگاہی ہر مسلمان کو باسانی حاصل ہو اور زید ہر مقام پر اس بات کا غور خیال رکھے کہ کہیں عبارت میں بے ربطی یا معنے میں گنجلک نہ واقع ہو یعنی فصاحت مضامین اور ربط عبارت میں سر مو فرق ہونا الفرض محال اگر کسی مقام پر اس نظم سے کچھ ہرج واقع ہوتا ہو اس جگہ کو خاص اسی حالتیں بدستور رہنے دے اس حالت میں زید عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوگا یا معتوب و گنہگار اسکا جواب کل علماء اسلام عنایت فرمائیں کہ یہ انکا فرض ہے اور جو کچھ جواب تحریر فرماویں وہ باسناد نص قرآنی یا بروایات احادیث صحیح متفق علیہ ہو کہ جسپر جمہور کا اتفاق بھی ہو۔
المستفتی طالب حق۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ترتیب آیات و سور قرآن شریف اور تقدم و تاخر اسکا اجماعی و متواتر ہے نزدیک محققین اہل سنت والجماعت کے بدل کرنا اسکا اپنے محل سے اور ترتیب دینا بنج آخر اصلا جائز نہیں اور اگر موافق بیان سائل کے آیات اور مضامین قرآن شریف میں ترتیب دیجائے تو بالضرور اختلال نظم اور بے ضبطی کلام الٰہی میں لازم آئیگی کما لا یخفی علی المتبصر یہ امر خلاف اجماع موجب اختلال نظم متواتر کیونکر جائز ہو قال الامام السیوطی فی تفسیر الاتقان لاخلاف ان کل ما ہو من القرآن یجب ان یکون متواترا فی اصلہ واجزائہ واما فی محلہ ووضعہ وترتیبہ فذلک عند محققی اہل السنۃ للقطع بان العادۃ تقضی بالتواتر فی تفاصیل مثلہ لان ہذا المعجز العظیم الذی ہو اصل الدین القویم والصراط المستقیم مما تتوفر الدواعی علی نقل جملہ وتفاصیلہ انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال چہ میفرمایند علماء دین و مفتیان شرع متین کہ شنیدن غنا بمزامیر و آلات لہو اولیاء اللہ و ارباب قلوب را برائے ترقی ذوق و شوق گاہ گاہ جائز است یا نہ و بر مجوز چنیں سماع حکم کفر است یا اسلام و در شریعت محمدیہ برائے اہل اللہ صوفیہ کرام چشتیہ سندے و دلیلے بر جواز چنیں سماع است یا نہ بینوا بالصواب توجروا یوم الحساب

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

در شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ شنیدن غنا بمزامیر و آلات لہو حرام است کما قال

في الدر المختار ناقلا عن البزازية استماع صوت الملاهي كضرب قصب ونحوه حرام لقوله عليه الصلوة والسلام استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر اي بالنعمة انتهى مختصرا وفي موضع آخر دلت المسئلة على ان الملاهي كلها حرام انتهى اما حرمت آن لعينه نيست بلكه لغيره است پس در محليكه وجه حرمت آن منتفي باشد در آنجا حكم حرمتش نتوان كرد بلكه در صورت تيقن انتفاء وجه حرمت حكم اباحت نموده خواهد شد چنانكه در طبل غزاة وسحور وضرب نوبة للتنبيه كما قال في الدر المختار ايضا ومن ذلك ضرب النوبة للتفاخر فلو للتنبيه فلا باس به كما اذا ضرب في ثلاثة اوقات لتذكير ثلاثة نفخات الصور لمناسبة بينها انتهى بقدر الحاجة ودر صورت احتمال انتفاء وجه حرمت حكم حتمى حرمت يا اباحت نميتوان كرد چنانكه در اهل الله وفقرا پس كسانيكه از اهل الله نفوس شان مطمئنه شده باشند واز اغراض نفسانى واغواے واتباع شيطانى منزكى ومبرى بوده باشند پس سماع ايشان را بوجه متحقق نبودن علت حرمت كه لهو ولعب است جائز خواهد شد خواه از خاندان عاليشان چشتيه اهل بهشت باشند يا غير رحمة الله عليهم اجمعين كما قال العلامة الشامي على قول الدر المختار المذكور آنفا فيما قبل وهذا يفيد ان آلة اللهو ليست محرمة لعينها بل لقصد اللهو منها اما من سامعها او من المشتغل بها وبه تشعر الاضافة الا ترى ان ضرب تلك الآلة بعينها حل تارة وحرم اخرى باختلاف النية والامور بمقاصدها وفيه دليل لسادتنا الصوفية الذين يقصدون بسماعها امورا هم اعلم بها فلا يبادر المعترض بالانكار كيلا يحرم بركتهم فانهم السادة الاخيار امدنا الله تعالى بامدادهم واعاد علينا من صالح دعواتهم وبركاتهم انتهى وآنانكه هنوز بمرتبهٔ اطمينان نرسيده باشند ودامن قصد شان از لوث لهو ولعب پاك نگرديده ونفوس ايشان از كدر اتباع مقتضيات نفس وهوى انجلا نيافته اگرچه بظاهر بزمرهٔ درويشان ودر حلقهٔ فقرا شمرده شده باشند شنيدن غنا بمزامير ومشغول بودن شان بآلات لهو جائز نيست حرام است كما لسائر الناس نقل في الشامية عن الملتقى عن النبي صلى الله عليه وسلم انه كره رفع الصوت عند قراءة القرآن والجنازة والزحف والتذكير فما ظنك به عند الغناء الذي يسمونه وجدا ومحبة فانه مكروه لا اصل له في الدين قال الشارح زاد في الجوهرة وما يفعله متصوفة زماننا حرام لا يجوز القصد اليه والجلوس اليه ومن قبلهم لم يفعل كذلك انتهى مختصرا وفي العالمگيرية عن التتمة سئل الحلواني عمن سموا انفسهم بالصوفية فاختصوا بنوع لبسة واشتغلوا باللهو والرقص وادعوا لانفسهم منزلة فقال افتروا على الله كذبا قال رح السماع والقول والرقص الذي يفعله المتصوفة في زماننا حرام لا يجوز القصد اليه والجلوس عليه وهو والغناء والمزامير سواء وجوز اهل التصوف واحتجوا بفعل المشائخ من قبلهم قال وعندي ان ما يفعلونه غير ما يفعله هؤلاء فان في زمانهم ربما ينشد واحد شعرا فيه معنى يوافق احوالهم فيوافقه ومن كان له قلب رقيق اذا سمع كلمة توافقه على امر هو فيه ربما يغشى على عقله فيقوم من غير اختيار وتخرج حركات منه من غير اختياره وذلك مما لا يستبعد ان يكون جائزا مما لا يؤاخذ به ولا يظن بالمشائخ انهم فعلوا مثل ما يفعل اهل زماننا من اهل الفسق والذين لا علم لهم باحكام الشرع وانما يتمسك بافعال اهل الدين كذا في جواهر الفتاوے انتهى وبر حرمت اينچنين غنا علماء حنفيه اتفاق كرده اند واستماعش

Marfat.com

سورث نفاق و باعث فسق فساق گفته اند فی الدر المختار قال ابن مسعود صوت اللهو و الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء النبات انتهی و مجوزین و مرتکبین او از متبعین ہوسے بیچ حجتے وسندے بجز قول تقلید ظاہری مشائخ متقدمین و اقتدائے صوری اکابر اضیین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین بدست خود ندارند و فعل او شان اولاً از ادلہ شرعیہ نبودہ کہ مفید اباحت یا استحباب گردد و ثانیاً احوال اہل سماع ایں زماں ہیچو حال اوشان نبودہ کہ برآں قیاس کردہ شود و کما مر عن العالمگیریہ و بر مجوزین او حکم کفر نمیتوان کرد واللہ سبحانہ اعلم بالصواب و علمہ اتم و اکمل۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال) چہ میفرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ شنیدن سماع بامزامیر مثل ستار و طنبور و سارنگی ... و طبلہ بران کلمہ سبحان اللہ و دیگر کلمات تحسین ازین قسم گفتن و آیات قرآنی و کلمہ طیبہ بر مزامیر یا بے مزامیر سرایاندن و در عرائس بزرگان رقص زنان با مردان کنانیدن و برائے استماع نغمہ وضو کردن و اعتقاد حضور ... و کلمات اذان ارادہ داشتن و طواف مزار بزرگان نمودن و بوسہ دادن برآن و چراغان بر مزارہا نمودن ... رقص و سماع اعراس بارادہ باریابی رفتن و در آنجا مؤدب دوزانو نشستن در شرع شریف جائز است یا نہ اگر ... است در کدام منہی عنہ داخل است و حال سامعان این چنین سماع و قائلان این چنین کلمات و عاقدان این ... در وندگان در آنہا و راضیان بر آنہا و مؤدبان و طلبیان این طور جلسہا چیست بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

شنیدن ... سماع بامزامیر حرام است لقولہ علیہ السلام کل لہو المسلم حرام الا ثلثۃ ملاعبتہ مع اہلہ و تادیبہ لفرسہ و مناضلتہ لقوسہ ... و قال محشیہ العلامۃ الشامی والاطلاق شامل لنفس الفعل و استماعہ کالرقص والسخریۃ والتصفیق و ضرب الاوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق فانہا کلہا مکروہۃ لانہا زی الکفار انتہی لعقد الفرائد انتہی و مراد از کراہت تحریم است کہ در اجتناب حکم حرمت دارد و اطلاق حرمت بران ہیچو اطلاق فرض است بر واجب و قال فی التتارخانیۃ ولو قیل ہل یجوز استماع لہم فقال ان کان سماع القرآن والمواعظ فیجوز و یستحب و ان کان سماع غناء فہو حرام لان التغنی و استماع الغناء حرام اجمع علیہ العلماء و بالغوا فیہ و فی فتاوی اہل سمرقند صوت الملاہی کالضرب بالقضیب و غیرہا ذلک حرام من الملاہی قال علیہ السلام ہی معصیۃ والجلوس علیہا فسق والتلذذ بہا کفر و ہذا خرج علی وجہ التشدید لتعظیم الذنب انتہی مگر بعضے فقہا تغنی و ضرب دف کہ جلاجل ندارد برائے اعلان نکاح و روز عید جائز داشتند اگر بقصد لہو نباشد کما فی التتارخانیۃ والعالمگیریۃ و ذکر اللہ و تسبیح بر حرام و لہو گفتن موجب کفر است و ہمچنین آیت بر مزامیر و بے مزامیر سرود و قال فی التتارخانیۃ نقلا عن الظہیریۃ و اتفاق است کہ اگر قدح میگرد و بسم اللہ گوید و بجورد کافر گردد و ہمچنین وقت مباشرت زنا و قمار ...

Marfat.com

کعبتین بگیرد وگوید بسم اللہ کافر گردد بحکم استخفاف بر نام خدائے عزوجل قال العلی القاری ناقلا عنہ وکذلک اذا قال وقت قمار کعبتین بسم اللہ کفر انتہی ولا یخفی ان معناہ وقت قمار الشطرنج بل وقت لعبہ ولو من غیر قمار انتہی وفی الخلاصۃ من قرأ القرآن علی ضرب الدف والقضیب یکفر قلت ویقرب منہ ضرب الدف والقضیب مع ذکر اللہ ونعت المصطفی وکذا التصفیق علی الذکر انتہی ورقص زنان وبامردان فساق بالاجماع حرام است کما یظہر مما ذکرنا و بر آنہم شنیدن سماع وضو کردن و امید حصول کمالات بآن داشتن منشعر است از اعتقاد افضلیت کہ مزیتے دارد بر اعتقاد حلت و ہر گاہ کہ معتقد حلت را بعضے فاسق و بعضے کافر گفتہ معتقد افضلیت را بدرجۂ اولی ہمیں حکم است قال فی الدر المختار ناقلا عن شرح الوہبانیۃ ومن یستحل الرقص قالوا بکفرہ ولا سیما بالدف لہو ومزمر قال محشیہ العلامۃ الشامی وقد نقل فی البزازیۃ عن القرطبی اجماع الائمۃ علی حرمۃ ہذا الغناء وضرب القضیب والرقص ورأیت فتوی شیخ الاسلام جلال الدین الکرمانی ان مستحل ہذا الرقص کافر وتمامہ فی شرح الوہبانیۃ ونقل عن التمہید انہ فاسق لا کافر انتہی وجای دیگر گفتہ زاد فی الجوہرۃ وما یفعلہ متصوفۃ زماننا حرام لا یجوز القصد والجلوس الیہ ومن قبلہم لم یفعل کذلک وما نقل انہ علیہ السلام سمع الشعر لم یدل علی اباحۃ الغناء ویجوز حملہ علی الشعر المباح المشتمل علی الحکمۃ والوعظ وحدیث تواجدہ علیہ السلام لم یصح وکان النصیر اباذی یسمع فعوتب فقال انہ خیر من الغیبۃ فقیل لہ ہیہات بل زلۃ السماع شر من کذا وکذا سنۃ یغتاب الناس وقال السری شرط الواجد والحاصل انہ لا رخصۃ فی زماننا لان الجنید رحمۃ اللہ علیہ تاب عن السماع فی زمانہ انتہی مختصرا و طواف مزار بزرگان جائز نیست لان الطواف من مخصوصات الکعبۃ قال فی الکافی فان من طاف حول مسجد سوی الکعبۃ یخشی علیہ الکفر ہر گاہ کہ مسجد محل عبادت الٰہی است طواف آن بخوف کفر میرساند مزار بزرگان کہ مدفن بزرگان است طوافش اگر بکفر رساند عجب نیست و بوسہ دادن قبر نیز جائز نیست قال فی عالمگیریۃ ولا یمسح القبر ولا یقبل فان ذلک من عادۃ النصاری و چراغان بر مزار نمودن بدون غرض صحیح اسراف و ناجائز است و چون محل سماع فسق است رفتن دراینجا بارادہ اصلا جائز نیست و اگر بلا ارادہ مبتلا گردد گریز واجتناب ضروریست قال فی الدر المختار قالوا وجب کل الواجب ان یجتنب کیلا یسمع لما روی انہ علیہ السلام ادخل اصبعہ الشریف فی اذنہ عند سماعہ انتہی وسامعان سماع وقاعدان محافلش وروندگان وراضیان بران ہمہ فساق ومرتکب محرمات ومکروہات اند کما ہو الظاہر علی الفقیہ المتدین واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں — الجواب صحیح محمد سعد اللہ

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ مصافحہ بعد نماز فجر یا عصر یا غیرہا کے جیسے کہ بعض ملکوں میں فیما بین مومنین مروج ہو گیا ہے اس کا کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

Marfat.com

مصافحہ بلا تعین ایک وقت سوا دوسرے وقت کے جائز ہے یعنی جس وقت جس نماز کے بعد چاہے مصافحہ کرے کما فی الدر المختار فی باب الاستبراء کالمصافحۃ اے کما تجوز المصافحۃ لانہا سنۃ قدیمۃ متواترۃ لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام من صافح اخاہ المسلم وحرک یدہ تناثرت ذنوبہ واطلاق المصنف تبعا للدرر والکنز والوقایۃ والنقایۃ والمجمع والملتقی وغیرہا یفید جوازہا مطلقا ولو بعد العصر انتہی لقدر الحاجۃ فقط

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ　　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال چہ میفرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ اول آنکہ معانقہ عیدین کہ در اصل بنا بر اظہار زیادت محبت وسرور تخصیص یافتہ جائز است یانہ وسند جوازش قول شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ متعلق ترجمہ حدیث ایوب بن بشیر در مشکوۃ شریف است خواہد شد یانہ وقول مذکور این است ازینجا معلوم گردید کہ معانقہ در غیر حال قدوم از سفر نیز آمدہ است واز برائے اظہار محبت وعنایت انتہی دوم آنکہ جم غفیر مسلمین وجمہور مومنین دہم اکثر بلاد این تخصیص را سلفا بعد سلف مجموع علیہ ومعمول کردہ می آیند بموجب ما رآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن این عمل مجوزہ بدعت مباحہ حسنہ خواہد شد یا منکر از بدعت مذمومہ سیئہ سوم آنکہ از مسلمین در این حدیث علی العموم جمیع عوام المسلمین از علمائے وقت ومشائخ واکابر وعام مومنین مراد اند یا فقط خاص خلفائے راشدین وائمہ مجتہدین مقصود است چہارم آنکہ تحقیق حکم مصافحہ بعد از نماز فجر یا عصر نزد حنفیان در جواز وعدم جواز چیست وتمسک بجوازش قول قوی کہ در حاشیہ طحطاوی متعلق کتاب الحظر والاباحۃ منقول است میشود یانہ بینوا مستندا بالکتاب وتوجروا من الوہاب فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب امر اول ودوم

معانقہ عیدین کہ بنا بر زیادہ محبت وتودد مسلمانان آنرا رواج دادہ اند جائز ومباح است وسند جوازش قول عامہ فقہا است قال فی التاتارخانیۃ ناقلا عن الملتقطۃ ولیس بالعناق والتقبیل باس وہذا من المحیل وفیہ ایضا وقال ابو یوسف لا باس بالتقبیل والمعانقۃ فی ازار واحد وان کان المعانقۃ فوق قمیص او جبۃ او کانت القبلۃ علی وجہ المبرۃ دون الشہوۃ جاز عند الکل انتہی وقال فی فتاوے الرحمانی ناقلا عن شرعۃ الاسلام وکان اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رضی اللہ تعالے عنہم ورضوا عنہ اذا تلاقوا تعانقوا واذا تفرقوا تصافحوا انتہی وقال فی الکافی فی المعانقۃ علی وجہ الکرامۃ جائزۃ والخلاف فیما اذا لم یکن غیر ازار اما اذا کان قمیص او جبۃ فلا باس بہا بالاجماع وہو الصحیح وفی الزیلعی وکان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعلون ذلک انتہی وہکذا فی عامہ کتب الفقہ وبالجملہ جواز معانقہ کہ از روایات فقہائے ثابت است عام از آنکہ بتخصیص وقت باشد یا بے تخصیص وبرائے قادم از سفر باشد یا حاضر وطن خود وچنانکہ وقتیکہ مثمر باشد تالیف قلوب وزیادۃ تودد را وقول شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

نیز سندے واثق است برائے جواز آن واطباق صلحائے است از عرب وعجم بفحوائے ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن مؤید دیگر است برین مدعا ومراد از مسلمین در حدیث مذکور مطلقا مسلمانان اند خلفائے راشدین باشند یا ائمہ مجتہدین یا دیگر علماء وصلحاء دین چنانکہ از لام تعریف کہ بر صیغۂ جمع قلت داخل است بر اہل بصیرت مخفی نیست آرے بقرائن اہل تخصیص علماء واہل تفقہ وتدین ضروری است چہ فعل فساق وسفہا حجیت وحسن را نشاید واکثرے از فقہاء مثلاً صاحب ہدایہ ودر مختار وتاتارخانیہ وغیرہ تعامل صلحا امت را حجت گرفتہ اند باعث طوالت جواب وبر اعتماد بر انصاف وفہم ماہرین کتب مذکورہ نقل اقوال گذاشتم وحق اینکہ قول امام نووی در جواز مصافحہ بعد العصر والفجر نزد حنفیہ مقبول ومستند صاحب در مختار واکثر اصحاب متون است کما فی رد المحتار وغیرہ من حواشیہ اکثر علامہ شامی محشی در المختار رد را اینجا استنادا کی باستناد قول ملتقط وابن حاج مالکی مے نماید التفات را نشاید زیرا کہ ہر دو قول منقولش محتمل مجمل است کہ بدان منافی قول نووی نمی اند معہذا قول صاحب ملتقط وابن حاج مالکی مقابلۂ اینقدر اصحاب متون کہ بعضے از آنہا از بعضے طبقات مجتہدین اند وجلالت شان وامام نووی نمی توان کرد وقطع نظر ازین ہمہ غایت استدراک اینست کہ روایت در جواز وعدم مختلف است مفتی را باید کہ بقدرہ دلیل وجلالت قائل ترجیح یکے بدہد نہ آنکہ مطلقا حکم حرمت وکراہت بکند وظاہر است کہ مجوز آن مطلقا جماعۂ متون ودر بعضی طبقات مجتہدین داخل وامام نووی شافعی بایشان ساعد وشریک است برین تقدیر ترجیح جواز ثابت است وما بعد الحق الا الضلال واللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الحال وعلمہ اتم علی وجہ الکمال۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ کفاروں کے میلہ میں مثل دسہرہ ہولی دوالی دہنان گنگا دہر دوار وغیرہ کے مسلمانوں کو جانا اور شریک ہونا بغرض سیر وتماشا یا بغرض بیع وشرا کے جائز ہے یا غیر جائز اور در صورت غیر جائز کے گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ اور اصرار دونوں پر کیا ہے اور نیز مسلمانوں کو اُن مجامع میں جن کو جاہلوں نے ہر شہر وقریہ میں بنام نہاد کربلا یا پیر بہوڑا یا اور کسی کے نام سے مقرر کیا ہے اور اُن میں باندی لوگ اور رنڈیاں اور تعزیہ پرست اور تعزیہ ساز اور پتنگ باز وغیرہ تماشبین از قسم فساق وکفار جمع ہوتے ہیں جانا جائز ہے یا غیر جائز اور در صورت غیر جائز گناہ صغیرہ یا کبیرہ ناپاک پانی کا سنگھاڑا پیدا ہوا یا مچھلی کھانا حلال ہے یا نہیں سانڈ جس کو ہندو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے ہیں اس کو مسلمان بلا اجازت مالک کے پکڑ کے یا حاکم وقت اُسکو پکڑوا کر بیچڈالے اُسکو ذبح کرنا اور کھانا حلال ہے یا نہیں جینڈہا ہندو نے بت پر چڑہایا اور اُس کا کان کاٹ دیا اُسکو پجاری نے مسلمان کے ہاتھ بیچڈالا یہ بیع صحیح ہے یا نہیں اور لڑکیوں کا سر منڈانا اور اُنکو ٹوپی اُڑہانا اور انگرکہ پہنانا تا عدم بلوغ جائز ہے یا غیر جائز اور در صورت غیر جائز

پنجشنبہ [illegible] محرم الحرام [illegible]

گناہ صغیرہ یا کبیرہ اور یہ عبارت من کثر سواد قوم فہو منہم کونسی کتاب میں ہے راوی کا نام مع تصدیق صحت یا عدم صحت تحریر فرمانا چاہیے ان سوالوں کے جوابات بروایت فقہ اور احادیث صحیحہ بدلائل واضحہ بیان فرماؤ ثواب پاؤ جس کے ہاتھ منہ تک نہ جاتے ہوں بعلت سختی ہڈی کے یا مقطوع ہوں یا خارش کے آبلہ ہاتھوں میں بکثرت ہوں اور دوسرا مددگار نہو وہ شخص کس طرح استنجا وضو کرے اور نماز کیونکر پڑھے زید محتاج کو حاکم وقت نے کسی علت سے قید کیا اُس کی زوجہ محتاج ہے اور کوئی قرض نہیں دیتا اور نہ حاکم اس کو اُسکے زوج کے ساتھ قید خانہ میں رکھتا ہے اُسکو نفقہ کہاں سے ملیگا اور تفریق نکاح اس صورت میں جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جانا کفار کے میلوں میں واسطے سیر و تماشے یا خرید و فروخت کے حرام ہے موجب کفر نہیں اگرچہ بعضی روایات کے بحسب ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جانا مجامع کفار کو مطلقاً موجب کفر ہے مگر عند التامل ظاہر ہے کہ بقصد تعظیم رسم کفار اور موافقت مع الکفار فی رسومہم والتشبہ معہم موجب کفر ہے اور واسطے کسی غرض اپنی کے یا واسطے سیر و تماشے کے موجب کفر نہیں حرام ہے قال العلی القاری فی شرحہ للفقہ الاکبر ناقلا عن التتمۃ ومن خرج الی السدۃ ای مجمع اہل الکفر فی یوم النیروز کفر لان فیہ اعلان الکفر وکانہ اعانہم علیہ یعنی جو شخص طرف مجمع اہل کفر کے اور نوروز کے نکلے کافر ہوگا اسواسطے کہ اس میں اعلان کفر کا ہے اور گویا اُس نے اعانت کی کافروں کی اوپر کفر کے ہکذا فی التاتارخانیہ والعالمگیریہ والفتاوی الترجمانی وغیرہ من کتب الفقہ وقال فی الترجمانی ناقلا عن دستور القضاۃ وعلی ہذا الخروج الی اللعب الذی یدعی ہولی والموافقۃ معہم یلزم ان یکون کفرا وکذا الخروج الی اللعب لکفرۃ الہند فی الیوم الذی یدعوہ اہل الکفر بدوالی وتزیین البقور والافراس والذہاب لہا الی دور الاغنیاء یلزم ان یکون کفرا اور مقصود ان سب روایتوں سے یہ ہے کہ جانا مجامع میں بقصد موافقت کفار و اعلان کفر و تعظیم و اختیار رسوم موجب کفر کا ہے اور یہ تاویل بھی جانی ہے روایت عالمگیری سے ویکفر بخروجہ الی نیروز المجوس لموافقتہ معہم فیما یفعلون فی ذلک الیوم یعنی کافر ہوگا مسلمان بسبب نکلنے کے طرف نیروز مجوس کے نکلنا جو واسطے موافقت کافروں کے ہو بیچ افعال اُنکے کے اور یہی معنی سمجھے جاتے ہیں روایت تاتارخانی اور زیلعی اور درمختار وغیرہ سے ولو اشتری فیہ مالم یشترہ قبلہ ان اراد تعظیمہ کفر وان اراد الاکل والشرب والتنعم لا یکفر یعنی اگر خریدا کسی نے دن میلہ کافروں کے وہ چیز جو پہلے نہیں خریدتا تھا اگر واسطے تعظیم عید کفار خریدا تو کافر ہوگا اور اگر بارادہ کھانے پینے چین کرنے کے خریدا ہے تو نہیں کافر ہوگا اور ظاہر ہے کہ خریدنے میں کھانے کے واسطے بھی موافقت مع الکفار ہے مگر فقط اس موافقت سے کافر نہیں ہوتا جب تک قصد تعظیم اور موافقت نہو اور حاصل یہ ہے کہ جانا مجامع کفار میں بقصد تعظیم رسم کفر اور موافقت مع الکفار ہے تو موجب کفر ہے اور واسطے سیر و تماشے کے حرام ہے اسواسطے کہ سیر و تماشا بغرض صحیح شرعی کے حرام ہے چہ جائیکہ متضمن ہو اعانت

Marfat.com

زیادہ مجمع کفار اور تکثیر سواد پر آور اسیطرح بیع وشرا اُنکے میلوں سے اسلیئے کہ مستلزم ہے ترویج رسم کفر کو قال اللہ تعالیٰ وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان اور جانا مجامع اہل فسق کو کہ سراسر فسق وفجور پر ہوتے ہیں حرام ہے جب تک کوئی بات شرک کی نکریگا کافر نہیں کہہ سکتے اور معنے صغیرہ وکبیرہ میں روایات مختلف ہیں بعضی روایات میں جانا واسطے سیر وتماشے کے یا بیع وشرے کے گناہ صغیرہ ہے اور بعضی روایات پر گناہ کبیرہ ہے اور خفیف جانکر چھپا کرنا صغیرہ کا ہو یا کبیرہ دونوں موجب کفر ہیں ہکذا فی حواشیہ عقائد النسفیۃ للعصمۃ وقال فی الخلاصۃ رجل یرتکب صغیرۃ فقال لہ تب فقال المرتکب ای شئ فعلت حتی احتاج الی التوبۃ کفر انتہی اور اصرار کرنا اوپر صغیرہ کے مفضی الی الکفر ہے وقال الزمخشری فی الکشاف ناقلا عن ابن عباسؓ لا صغیرۃ مع الاصرار ولا کبیرۃ مع الاستغفار انتہی ہکذا فی العقائد النسفیۃ وقال العلی القاری فی شرحہ للفقہ الاکبر الاصرار علی الکبیرۃ کفر حقیقی انتہی اور سر منڈوانا لڑکیوں کا واسطے مصلحت بال سیاہ نکلنے کے اور سخت ہونیکے اولیای نبات کو جائز ہے جب تک مصلحت متحقق ہو اسواسطے کہ وقت ضرورت اور مصلحت کے بڑی عورت کو بال سر کے دور کرنا جائز ہے قال فی العالمگیریہ ولو حلقت المرأۃ راسہا فعلت لوجع اصابہا لا باس بہ وان فعلت ذلک تشبہا بالرجال فہو مکروہ وقال ایضا مجنونۃ اصابہا الاذی فی راسہا ولا ولی لہا فلا بأس بحلق شعرہا فہو محسن جس شخص کے ہاتھ کسی عذر سے منہ تک نہیں جا سکتے یا کٹے ہوئے ہیں اور وضو کرانیوالا میسر نہیں اسکو وقت وضوء کے اعضاء وضو کو پانی میں ڈبو لینا کفایت کرتا ہے اسواسطے فرض وضو جو غسل تھا حاصل ہو اور دلک اعضای جو موقوف ہے اوپر ترقی اور درست ہونے ہاتھوں کے مستحب ہے نہ فرض اور استنجا اُس سے ساقط ہے قال فی العالمگیریہ لو شلت یدہ الیسری ولا یقدر ان یستنجی بہا ان لم یجد من یصب الماء لم یستنج سقط عنہ الاستنجاء وان قدر علی الماء الجاری یستنجی بیدہ الیمنی انتہی اور اگر خارش کے آبلہ وغیرہ ہاتھوں میں بکثرت ہیں اور اس سبب پانی کا استعمال نہیں کر سکتا تیمم کرے قال فی الدر المختار ولو فی اعضاء وضوئہ شقاق غسلہ ان قدر والا مسحہ والا ترکہ ولو فی یدہ ولا یقدر علی الماء تیمم اور ہاتھوں میں آبلہ ہونا یا سختی ہونا مانع نماز سے نہیں اگر رکوع وسجود کر سکتا ہے کرے اور اگر نہیں کر سکتا ہے باشارہ ادا رکوع وسجود ادا کرے ہکذا فی عامۃ کتب الفقہ اور زید محتاج کو جو حاکم وقت نے قید کیا ہے اس صورت میں نفقہ زوجہ زید کا نہیں ساقط ہے علی اصح الروایات پس اگر اُسکو قرض نہیں ملتا ہو کسب کرے اور اگر توانائی کسب نہیں رکھتی تو ہر روز کے واسطے سوال کرے بامر قاضی اور بعد چھوٹنے زید کے جسقدر کسب کرکے یا بھیک مانگ کے کھایا ہے زید سے طلب کرے اور بسبب نہ پہنچنے نفقہ کے تفریق نہیں ہو سکتی قال فی الدر المختار ولا یفرق بینہما بعجزہ عنہا ولا بعدم ایفائہ حقہا ولو موسرا وبعد الفرض بامر القاضی بالاستدانۃ علیہ انتہی قال محشیا العلامۃ الشامی فی قضاء الحادی الزاہدی فان لم یجد من یستدین عنہ علیہ اکتسبت وانفقت وجعلتہ دینا علیہ بامر القاضی ان لم یقدر علی الاکتساب لہا السوال الیومہا وتجعل مستوفیہا دینا علیہ ایضا انتہی اور من کثر سواد قوم فہو منہم حدیث ہے امام جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع

میں نقل کی ہے اور درمختار میں بھی کتاب القصاص میں نقل ہے انتہی واللہ سبحانہ اعلم بالصواب فقط
العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ
سوالات متعددہ یہ چند سوالات علمار دیندار کی خدمت میں مرسل ہیں انکا جواب ارشاد ہو کر اجر پاؤ۔
سوال ۱ عقیقہ کب تک کرنا مستحب ہے جواب عقیقہ ساتویں دن بعضے فقہاء حنفیہ کے نزدیک مستحب ہے
اور بعضوں کے نزدیک مباح ہے اور بعد سات دن کے کوئی روایت حنفیہ سے دیکھی نہیں سوال ۲ اور یہ جو
کتاب جامع المناقب میں لکھا ہے کہ عقیقہ بائیس روز کے بعد کرنا ناروا ہے اور ذابح عقیقہ کا کافر اور ذبیحہ مردار ہے
یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط جواب ذبیحہ کا مردار ہونا اور ذابح کا کافر ہونا غلط ہے سوال ۳ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
اور اولیاء کرام کو سوائے قبر کے حاضر و ناظر جانکر پکارنا بطور استمداد یا اس نظر کہ وہ سنتے ہیں جو جگہ انکو پکارے جائز
ہے یا نہیں جواب حاضر اور ناظر اور ہر جگہ ہر وقت سننے والا جانکر کسی کو سوا اللہ تعالےٰ کے پکارنا جائز نہیں۔
سوال ۴ یا رسول اللہ یا علیؓ یا غوث الاعظم دستگیر اٹھتے بیٹھتے بجائے یا اللہ کے کہنا بنظر استمداد یا بطور محاورہ
عادت کے جائز ہے یا نہیں جواب نفس ندا میں ممانعت نہیں اگر بطور عادت یا تبرک ہو اور بطرز استعانت
اگر مستقل اعانت میں نہیں سمجھتا اور احتمال کرتا ہے کہ عجب نہیں کہ اللہ تعالےٰ انکو استطاعت دے اور میری مدد انکی بزرگی میں
ہے تو یہ جائز ہے سوال ۵ قبر پختہ بنانا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی اور گنبد اٹھانا درست ہے یا نہیں جواب
بعض روایت فقہا سے جواز سمجھا جاتا ہے واسطے امتیاز کے اور قبور سے سوال ۶ شفاعت باذن یعنی حب جناب
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہو گا تب شفیع ہونگے یا شب معراج اذن شفاعت کا ہو گیا جواب اذن شفاعت
کا حضرت کو ہو گیا ہے اور پھر بھی قیامت کو ہو گا بہر حال شفاعت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قطعی ہے
سوال ۷ اغنیاء کو نذر اللہ کھانا درست ہے یا نہیں جواب گوشت ذبیحہ نذر اللہ کا کھانا اغنیاء کو درست ہے
مثل اضحیہ کے اور سوا ذبیحہ اور نذر اللہ مصرف وہ لوگ ہیں جو مصرف زکوٰۃ کے ہیں سوال ۸ نذر اور منت اولیاء
اور انبیاء کی کرنا جائز ہے یا نہیں جواب نذر اور منت سوا اللہ تعالےٰ کے کسی کی ماننا جائز نہیں نذر اللہ کی
مانیں ثواب کسی نبی یا ولی کو پہنچا دیں تو جائز ہے سوال ۹ تقبیل ابہامین اذان میں وقت سننے اشہد ان محمد
رسول اللہ کے سنت ہے یا مستحب جواب تقبیل ابہامین کو بعضے فقہا نے مستحب لکھا ہے جامع الرموز میں
اور کنز العباد میں روایت مذکور ہے سوال ۱۰ فاتحہ قبل از طعام یعنی قبل کھانے کے جائز ہے یا نہیں جواب
فاتحہ پڑھنی اور دعا مانگنی قبل کھانے کے مضائقہ نہیں مگر سنت اور مستحب نہ سمجھو سوال ۱۱ حدیث جو باب فاتحہ
مرسوم میں نقل کرتے ہیں صحیح ہے یا موضوع جواب کوئی حدیث فاتحہ مرسوم میں صحیح دیکھی نہیں سوال ۱۲
دونوں خطبوں کے درمیان میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں جواب خطبتین میں ہاتھ اٹھانا اور

Marfat.com

دعا مانگنا مذہب صاحبین میں درست ہے اور مذہب امام ابوحنیفہؒ پر درست نہیں **سوال ۱۳** امتی اور امداد نبی بتقضاء
حاجتی یا احمد کا پڑھنا چاہیے یا نہیں **جواب** بطور عمل بدون لحاظ معنے کے جائز ہے اور بلحاظ معنے جب درست
ہے جو استقلال امانت نہیں سمجھتا **سوال ۱۴** پنجشنبہ کو روحیں گھر میں آتی ہیں یا نہیں **جواب** روحوں کا آنا
کبھی کبھی اور پنجشنبہ کو امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں ایک روایت سے نقل کیا ہے **سوال ۱۵** ارواح گھر میں
کب تک آتی ہیں **جواب** کچھ ثابت نہیں کب تک آتی ہیں **سوال ۱۶** شیرینی اور کھانے وغیرہ پر جو فاتحہ مرسوم
کسی بزرگ کی ارواح کی جو کیا کرتے ہیں تو روح اس بزرگ کی اس شیرینی اور کھانے پر آتی ہے یا نہیں **جواب**
روح کا آنا شیرینی اور کھانے پر ثابت نہیں **سوال ۱۷** انعقاد مجلس حسنین رضی اللہ عنہما کا درست ہے یا نہیں
جواب مجلس میں ذکر سچا سچا حضرت حسنین رضی اللہ عنہما جائز ہے بشرطیکہ اس کے کبھی بدعت راگ وغیرہ کا ارتکاب نہ ہو
سوال ۱۸ لفظ علیہ السلام سوائے انبیاء کے کسی کو چاہیے **جواب** لفظ سلام کا سوائے انبیاء کے اور ملائکہ
کے واسطے بولنا مکروہ ہے مگر بمتابعت نبی **سوال ۱۹** وقت پڑھنے اشہد ان محمد رسول اللہ کے تصور جناب
مبارک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا جائز ہے یا نہیں **جواب** اگر کوئی کرے تو خلاف شرع نہیں مگر سنت اور
مستحب نہیں **سوال ۲۰** صلوۃ غوثیہ کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں **جواب** صلوۃ غوثیہ کا پڑھنا بطور عمل کے قباحت
نہیں مگر کوئی شرک عقائد شرکیہ ملائے تو اسکو ناجائز ہے **سوال ۲۱** تیجہ اور دسویں اور چہلم کا اجتماع جائز ہے
یا نہیں **جواب** اجتماع سیوم چہلم وغیرہ جائز ہے **سوال ۲۲** یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا پڑھنا درست ہے
یا نہیں **جواب** بطور عمل درست ہے **سوال ۲۳** قبر میں مٹی کی ڈلی تین مرتبہ قل ہو اللہ یا کلمہ پڑھ کے جو رکھتے
ہیں ثابت ہے یا نہیں **جواب** مٹی قبر میں پڑھکر رکھنا ثابت نہیں ہوا **سوال ۲۴** میت کے ساتھ قبر تک قسم غلہ
یا کھانا بھیجنا درست ہے یا نہیں **جواب** خیرات کرنا جائز ہے خواہ ساتھ میت کے ہو یا علیحدہ ہو **سوال ۲۵**
بعد ختم کلام مجید کے تراویح سنت ہے یا نہیں **جواب** بعضوں کے نزدیک سنت رہتی ہے اور بعضوں کے
نزدیک سنت نہیں رہتی **سوال ۲۶** ڈھولک وغیرہ پر راگ سننا کیسا ہے آیا جائز ہے یا حرام **جواب** ڈھولک
وغیرہ کے ساتھ راگ سننا حرام ہے **سوال ۲۷** روزہ میں استنجا کرے اور گوز آجاوے تو روزہ فاسد ہوتا ہے یا نہیں
جواب روزہ فاسد نہیں ہوتا واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں۔

سوال۔ اطفال مومنین معصوم ہستند یا نہ **الجواب** عصمت مصطلحہ اہل کلام کہ عبارت از عدم امکان
معصیت از متصف بدانست نزد اہل سنت والجماعت خاصہ انبیاء علیہم السلام است و عصمت لغوی اعنی محفوظ
بودن از اخطاء وغیرہ و محفوظ بودن ازان در اطفال مومنین موجود بدین معنی اطلاق آن بر اطفال مومنین معیوب نیست فقط

Marfat.com

سوال مچھلی اور سنگھاڑے نجس پانی کے کھانا حلال ہے یا نہیں **جواب** مچھلی نجس پانی کی کھانا حلال ہے قال فی الدر المختار ولا یحل حیوان مائی الا السمک الذی مات بآفة ولو متولدا فی ماء نجس اور اسی روایت سے ظاہر ہے کہ سنگھاڑا نجس پانی کا بھی جائز ہے اور بھی تاتارخانیہ اور عالمگیری وغیرہ میں مذکور ہے کہ مری ہوئی مرغی کے پیٹ سے جو انڈے نکلے اور مری ہوئی بکری کے تھن سے جو دودھ نکلے اسکا کھانا جائز ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نجاست پانی کی مانع حلت سنگھاڑے کی نہیں اور جزئیہ بھی حلت سنگھاڑے کا کہیں دیکھا تھا اسوقت نظر میں نہیں آتا فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سلطان روم خلد اللہ ملکہ خلیفہ اور امام المسلمین ہے یا نہیں اگر ہے تو زید معترض ہے کہ خلافت میں شرط قریشی ہونیکی ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے الائمة من قریش والناس تبع لقریش فی ہذا الشان ولا یزال ہذا الامر فی قریش ما بقی منہم اثنان وان ہذا الامر فی قریش لا یعادیہم احد الا اکبہ اللہ علی وجہہ ما اقاموا الدین حالانکہ سلطان روم قریشی نہیں پس کیونکر انکو خلیفہ کہتے ہیں ماورائے این اگر سلطان خلیفہ ہیں تو کیوں نام نامی انکا موافق شرع شریف کے بروز جمعہ وعیدین خطبہ میں ملک ہند اور دیگر املاک میں نہیں پڑھا جاتا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

سلطان روم ایدہ اللہ تعالے لنصرة الدین بلاشبہ خلیفہ ہیں اور امام مسلمین ہیں اور وہ جو معترض نے بعض احادیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ امام وخلیفہ میں قریشی ہونا شرط ہے جواب اسکا یہ ہے کہ فی الواقع یہ احادیث صحیح ہیں اور موافق اسکے قرشیت بلکہ بمقتضائے بعض احادیث اخر کے اجتہاد وعدالت وذکورت اور شجاعت وغیرہ بھی شرط ہیں خلیفہ میں لیکن معنے اشتراط کے یہ ہیں کہ خلیفہ حقیقی اور مستحق امامت وہ ہے جو جامع اس شرائط کا ہو اور کبھی غیر مستحق بھی اس منصب کو لیلیتا ہے اور مومنین کو بضرورت رفع فتنہ کے تسلیم کرنیکا حکم کیا جاتا ہے اور باصطلاح شرع اسکو خلیفہ اور امام کہا جاتا ہے تو ایسے خلیفہ میں تحقق شرط قرشیت وغیرہ ضروری نہیں ہے قال العلامة ابن الہمام فی مسایرة یثبت عقد الامامة اما باستخلاف خلیفة ایاہ کما فعل ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ واما ببیعة جماعة من العلماء او من اہل الرای والتدبیر انتہی ثم قال بعد ذلک لو تعذر وجود العلم والعدالة فیمن تصدی للامامة وکان فی صرفہ عنہا اثارة الفتن والاختلاف والنزاعات بین المسلمین ولہذا حکمنا بانعقاد امامة کیلا یکون کمن یبنی قصرا ویہدم مصرا اذا تغلب آخر علی المتغلب وقعد مکانہ انعزل الاول وصار الثانی اماما ویجب طاعة الامام عادلا کان او جائرا اذا لم یخالف الشرع فقد علم انہ یصیر اماما بثلاثة امور لکن الثالث فی امام المتغلب وان لم یکن فیہ شروط الامامة وقد یکون بالتغلب مع المبایعة وہو الواقع فی سلاطین الزمان نصرہم الرحمان انتہی نقلا عن الشامی وقال فی شرح العقائد النسفیة قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الخلافة بعدی ثلثون سنة ثم یصیر ملکا عضوضا والمراد الخلافة الکاملة

Marfat.com

وہی الخلافۃ الحقیقۃ فلابنا فی ذلک تسمیۃ الائمۃ من اہل الحل والعقد وبعض من بعدہم خلیفۃ ولا ما ذکرہ الفقہاء من انہ یجوز اطلاق خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی السلطان انتہی اور یہ جو کہا کہ اگر سلطان خلیفہ ہیں تو نام انکا خطبہ میں کیوں نہیں پڑھا جاتا تو جواب اسکا یہ ہے کہ خطبہ میں پڑھنا نام خلیفہ کا واسطے دعا کے فرض یا واجب یا سنت نہیں بلکہ مستحب بھی نہیں فقط ایک امر جائز ہے کما قال فی الدر المختار ویندب ذکر الخلفاء الراشدین بالتعیین لا الدعاء للسلطان وجوزہ القہستانی پس علماء ہندوستان جائز امر کو نہیں اختیار کیا اس سے خلافت میں نقصان نہیں آتا اور ملک عرب میں اور مصر اور شام اور روم وغیرہ میں خطبوں میں انکا نام پڑھا جاتا ہے اور دعا واسطے انکے کیجاتی ہے فقط ہذا ما ظہر لی فی الجواب واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مرض چیچک کے واسطے ٹیکا لگانا قبل چیچک نکلنے کے کہ قبل مرض کے علاج کرنا ہے جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو ٹیکا لگانا بموجب رواج کے کہ ایک کا پانی یا پیپ لیکر دوسرے کے جسم میں لگاتے ہیں جائز ہے یا نہیں

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ٹیکا لگانا واسطے دفع مرض چیچک کے جائز ہے اگرچہ یہ علاج قبل مرض کے ہے لیکن علاج میں واقع ہونا مرض کا ضروری نہیں بحفظ صحت اور دفع مرض آیندہ کا بھی علاج کیا جاتا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا استعمال ادویہ مسہل قبل وقوع مرض کے فرمایا ہے کما لا یخفی اور امر بھی فرمایا ہے کما روی ابن ماجۃ عن ابراہیم ابن ابی عبلۃ عن عبد اللہ ابن حرام یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالسناء والسنوت فان فیہما شفاء من کل داء الا السام الحدیث وقال فی زاد المعاد قواعد طب الابدان ثلثۃ حفظ الصحۃ والحمیۃ عن المؤذی واستفراغ المواد الفاسدۃ انتہی باقی رہا یہ امر کہ لگانا پانی یا پیپ کا جو نجس ہے دوسرے کے بدن کو واسطے علاج کے جائز ہے یا نہیں تو جواب یہ ہے کہ جائز ہے قال فی رد المحتار اذا سال الدم من انف انسان ولا ینقطع حتی یخشی علیہ الموت انہ لو کتب فاتحۃ الکتاب او الاخلاص بذلک الدم علی جبہۃ ینقطع فلا یرخص لہ فیہ وقیل یرخص کما رخص فی شرب الخمر للعطشان واکل المیتۃ فی المخمصۃ وہو الفتوی انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حضرت خضر علی نبینا وعلیہ السلام کا ذکر جو قرآن مجید میں آیا ہے وہ زندہ ہیں یا نہیں اور بعض اولیاء اللہ تعالے نے بعض مقام پر مثل حضرت غوث الثقلین وغیرہم کے ملاقات کی ہے [illegible] وہ بھی خاک پاچکد شتی کی پاک ہے یا نہیں بعض اہل علم کہتے ہیں کہ خاک پاچکد شتی سوختہ

Marfat.com

کی خشک پاک ہے بعد تر ہونیکے طاہر نہیں رہتی ورنہ ہر نجاست سوختہ کی خاک پاک ہوجاوے جیسے انسان یا خنزیر کی
انکی نجاست بعد تر ہونیکے طاہر نہیں رہتی عورت اگر مرد کی طرح اور مرد عورت کیطرح اگر تشہد میں بیٹھے تو نماز درست
ہوگی یا نہیں بعض لوگ مراتق حدیث کے کوئی تفرقہ دونوں میں نہیں کرتے زکوٰۃ زیورات پر واجب ہے یا نہیں کفقد
سے جو نیکیاں ہوتی ہیں انکا بدلہ دنیا میں حق تعالےٰ اُنکو دیگا یا آخرت میں بقدر اُس کے تخفیف عذاب ہوجاویگی
نکاح میں یہ شرط کرنا کہ بعد عقد کے اپنی زوجہ کو اپنے گھر سے باہر نجانے دونگا حتی کہ والدین کے گھر کی بھی شرط کرلی
اور اُسپر والدین منکوحہ کے راضی بھی ہوگئے آیا نکاح صحیح ہو یا فاسد اور یہ شرط عندالقاضی معتبر ہوگی یا نہیں اور عنداللہ
کیا حکم ہے جو حوض دہ دردہ سے کم ہو اور پانی نل کا یعنی بنبہ کا جو دریا سے اُس میں آتا ہے اور اکثر اوقات باوجود
بھرجانے کے بھی بنبہ جاری رہتا ہو تو اُس کا کیا حکم ہے ہروقت پانی پاک جاری کا حکم ہے یا وقت جاری ہونیکے
پانی پاک اور وقت رک جانیکے ناپاکی سے ناپاک ہوجاویگا فقط اور ایسی حوض میں جو کوئی غسل کرے تو وہ پانی
مستعمل طاہر غیر مطہر ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جنکا ذکر قرآن شریف میں ہے زندہ ہیں اور اکثر اولیاء اللہ تعالےٰ کی ملاقات
اُنسے منقول ہے اور فوائد کثیرہ اولیاء کرام کو اُن سے حاصل ہوئے قال فی تفسیر روح البیان تحت قولہ تعالےٰ فوجدا
عبدا من عبادنا الآیۃ الجمہور علی انہ الخضر وعلی انہ نبی غیر مرسل وفی تفسیر البغوی اربعۃ من الانبیاء احیاء الی یوم البعث
اثنان فی الارض الخضر والیاس واثنان فی السماء ادریس وعیسیٰ علیہ السلام وقال الہروی ان الخضر قد جاء النبی علیہ السلام
مرارا واما ذکرہ علیہ السلام لوکان حیا لزارنی فلا یرح وقوع الزیارۃ بعدہ انتہی وقال ایضا اختلفوا فی حیاتہ والاکثر علی
انہ موجود بین اظہرنا وہذا متفق علیہ الصوفیۃ لان حکایاتہم انہم رأوہ فی المواضع الشریفۃ وکلموہ اکثر من ان یحصی نقلہ
الشیخ الاکبر فی الفتوحات المکیۃ وابو طالب المکی فی کتبہ والحکیم الترمذی فی نوادرہ وغیر ذلک من المحققین من سادات الامۃ
الذین لا یتصور اجتماعہم علی الکذب والافتراء انتہی مختصرا جواب سوال دوم خاک پاخانہ کی بلکہ جمیع نجاسات کی مختلف
فیہ ہے صحیح مفتی بہ یہ ہے کہ پاک ہے خواہ خشک ہو یا تر قال فی شرح المنیۃ ولو احرقت العذرۃ او الروث فصار کل منہا
رمادا او مات الحمار فی المملحۃ وکذا ان وقع بعد موتہ وکذا الکلب والخنزیر لو وقع فیہا فصار ملحا زالت نجاستہ
وطہرعند محمد خلافا لابی یوسف واکثر المشائخ اختاروا قول محمد وعلیہ الفتوی نعلم ان الحکم عند محمد عدم فساد البیر لو وقع
ذلک الرماد انتہی مختصرا اور ظاہر ہوگیا کہ یہ قول کسی شخص کا کہ خاک انسان یا خنزیر کی بعد تر ہونیکے طاہر نہیں خلاف
مفتی بہ اور غلط ہے۔ جواب سوال سوم اگر عورت مرد کیطرح اور مرد عورت کیطرح جلسہ تشہد میں بیٹھے تو نماز بکراہت
درست ہوگی اسواسطے کہ یہ جلسہ تشہد بنہج خاص واسطے ہر ایک کے مرد وعورت میں مسنون ہے لہٰذا ترک سنت سے

جواب سوال اول

نماز میں کراہت ہوگی قال فی شرح المنیۃ فاذا رفع المصلی راسہ من السجدۃ الثانیۃ فی الرکعۃ الثانیۃ افترش رجلہ الیسری وجلس علیہا ونصب رجلہ الیمنی نصبا ووجہ اصابعہ ای اصابع رجلہ الیمنی نحو القبلۃ ہذہ کیفیۃ القعود المسنون فی القعدتین عندنا وعند مالک التورک کما قلنا فی المرأۃ انتہی وقال ایضا ویقعد فی القعدۃ الاخیرۃ مثل ما قعد فی القعدۃ الاولیٰ والمرأۃ تقعد علی الیتہا الیسری فی القعدتین الاولی والاخیرۃ وتخرج کلی رجلیہا من الجانب الآخر انتہی وقال فی التلویح ترک السنۃ المؤکدۃ قریب من الحرام انتہی جواب سوال چہارم زکوۃ نوٹ پر واجب ہے اس لئے کہ نوٹ منجملہ عروض تجارت ہیں اور عروض تجارت پر بشرائط زکوۃ زکوۃ واجب ہے قال فی الدر المختار وفی عروض التجارۃ قیمتہ نصاب وہو ہہنا الیس بتعداد انتہی جواب سوال پنجم کفار جو اعمال خیر کرتے ہیں اوس کا بدلہ دنیا میں ہے نہ آخرۃ میں بلکہ اعمال اُنکے بالکل محبوط اور ضائع ہوتے ہیں قال اللہ سبحانہ تعالیٰ اولئک الذین حبطت اعمالہم فی الدنیا والآخرۃ الآیۃ قال فی تفسیر روح البیان حبطت اعمالہم التی کانوا یستحقون بہا الاجور لو قارنت الایمان مثل الانفاق فی وجوہ الخیر وصلۃ الرحم وغیر ذلک اے ضاعت وبطلت بالکلیۃ ولم یترتب علیہا اثر فی الدنیا والآخرۃ انتہی جواب سوال ششم حسب نکاح میں مثلا یہ شرط کی کہ بعد عقد کے اپنی زوجہ کو اپنے گھر سے باہر نجانے دونگا یہ نکاح صحیح ہے اور شرط باطل ہے عند القاضی اصلا معتبر نہوگی قال فی الدر المختار لا یبطل النکاح بالشرط الفاسد وانما یبطل الشرط دونہ یعنی لو عقد النکاح مع شرط فاسد لم یبطل النکاح بل الشرط انتہی جواب سوال ہفتم جو حوض وہ در دہ سے کم ہے اور اس میں منبع سے پانی آتا ہے اور جاتا ہی تو وہ حوض وقت جاری ہونیکے پاک ہے اور حکم آب جاری کا رکھتا ہے اور جب آمد پانی کی موقوف ہوجایگی تو حکم اس کا ماء راکد ہے نہ جاری کا اسوقت نجاست قلیل پڑنے سے نجس ہوجائے گا قال فی الدر المختار والحقوا بالجاری حوض الحمام لو الماء نازلا والغرف متدارک کحوض صغیر یدخلہ الماء من جانب ویخرج من آخر انتہی قال علیہ فی رد المحتار وکذا حوض غیر الحمام لانہ فی الظہیریۃ ذکر ہذا الحکم فی حوض اقل من عشر فی عشر انتہی اور اس حوض میں اگر کوئی غسل کرے تو بلاشبہ پانی اُس کا مستعمل طاہر غیر مطہر ہوگا واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال بسم اللہ العلی الاکبر ما قولکم ایہا العلماء الکرام رحمکم اللہ قرآن مقدس کا ترجمہ کرنا بدون نقل الفاظ ونظم قرآن مقدس کے کسی زبان کنڑی ہو یا مرہٹی ہو یا سنسکرت بغرض اشاعت دین جائز ہے یا نہیں فقط بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ترجمہ کرنا قرآن شریف کا کسی زبان میں بدون نقل نظم قرآن شریف کے نہیں جائز قال فی رد المحتار فی الفتح

Marfat.com

عن الثانی ان اعتاد القرءۃ بالفارسیۃ اواراد ان یکتب مصحفا بہا یمنع وان فعل فی آیۃ وآیتین لا فان کتب القرآن وتفسیر کل حرف وترجمتہ جاز انتہی وقال ایضاً والظاہر ان الفارسیۃ غیر قید انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مثلاً کوئی شخص ظہر کی سنت کی دوسری رکعت پڑھتا ہوا ور فرض کیواسطے تکبیر کہے تو شخص نماز توڑ کر شامل ہو جاوے اور دو رکعت پوری کرے حکم از روئے شرع کیا ہے مسئلہ ثانی بعد نماز فرض کوئی شخص یا چند اشخاص درود شریف پڑھتے ہوں اس طرح پر صلی اللہ وسلم علیک یا رسول اللہ اس کے واسطے کیا حکم ہے درست ہے یا نادرست اور اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ کے سننے کے وقت انگوٹھوں کا چومنا اور آنکھ سے لگانا مستحب ہے یا نہیں حدیث اس کی ضعیف ہے یا موضوع چومنے والوں کو بدعتی کہنا درست ہے یا نہیں گنہگار اس کا کہنے والا ہوتا ہے یا نہیں اور درود شریف مذکور کے کہنے والے کو مشرک اگر کوئی کہے اس کا کیا حکم ہے اور کھڑا ہونا وقت ذکر ولادت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درست ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو شخص سنت ظہر پڑھتا ہو اور امام نماز ظہر بجماعت شروع کرے تو سنت ظہر پڑھنے والے کو چاہیے کہ چار رکعت سنت پوری کرے اور سنت کو نہ قطع کرے اور نہ دو رکعت پڑھکر سلام پھیرے اور اگر دو رکعت پڑھکر سلام پھیر کر شریک جماعت ہو جائے گا تو جب بھی مضائقہ نہیں قال فی الدر المختار والشارع فی النفل لا تقطع مطلقاً ویتمہ رکعتین وکذا سنۃ الظہر وسنۃ الجمعۃ اذا اقیمت او خطب الامام یتمہا اربعا علی القول الراجح انتہی اور درود شریف صلی اللہ وسلم علیک یا رسول اللہ پڑھنا درست ہے اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں کو لگانا وقت کہنے موذن کے اشہد ان محمد رسول اللہ مستحب ہے قال فی رد المحتار یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشہادۃ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعند الثانیۃ منہا قرۃ عینی بک یا رسول اللہ ثم یقول اللہم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفر الابہامین علی العینین کذا فی کنز العباد وفی کتاب الفردوس من قبل ظفر ابہامیہ عند سماع اشہد ان محمد رسول اللہ فی الاذان انا قائدہ ومدخلہ فی صفوف الجنۃ من المقاصد الحسنۃ للسخاوی انتہی مختصراً اور حدیث اس باب میں جو وارد ہے ضعیف ہے موضوع نہیں کما یظہر من تذکرۃ الموضوعات لمولانا محمد طاہر اور چومنے والیکو جو بدعتی کہتا ہے وہ شخص برا کرتا ہے اور اسی طرح درود شریف پڑھنے والیکو مشرک کہتا ہی بہت گنہگار ہوتا ہے اور کھڑا ہونا ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں واسطے تعظیم ذکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درست ہے کما فی السیرۃ الحلبیۃ والسیرۃ الشامیۃ واللہ سبحانہ اعلم

Marfat.com

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہٗ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ ایک شخص کے یہاں مجلس میلاد تھی اوس نے اپنے احباب اہل اسلام کو بذریعہ فرد اسم الصلاۃ دی اور مثالی فرد پر یہ عبارت تھی (نحمدہ ونصلی) اما بعد آج غریب خانہ پر بعد مغرب مجلس میلاد شریف ہے صاحبان ذیل حاضر مجلس شہنشاہ انبیاء علیہ وعلی الہ التحیۃ والثنا ہوکر سماعت ذکر مناقب و ولادت شریف وغیرہ سے فیض یاب ہوں ایک شخص نے اپنے نام پر یہ عبارت تحریر کی ہے کہ ایسی مجلسوں میں اہل سنت نہیں آیا کرتے آیا یہ شخص فاسق العقیدہ ہے یا نہیں اور فساد کس درجہ کا اور اس کے پیچھے اقتدا کیا ہے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

بلاشبہ یہ شخص فاسد العقیدہ ہے جو مجلس ذکر مناقب اور ذکر ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتا ہے کہ ایسی مجلسوں میں اہل سنت نہیں آیا کرتے نعوذ باللہ سبحانہ منہا قال القاضی فی الشفاء قال ابو ابراہیم التجیبی واجب علی کل مسلم متی ذکرہ او ذکر عندہ ان یخضع ویخشع ویتوقر ویسکن من حرکتہ ویاخذ فی ہیبتہ واجلالہ بما کان یاخذ بہ نفسہ لو کان بین یدیہ ویتادب بما ادبنا اللہ بہ لیکن بحسب ظاہر حکم شرع کے یہ متعین نہیں کہ فساد کس درجہ کا ہے البتہ مبتدع ہونا اوس شخص کا متعین ہے اسیطرح مجرد اس کلام سے حکم عدم صحت اقتدا اس شخص کا نہیں کرسکتے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہٗ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ چہ میفرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں مسائل سوال اول اطاعت والدین کی بیٹا بیٹی پر شوہر دار ہو یا غیر شوہر دار دونوں پر برابر و بلا فرق فرض ہے یا نہیں در فرضیت اس کی کونسی دلیل شرعی سے ثابت ہے اس کو بہ تفصیل مع دلائل کے بیان فرماے سوال دوم اطاعت شوہر کی زوجہ پر فرض ہے یا نہیں اس کی فرضیت پر کیا دلیل ہے سوال سوم بیٹی پر بعد شوہر دار ہو جانے اون کے کے فرضیت اطاعت والدین کی اٹھ جاتے ہیں بسبب فرضیت اطاعت شوہر انکے کے بالکل ساقط ہو جاتی ہے یا بعض باقی رہتی ہے اور بعض ساقط جو شق صحیح ہو اس کو بتوضیح تمام مع الدلیل ارقام فرمادیں سوال چہارم درصورت فرضیت اطاعت والدین و فرضیت اطاعت زوج عورت پر دونوں کی اطاعت برابر ہے یا کم و بیش اور باپ و شوہر کے درجہ میں کیا تفاوت ہے اعلیٰ درجہ کس کا ہے سوال پنجم عاق کرنا والدین کا جو مشہور عوام جہلاء میں ہے بیٹا و بیٹی دونوں پر موثر ہے یا صرف بیٹے ہی پر اور عاق کرنے کا اثر اس پر جو عاق کیا گیا ہے کیا مرتب ہوتا ہے سوال ششم مثلاً زید اپنی زوجہ مسماۃ ہندہ کو ایک امر جائز کی جابرانہ حکم اس طور پر کرتا ہو کہ اگر

Marfat.com

تو میرے اس حکم کی تعمیل نکرے گی تو بسبب اس کے کہ یہہ عدول حکمی تیری باعث ایذا و تکلیف میرے
دل کی ہوگی میں تجھکو طلاق دیدونگا اور پدر مساۃ مذکورہ کا تعمیل حکم شوہر سے اس طور پر روکتا ہو کہ منع کرتا
ہو کہ اگر تو اپنے شوہر زید کے حکم کی تعمیل کرے گی تو بسبب اس تیرے عقوق کے کہ موجب ایذا و تکلیف میرے
دل کا ہے تجھسے نہایت ناراض ہونگا اور قیامت میں تیرا دامن گیر ہونگا یا اس کا عکس یعنی باپ بطور مذکور
حکم کرتا ہو اور شوہر بطور مسطور مانع ہوتا ہو تو اس صورت میں عورت
کو عقوق باپ اختیار کرنا بہتر ہوگا یا طلاق شوہر سوال ہفتم بعد نکاح کر دینے دختر کے باپ چاہتا ہے
کہ لڑکی ہمارے گھر میں رہے اور شوہر چاہتا ہے کہ ہمارے گھر اور باپ ہر طرح محتاج اس سے خدمت لینے کا
نہیں ہے اور باپ نے ایجاب نسبت میں قبل نکاح کے داماد سے یہہ شرط بھی کرالی تھی کہ دختر ہماری گھر میں رہے گی اور
تمکو بھی یہیں رہنا پڑے گا تو اس صورت میں عورت کو باطاعت والدین والدین کے گھر میں رہنا چاہئے یا باطاعت
شوہر شوہر کے گھر اور یہہ شرط مذکورہ باپ کا اس عورت کے شوہر کے ساتھ صحیح ہے یا نہیں فقط
سوال ہشتم عورت زیارت والدین و دیگر محارم میں محتاج اذن شوہر کی ہے یا نہیں سوال نہم عورت
بخلاف حکم مرضی اپنے زوج کے مکان شوہر سے بارادہ زیارت والدین کے مکان میں کہ مکان میں والدین
کا اس کے محلہ مسکونہ میں ہو یا مثلاً دو کوس پر ہو یا اس سے بھی زیادہ دور ہو جا سکتی ہے یا نہیں اور اگر والدین
عورت مذکورہ کے خواہش کریں کہ اپنی دختر سے اس کے شوہر کے مکان میں آکر ملاقات کریں تو شوہر کو حق
منع کا ہے یا نہیں اور عورت خلاف حکم مرضی اپنے شوہر کے اپنے والدین کو مکان شوہر میں آنے دیسکتی ہے
یا نہیں سوال دہم مثلاً پدر عورت خواہ ماں اس کی کوئی مرض مہلک و قتال میں مبتلا ہوئی اور ایسا ہی اس
کا شوہر بھی مرض مہلک و قتال میں مبتلا ہوئے اور سوائے عورت مذکورہ کے دونوں کا یعنی پدر و شوہر
مذکورہ کا کوئی خبر گیراں اور خدمت کنندگان نہیں ہے اور اس وقت میں دونوں محتاج شدید خدمت
کے ہیں اور ایسا بھی نہیں ہوسکتا ہے کہ دونوں کی خدمت اور خبر گیری اس سے انجام پا وے اگر باپ
کی خدمت و خبر گیری کرتی ہے تو ترک خدمت و عدم خبر گیری شوہر کی لازم آتی ہے یا اس کا عکس تو اس صورت
میں اس عورت کو کیا کرنا چاہیے آیا ترک خدمت والدین خدمت شوہر کی کرنا چاہیے یا ترک خدمت شوہر خدمت والدین
کی کرنا چاہیے بینوا بالقرآن واحادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم واستشہدوا باقوال العلماء الفحول فقط
بینوا توجروا ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول اطاعت والدین کی بیٹا اور بیٹی پر شوہر دار ہو یا غیر شوہر دار فرض ہے اور فرضیت اس کی

Marfat.com

ثابت ہے نص قطعی سے قال اللہ سبحانہ تعالیٰ وقضی ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا قال فی معالم
التنزیل اسے امر ربک واجب قال فی روح البیان اسے امر کل مکلف امرا مقطوعا بہ فانہم الواجبات بعد التوحید
احسانہا انتہی وقال الخطیب فی السراج المنیر تحت قولہ تعالیٰ ووصینا الانسان بوالدیہ اسے امرناہ ان یبرہما ویطیعہما
ویقوم بہما انتہی اور احادیث کثیرہ بھی اس باب میں وارد ہیں فی المشکوٰۃ عن عبد اللہ ابن عمرو قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم رضی الرب فی رضی الوالد وسخط الرب فی سخط الوالد رواہ الترمذی وعن ابی امامۃ ان رجلا قال یا رسول اللہ ما
حق الوالدین علی ولدہما قال ہما جنتک ونارک رواہ ابن ماجۃ انتہی لیکن اطاعت مخلوق میں خواہ والدین ہوں یا غیر انکے
یہ امر شرط ہے کہ معصیت الٰہی نہو ورنہ معصیت الٰہی میں اطاعت کسی کی جائز نہیں فی المشکوٰۃ عن ابن عمر قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السمع والطاعۃ علی المرء المسلم فیما احب وکرہ ما لم یؤمر بمعصیۃ فاذا امر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ متفق علیہ وعن
علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا طاعۃ فی معصیۃ اللہ انما الطاعۃ فی المعروف متفق علیہ انتہی پس جب
بیٹی شوہردار ہو جاتی ہے تو اطاعت شوہر اس پر فرض ہو جاتی ہے اس حالت میں اسپر اطاعت والدین کی ان
امور میں جو مخالف طاعت مفروضہ شوہر کے ہوں فرض کیا مباح بھی نہیں کما یجئ مفصلا فی الاجوبۃ الآتیۃ فقط
جواب سوال دوم اطاعت شوہر کی زوجہ پر فرض ہے اور دلیل فرضیت اس کی اول آیات متعددہ منجملہ ان کے
ولہن مثل الذی علیہن بالمعروف وللرجال علیہن درجۃ قال الامام الرازی فی تفسیرہ فاعلم ان اللہ تعالیٰ لما بین
انہ یجب ان یکون المقصود من المراجعۃ اصلاح حالہا لا ایصال الضرر الیہا بین ان لکل واحد من الزوجین
حقا علی الآخر وان الزوج کالراعی والامیر والزوجۃ کالمامور والرعیۃ فیجب علی الزوج بسبب کونہ امیرا و
راعیا ان یقوم بحقہا ومصالحہا ویجب علیہا فی مقابلۃ ذلک اظہار الانقیاد والطاعۃ للزوج انتہی مختصرا وفی التفسیرات
الاحمدیۃ قولہ تعالیٰ ولہن مثل الذی علیہن بالمعروف ایمار الی حقوق کل من الزوج والزوجۃ علی الآخر فحقوق
الزوج علی الزوجۃ الخدمۃ والآداب وترک الاعراض علیہ وامتثال اوامرہ بالکلیۃ والانقیاد والاکثر ترک المنع
من الوطی حتی شاء وکیف شاء انتہی اور ثانیا احادیث کثیرہ صحیحہ منجملہ ان کے حدیث ترمذی عن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت آمر احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا انتہی اور حدیث امام
احمد جو مشکوٰۃ میں ہے لو کنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا ... ان تنقل من
جبل اصفر الی جبل اسود ومن جبل اسود الی جبل ابیض کان ینبغی لہا ان تفعل ... حدیث بیہقی المروی
فی المشکوٰۃ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ لا یقبل اللہ لہم صلوٰۃ ولا تصعد لہم حسنۃ العبد
الآبق حتی یرجع الی موالیہ فیضع یدہ فی ایدیہم والمرأۃ الساخط علیہا زوجہا والسکران حتی یصحو انتہی فقط جواب
سوال سوم اولا عورت پر اطاعت والدین مطلقا فرض تھی اس کے بعد اطاعت شوہر بعد شوہر دار ہونے کے

جواب سوال دوم

جواب سوال سوم

Marfat.com

فرض ہوئی والدلیل علیہا مر آنفا تو جن امروں میں اطاعت والدین منافی اطاعت شوہر ہوگی اُن امروں میں بمقتضائے احادیث سابقہ وحدیث صحیح لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق کے اطاعت والدین ساقط ہوجائیگی اور باقی میں باقی رہے گی قال الامام الغزالی فی الاحیاء النکاح نوع رق فہی رقیقۃ لہ فعلیہا طاعۃ الزوج مطلقا فی کل ما طلب منہا فی نفسہا مما لا معصیۃ فیہ وقد ورد فی حق الزوج علیہا اخبار کثیرۃ قال صلی اللہ علیہ وسلم ایما امرءۃ ماتت وزوجہا عنہا راض دخلت الجنۃ وکان رجل قد خرج الی سفر وعہد الی امرءتہ ان لا تنزل من العلو الی السفل وکان ابوہا فی الاسفل فمرض فارسلت المرءۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تستاذن فی النزول الی ابیہا فقال صلی اللہ علیہ وسلم اطیعی زوجک فمات فاستامرتہ فقال اطیعی زوجک فدفن ابوہا فارسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخبرہا ان اللہ تعالے قد غفر لابیہا لطاعتہا لزوجہا انتہی وقال امام الرازی فی التفسیر الکبیر واذا ثبت فضل الرجل علی المرءۃ ظہر ان المرءۃ کالاسیر العاجز فی ید الرجل ولہذا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استوصوا بالنساء خیرا فانہن عندکم عوان انتہی جواب سوال چہارم جن امروں میں اطاعت زوج کی اوپر زوجہ کے فرض ہے انمیں اطاعت شوہر مقدم ہے اوپر اطاعت والدین کے نہ باقی اموروں میں کما ظہر من الاحادیث والروایات المذکورۃ السابقۃ فقط جواب سوال پنجم عقوق اپسر اور دختر دونوں میں برابر ہوتا ہے اور معنی عقوق کے نافرمانی غیر معصیت میں اور ایذا رسانی کے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکبائر الاشراک باللہ وعقوق الوالدین وقتل النفس والیمین الغموس رواہ البخاری قال فی المرقاۃ عقوق الوالدین قطع صلتہما وقیل ہو ایذاء لا یحتمل مثلہ من الولد عادۃ وقیل عقوقہما مخالفۃ امرہما فیما لم یکن معصیۃ انتہی اور اثر عقوق کا فاسق ہوجانا ہے عاق کا جب تک کہ توبہ نکرے فقط جواب سوال ششم ایسی حالت میں عورت کو اطاعت اپنی شوہر کی لازم ہے نہ اطاعت پدر کی کما ظہر من الاحادیث والروایات المنقولۃ آنفاً اور اس حالت میں نافرمانی پدر کی حق دختر میں عقوق شرعی نہیں ہے اسواسطیکہ نافرمانی شوہر کی معصیت ہے اور حرام اور پدر اس کا امر کرتا ہے اس معصیت اور حرام کا پس معصیت میں اطاعت والدین کی فرض کیا مباح بھی نہیں والدلیل علیہ قد مر اوران جوابات سے جواب باقی چار سوالوں کا بھی ظاہر ہوگیا یعنی جب اطاعت شوہر مقدم ہوگی تو عورت کو باطاعت شوہر شوہر کے گھر رہنا چاہیئے نہ والدین کے گھر اور شرط والدین کی اپنے گھر رکھنے کی لغو ہے عورت کو بلا اجازت شوہر کے کسی محرم یا والدین کے زیارت نہیں جانا چاہیئے عورت بلا اجازت شوہر کے والدین کے مکان تک بالاخانہ سے نیچے تک جا سکتی ہے والدین مریض کیوں نہ ہوں نہیں جا سکتی اسیطرح والدین عورت کے

جواب سوال چہارم جواب سوال پنجم

جواب سوال ششم

جواب سوال ہفتم و ہشتم و نہم و دہم

Marfat.com

عورت سے بغیر مرضی شوہر کے ملاقات نہیں کر سکتی   اور شوہر کو ملاقات والدین
سے بہ مصلحت حق منع پہونچتا ہے اگر عورت باجازت شوہر والدین و شوہر دونوں کی خدمت کر سکتی ہے
تو بہا ورنہ شوہر کی ہی خدمت کرے گی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ   الجواب الجواب محمد عبد الغفار خان عفی عنہ

سوال۔ ما قولکم رحمکم اللہ تعالےٰ اندرینکہ خواندن انگریزی و آموختن آن و تعلیم کنانیدن اطفال خود را
قواعد و ضوابط زبان انگریزی بر اہل اسلام جائز است یا نہ بینوا بہذا الکتاب توجروا عند اللہ تعالےٰ
یوم الجزاء والحساب فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

خواندن انگریزی و آموختن آن عامہ مکلفین اہل اسلام را و ہمچنین تعلیم کنانیدنش اطفال مومنین را حرام است
زیرا کہ خواندن و آموختن و ممارست آں موجب مناسبت و اختلاط و مورث مودت و ارتباط است
بنصرانیان بلکہ مقصود اصلی خوانندگان و تعلیم کنانندگانش ہمیں است و اختلاط با نصرانیان و ارتباط با ایشان
و ہمچنین موجبات و اسباب آن حرام است و اجتناب و دوری گزیدن تا بمقدور ازانان واجب است
بنصوص صریحہ و احادیث صحیحہ قال اللہ سبحانہ تعالےٰ لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون
من حاد اللہ ورسولہ الآیۃ قال علیہ فی الکشاف والغرض بہ انہ لا ینبغی ان یکون ذلک وحقہ ان یمتنع
ولا یوجد علی مبالغۃ فی النہی عنہ والزجر عن ملابستہ والتوصیۃ بالتصلب فی مجانبۃ اعداء اللہ ومباعدتہم والا
حتراس عن مخالطتہم ومعاشرتہم وزاد ذالک تشدیدا وتاکیدا بقولہ ولو کانوا آباءہم وبقولہ اولٰئک
کتب فی قلوبہم الایمان وبمقابلۃ قولہ اولٰئک حزب الشیطان بقولہ اولٰئک حزب اللہ فلا تجد شیئا ادخل
فی الاخلاص من موالاۃ اولیاء اللہ ومعاداۃ اعدائہ بل ہو الاخلاص بعینہ انتہی و در محل دیگر حضرت حق سبحانہ
میفرماید یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الیہود والنصارےٰ اولیاء بعضہم اولیاء بعض ومن یتولہم منکم
فانہ منہم الآیۃ قال علیہ فی الکشاف لا تتخذوہم اولیاء تنصرونہم وتستنصرونہم وتواخونہم وتصافونہم
وتعاشرونہم معاشرۃ المؤمنین ثم علل النہی بقولہ بعضہم اولیاء بعض اے انما یوالی بعضہم بعضا لاتحاد ملتہم واجتماعہم
فی الکفر فما لمن دینہ خلاف دینہم ولموالاتہم ومن یتولہم منکم فانہ منہم من جملتہم وحکمہ حکمہم وہذا التغلیظ
من اللہ وتشدید فی وجوب مجانبۃ المخالف فی الدین واعتزالہ کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا تتراءی ناراہما ومنہ قول عمر رضی اللہ عنہ لابی موسی الاشعری فی کاتبہ النصرانی لا تکرموہم اذ اہانہم اللہ
ولا تامنوہم اذ خونہم ولا تدنوہم اذ اقصاہم اللہ وروی انہ قال لہ ابو موسی لا قوام للبصرۃ الا بہ فقال

Marfat.com

مات النصرانی والسلام یعنی ہب انہ قد مات فما کنت تکون صانعا صنعہ فاصنعہ الساعۃ وامتحن فیہ بخیر انتہی و ہمچنین است
در تفسیر کبیر و نیشاپوری وغیرہ من کتب التفسیر قال بیضاوی لا تتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء اے فلا تعتمدوا
علیہم ولا تعاشروہم معاشرۃ الاحباب بعضہم اولیاء بعض ایماء الی علۃ النہی فانہم متفقون علی خلافکم یوالی
بعضہم بعضا لاتحادہم فی الدین واجتماعہم علی مضادتکم ومن یتولہم منکم فانہ منہم ای من والاہم منکم فانہ
من جملتہم وہذا تشدید فی وجوب مجانبتہم کما قال علیہ السلام لا تتراءے ناراہما انتہی و در مسلم الثبوت وغیرہ
من کتب الاصول مرقوم است کہ تحصیل اسباب واجب واجب است و تحصیل اسباب حرام حرام است کما قال تحصیل
اسباب الواجب واجب وتحصیل اسباب الحرام حرام بالاجماع انتہی و در احیاء العلوم میفرماید کہ انبساط و معاشرت
و دوستانہ از کافر حرام است و نصہ فالکافر ان کان محاربا فہو مستحق للقتل والاسر ولیس بعد ہذین الامرین اہانۃ
واما الذمی فانہ لا یجوز ایذاءہ الا بالاعراض عنہ والتحقیر لہ بالاضطرار الی اضیق الطریق وبترک المصافحۃ بالسلام
والکلام والکف عن مخالطتہ ومعاملتہ ومواکلتہ فاما الانبساط معہ والاسترسال الیہ کما یسترسل الی الاصدقاء فہو مکروہ
کراہۃ شدیدۃ یکاد ینتہی ما ینتہی منہ الی حد التحریم قال اللہ تعالیٰ لا تجد قوما یومنون الخ وقال اللہ تعالیٰ
لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء الخ وقال علیہ السلام المسلم والمشرک لا تتراءی ناراہما وانچہ بعض علماء
در فتوای خود مینویسد خواندن و آموختن زبان انگریزی کہ لسان سلطان وقت است بمقدار فہمیدن
گفتگوی انگریزان و قدرت فہمیدن نوشتہ ایشان و بمقدار قوت کتابت قرطاس متعلقہ شان کہ امور
معاش تعلق قوی بآن دارد بغیر آن نقصان مال و عزت است کہ اکثر کار و بار سررشتہ انگریزان بران
موقوف است کہ انگریزان بغیر انگریزی دان بتجارت مخاطب نمی شوند و در بارگاہ خود بار نمیدہند
یا بہ نیت مقابلہ قسیسین و رہبانان او شان در بارہ اثبات حقیت دین اسلام جائز و مباح است
جوابش اینکہ اولا این امر اصلا صحیح نیست کہ بغیر دانستن انگریزی نقصان مال و عزت است ہزاران
کس درین بلاد ناآشنائے محض اند از انگریزی و ہیچ نقصان مال و عزت شان نیست و این امر مشاہد
و معاین است و منا دعی فعلیہ البیان ثانیا علی التسلیم احتمال نقصان مال و عزت مجوز اختیار اسباب اختلاط
و مودت با کفار نمیتواند شد حاطب ابن بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ از اصحاب جلیل القدر و مہاجرین از
اصحاب بدر بودند اہل و عیال شان در مکہ معظمہ کہ در آن وقت دار الحرب بود بقبضہ کفار گرفتار
بودند و صحابی موصوف بتوقع محافظت و عدم تعرض کفار باہل و عیال و اموال خود شان رسم مراسلت
مکتوب باہل مکہ نمودہ بودند حضرت حق در آیۃ کریمہ یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم
اولیاء الآیۃ نہی ابلغ از رسوم مودت و موجبات مودت کفار فرمود پس نقصان مال و عزت بلکہ احتمال

Marfat.com

ائتلاف جاہنا ہم بجز اختیار اسباب مروت و ارتباط کہ فلا اخر ارتشد روی البخاری باسناده عن علی رضی الله
تعالے عنہ یقول بعثنی رسول الله صلی الله علیه وسلم انا والزبیر والمقداد فقال انطلقوا حتی تاتوا روضة خاخ
فان بها ظعینة معها کتاب فخذوه منها فذهبنا تعادی بنا خیلنا حتی اتینا الروضة فاذا نحن بالظعینة فقلنا
اخرجی الکتاب او لتلقین الثیاب فاخرجته من عقاصها فاتینا به النبی صلی الله علیه وسلم فاذا فیه من
حاطب ابن ابی بلتعة الی ناس من المشرکین ممن بمکة یخبرهم ببعض امر النبی علیه السلام فقال النبی صلی الله علیه
وسلم ما هذا یا حاطب قال لا تعجل یا رسول الله انی کنت امرءا من قریش ولم اکن من انفسهم وکان من معک
من المهاجرین لهم قرابات یحمون بها اهلیهم واموالهم بمکة فاحببت اذ فاتنی من النسب فیهم ان اصطنع الیهم
یدا یحمون قرابتی وما فعلت ذلک کفرا ولا ارتدادا عن دینی فقال النبی صلی الله علیه وسلم انه قد صدقکم
فنزلت فیه یا ایها الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم الآیة انتهی مختصرا وقال فی المدارک تحت قوله
تعالے لا تجد قوما الآیة من الممتنع ان تجد قوما مؤمنین یوادون المشرکین والمراد انه لا ینبغی ان یکون
ذلک وحقه ان یمتنع ولا یوجد بحال مبالغة فی الزجر عن مجانبة اعداء الله ومباعدتهم والاحتراز عن مخالطتهم
ومعاشرتهم وزاد ذلک تاکیدا وتشدیدا بقوله ولو کانوا آباءهم او ابناءهم او اخوانهم او عشیرتهم انتهی وحال نیست
مقابله قسیسین و رهبانان انیکه ادله تراجم همه کتب مذهبیه انگریزان بزبان اردو وغیره موجوده است
رد کنندگان انصاری هیچ احتیاج در اثبات حقیت اسلام وادله موجبه الزام بآموختن زبان انگریزی
نمیدارند چنانچه رئیس المناظرین انصاری مولوی رحمة الله صاحب مهاجر مکه اکثر کتب در تردید این فرقه تصنیف
اند و مناظرها باین فرقه در بلاد هند و بلاد روم فرموده گوی سبقت و اثبات حقیت از میدان مناظره بوده
اند و از انگریزی حرفی نیاموخته و نشنوده اند و علی التسلیم این نیست از اهل این کار که علما و صلحا و اخیار و
متاهلین مناظره و دفع اشرار اند معتبر و مفید جواز نتوانند شد بلکه از عوام الناس و اطفال که بذریعه خواندن
و آموختن انگریزی دمار است عقائد و طرق ایشان دین و ملت خود درباخته و لکزد و الحاد و اهانت اسلام
و اهل اسلام شعار و دثار خود ساخته اند و هو مما لا یخفی علی ذوی الابصار و آنچه میگوید که حکم این حکم صنا
عاتست مانند کتابت وغیره کدام نص از جانب شارع درباب آموختن لسان اقوام وارد نیست
حاصلش اینکه مراد از علم صناعات که در کلام فقها وارد است صناعات محتاج الیها است که بدون آن
قوام معاش و تمدن صورت نه بندد کما قال فی تبیین المحارم واما فرض الکفایة من العلوم فهو کل علم
لا یستغنی عنه فی قوام امور الدنیا کالطب والحساب واصول الصناعات والفلاحة والحیاکة والسیاسة
والحجامة انتهی مختصرا پس لسان انگریزی که محتاج الیها قوام امور دنیا اصلا نیست چگونه بحکم صناعات

Marfat.com

مائل شود وعلی التسلیم اگر از علوم صناعات علمی بحسب مفاسد دینیه وبنائی نفوس صریحه کتاب وسنت سبب
باشد در حرمت آن تاملے نمیتوان کرد کما قال فی المنطق والنجوم وغیره قال الامام الغزالی فی الاحیاء
واعلم ان العلم لا یذم لعینه وانما یذم فی حق العباد لاحد اسباب ثلثة احدها ان یکون مؤدیا الی ضرر ما
اما لصاحبه او لغیره کما یذم علم السحر والطلسمات الثانی ان یکون مضرا لصاحبه فی غالب الامر کعلم النجوم انتهی
مختصرا وقال ایضا اما القسم المذموم قلیله وکثیره وهو ما لا فائدة فیه فی دین ولا دنیا او فیه ضرر یغلب نفعه
کعلم السحر والطلسم والنجوم فبعضه لا فائدة فیه اصلا ومنه ما فیه ضرر یربی علی ما یظن انه یحصل به من قضاء
وطر فی الدنیا فان ذلک لا یعتد به بالاضافة الی الضرر الحاصل منه انتهی وآنچه میگوید که کدامی نهی درباب
آموختن لسان اقوام وارد نیست پس بقاعده کلیه الاصل فی الاشیاء الاباحة بر اباحت اصلیه خود باقی ماند
نه حرام نه مکروه که حجت آن دلیل قوی باید انتهی جوابش اینکه اگر مرادش از عدم ورود نهی درینباب
نهی لذاته است تسلیم نمودیم ولیکن لقائلش نیست چه حرمت را نهی لذاته درکار نیست بس است که تحریم شیئ
را باعتبار عوارض میباشد کما مر من الاحیاء مثلا زبان قومے از کفار واجب الاحتراز که لذاته آموختنش
ممنوع نباشد لیکن بسبب لزوم اختلاط با اهل آن زبان ومناسبت ومودت با آنان که از لوازم
ضروریه آموختن است حکم حرمت آن از کتاب وسنت میتوان کرد واگر مرادش آنست که نهی مطلقا درینباب
وارد نیست پس این امر اصلا صحیح نیست چه نصوص صریحه قرآن شریف واحادیث صحیحه درینباب وارد است
قد مر نبذ منه وآنچه میگوید که رسول الله صلی الله علیه وسلم از اصحاب خود دو کس را بحب آموختن
لغات اهل کتاب از یهود ونصاری امر فرموده بودند انتهی جوابش اینکه اولا قائل این کلام از تصریح اهل
سیر این سخنے نقل نموده پس قابل اعتماد نیست بالم ینقل عن ثقة ثبت ثانیا اینکه علی التسلیم آموختن آنان مذکور ونیت
مذکوره یک دو کس را مفید رد وقدح این فرقه باشد بحث ونفع ثمره مادامین قدر بشرط صیانت عقائد واعمال
خود بمقتضاے این نقل جائز خواهد بود نه مطلقا لاسیما در صورت برباد رفتن دین وایمان انگریزی خوانان باقتراب
صحبت وتعلیم آنان چنانکه مشاهد ومعلوم است وآنچه میگوید که قاعده فقه است الامور بمقاصدها وقال النبی صلی الله علیه
وسلم انما الاعمال بالنیات یعنی هرگه نیت وقصد بخیر باشد در کارے آن درست ومشروع باشد وفاعل آن
مثاب گردد انتهی بلاشبه در کار مباح اگر نیت خیر باشد آن درست ومشروع است نه در ممنوع وحرام وهرگاه
که حرمت خواندن انگریزی بسبب لزوم اختلاط ومناسبت کفار معلوم شد پس خیر در آن اصلا معتبر نیست ونه مجیب
الا اهل آن که در آن وقت درجے از ممنوع نیست اهل اسلام را حق سبحانه توفیق دهاد که بر پستش انگریزان مع عادات
قبیحه شان فکر کنیل حاجی تشند والله سبحانه الموفق وفی هذا القدر کفایة لاهل الدیانة والله ولی التوفیق

Marfat.com

واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ بالصواب۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اچھے فعلوں پر قسمیں کھائیں اور توڑیں اور ان قسموں کی تعداد یعنی شمار یاد نہیں تو پس ان قسموں کا بسبب قیاس اپنے کے جدا جدا کفارہ دے یا ان کل قسموں کا ایک کفارہ دے گا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ایک کفارہ دینے سے سب قسموں کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ قال فی رد المحتار و فی البغیۃ کفارات الایمان اذا کثرت تداخلت ویخرج بالکفارۃ الواحدۃ عن عہدۃ الجمیع وقال شہاب الائمۃ ہذا قول محمد قال صاحب الاصل ہو المختار عندی مقدسی ومثلہ فی القہستانی عن المنیۃ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ
الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ چون احتساب عبارت از امر معروف ونہی منکر فرض کفایہ است و علم از اعرف معروفات وجہل از انکر منکرات کاذا است فقہای ملت بیضای اسلام احکام احتسابیہ علما و معبدین در حق متعلمین در صورت ارتکاب این منکر واجتناب ازین امر چہ نوشتہ اند وکدام تعزیر معین ومقرر فرمودہ وتبیین وتفصیل این مطالب کجا نمودہ اند بحمل بکمل بمراعات قواعد احتسابیہ بنگارند وسائل این مسائل را ممنون وشاکر خود انگارند واگر تواناند شرح دہند کہ آیا در عہدی از عوام و ایام سلاطین وحکام اسلام برین ہنجار وکفتار خواص عوام بودہ وکدامی خلیفہ وامام التزام واہتمام واستلزام آن نمودہ یا خبرہمین مصداق مسلمانی در کتاب ومسلمانان در گور بودہ است ولبس بادہ دعای حسن وزیادہ فقط خاکپای ارباب علوم اصحاب فہوم ملا عبد القیوم ڈپٹی کمشنر انعام صوبہ جنوبی حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشر والفتن وحوادث الزمن۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

انچہ سائل مسئول کہ فقہائے ملت بیضای اسلام احکام احتسابیہ علما و معبدین در حق متعلمین در صورت ارتکاب این منکر واجتناب ازین امر چہ نوشتہ اند وکدام تعزیر معین فرمودہ اند حاصلش اینکہ اگر مراد سائل ازین کلام آنست کہ فرقہ علما و متعلمین اگر ترک احتساب معروض کنند واین ترک امر معروض کہ منکر است ارتکاب نمایند تعزیر بر ست باز دیگر ہست یس جہت جوابش اینکہ بلا شبہ احتساب منجملہ فرض کفایہ است واز احکام فرض کفایہ آنست کہ اگر بعض مکلفین ادا نمایند

از دیگران ساقط شود و اگر همه ترک کنند همه آثم شوند و مراتب احتساب بتفصیل احادیث صحیحه و آثار مروی چند است و منزاوله شرائط و موانع کثیره است. روی مسلم فی صحیحه عن ابی سعید الخدری عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من رأی منکم منکرا فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه وذلک اضعف الایمان انتهی پس صورتیکه همه مسلمانان باوجود اجتماع شرائط و رفع موانع مرتبه از مراتب احتساب که برایشان فرض بوده ترک نمایند آثم خواهند شد و علم این ترک مخصوص از قبیل محالات عادیه است چه اولا احوال همه مسلمانان معلوم نمی‌توانند شد ثانیا حکم بتحقق همه شرائط آن و ارتفاع موانع هم دشوار ثالثا حکم بر آن مرتبه ضعیفه اش که بقلب است چگونه کرده شود بالجمله بر تقدیر ارتکاب این منکر بودنش معصیت بتحقق شرائط معهوده اش فقط حکم تعزیر که آن مفوض برائے حاکم است در ضمن کلیه تعزیر فرموده اند قال فی الدر المختار عزر مرتکب کل منکر او موذی مسلم بغیر حق بقول او فعل انتهی و اگر مراد سائل آنست که علم که از اعرف معروفات است و جهل که از انکر منکرات است اگر علماء و متعلمین ارتکاب این منکر نمایند یعنی جهل اختیار کنند پس در حق ایشان احکام احتسابیه چیست پس جوابش اینکه از کلیه کلام فقها و عزر مرتکب منکر الخ تعزیر بودنش منکر ظاهر است و در زمانه سلاطین سلف ضبط احکام احتساب شده است چنانچه ملا ضیاء الدین سنامی در زمانه سلاطین تغلقیه محتسب بودند کتابی در غایت متانت و خوبی مسمی به نصاب الاحتساب تصنیف نموده اند و همچنین در زمانه سلطان عالمگیر و غیره محتسبین بوده اند و تفصیل این از کتب تواریخ سلاطین معلوم میتواند شد و توضیح این مرام در کتب امام غزالی مثل احیاء العلوم و کیمیای سعادت و شرح عین العلم للعلی القاری و سوای آن موجود است فقط والله سبحانه اعلم و علمه اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنه الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ چه میفرمایند آن حضرت اندرین مسئله که حضرت معاویه رضی الله تعالی عنه مجتهد بودند یا نه و در محاربات ازو شان با حضرت علی کرم الله وجهه واقع شد خطائے اجتهادی بود یا چه و درین باب عقیده آنجناب و دیگر بزرگان آنحضرت و تحقیق حضرت ایشان چیست فقط بینوا توجروا۔

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی از محمد ارشاد حسین عفی عنه بمحبی و مخلصی مولوی [illegible] الله خان وفقهم الله سبحانه لمرضاته پس از دعا و سلام مسنون مطالعه نمایند رقیمه شما رسیده کاشف مندرجه شد آنچه اختلاف اقوال مردم آنجا در حضرت معاویه رضی الله تعالی عنه نوشتید ماحاصلش اینکه موافق مذهب جمهور اهل سنت و جماعت همین است که حضرت معاویه رضی الله تعالی عنه مجتهد بوده اند و در منازعات و محاربات شان با حضرت امیر المؤمنین علی رضی الله تعالی عنه از ایشان خطائے اجتهادی واقع شد و موافق همین است عقیده فقیر و دیگر بزرگان فقیر و برائے تحقیق آن مطلب در کار است مختصر اینکه شیخ ابن حجر مکی در صواعق محرقه میفرمایند اعلم ان الذی اجمع علیه اهل السنة

Marfat.com

والجماعة انه يجب على كل احد تزكية جميع اصحابه باثبات العدالة والكف عن الطعن فيهم والثناء عليهم انتهى مختصرا وقال ايضا ان الصحابة افضل من جميع الخلائق بعدهم وهذا مذهب كافة العلماء من يعتمد على قوله ولم يخالف فيه الا شذوذ من المبتدع وقد قال الامام عصره ابو زرعة الرازي وهو من اجل شيوخ مسلم اذا رايت الرجل ينتقص احدا من اصحاب الرسول صلى الله عليه وسلم فاعلم انه زنديق وسئل عبد الله ابن المبارك وناهيك به جلالة وعلما ايها افضل معاوية او عمر ابن العزيز فقال الغبار الذي دخل انف فرس معاوية مع رسول الله صلى الله عليه وسلم خير من عمر ابن عبد العزيز كذا وكذا مرة ومن اعتقاد اهل السنة والجماعة ايضا ان معاوية رضي الله تعالى عنه لم يكن في ايام علي خليفة وانما كان من الملوك غاية اجتهاده انه كان له اجر واحد على اجتهاده واما علي فكان له اجران اجر على اجتهاده واجر على اصابته بل عشرة اجور انتهى مختصرا وقال ايضا فالحق ثبوت الخلافة وانه بعد ذلك لمعاوية حينئذ يعني بعد تسليم الامام الحسن رضي الله تعالى عنه له الخلافة وانه بعد ذلك خلافته حق وهو امام صدق كيف وقد اخرج الترمذي وحسنه عن عبد الرحمن ابن عميرة الصحابي عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال لمعاوية اللهم اجعله هاديا مهديا واخرج احمد في مسنده عن العرباض ابن سارية سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اللهم علم معاوية الكتاب والحساب وقه العذاب واخرج ابن ابي شيبة في المصنف والطبراني عن عبد الملك ابن عمر قال قال معاوية ما زلت اطمع في الخلافة منذ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا معاوية اذا ملكت فاحسن فتامل في دعاء النبي صلى الله عليه وسلم في حديث الاول بان الله يجعله هاديا مهديا والحديث كما علمت فهو مما يحتج به على فضل معاوية وانه لا ذم يلحقه بتلك الحروب لما علمت انها كانت مبنية على اجتهاده وان لم يكن له الا اجر واحد لان المجتهد اذا اخطاء لا يلام عليه ولا ذم يلحقه بسبب ذلك لانه معذور انتهى مختصرا فقط والله سبحانه الموفق۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

مخدوم و مطاع لمواہت فضائلہم۔ بس از ادای مراسم تحیت و تسلیم آنکہ لا (؟) ان عالی کو معلوم ہوگا کہ بہت عہد جہد سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری لکھ رہا ہوں جس کیلئے میں نے بہت سے مواد تاریخی فراہم کئے اسوقت جو چیز زیر تحریر ہے وہ اُن کے فتاوے ہیں عقود الجمان میں اُن کے چند فتاوے مذکور ہیں لیکن دو جگہ مجھکو شک پیدا ہوا اس لئے ان کو عرض کرتا ہوں کہ تشفی فرمائی جاوے اصل عبارت لکھکر شبہ لکھتا ہوں قال ابو حنیفہ یا ابا الخطاب ما تقول في رجل غاب عن اهله اعواما فنعي اليها فتزوجت امرأته ثم قدم زوجها الاول وقد ولدت ولدا فنفاه الاول وادعاه الثاني اكل واحد منهما قذفها ام الذي انكر الولد الجواب فيها اس میں شبہ یہ ہے کہ دونوں زوجوں میں کسی نے اس کو زانیہ نہیں کہا پھر قذف کے کیا معنے باقی یہ امر کہ ولدیت کے ادعا اور انکار سے ضمناً تہمت لازم آتا ہے۔ اس پر دو سوال ہیں (۱) کیا ایسی دلالت التزامی سے قذف کا جرم قائم ہو سکتا ہے (۲) وہ عورت درحقیقت زانیہ ہوئی یا نہیں۔ اگر ہوئی تو کیا واقعیت کا اظہار قذف میں

داخل ہے ایسا تفصیلی جواب عنایت ہو جو اصل مسئلہ کو حل کر دے اور امام صاحب کے اس سوال کی حقیقت کھولدی
دوسرا فتویٰ یہ لکھا ہو کہ چند آدمی ایک جگہ بیٹھے تھے ایک شخص پر سانپ آگرا اُس نے دوسرے پر پھینک یا
اسیطرح تین چار آدمی تک نوبت پہنچی آخیر میں اس نے ایک شخص کو کاٹ لیا اور وہ مرگیا۔ امام صاحب نے
فتویٰ دیا کہ اگر گرنے کے ساتھ سانپ نے کاٹا تو اخیر پھینکنے والے پر دیت لازم آئے گی اور اگر وقفہ ہوا تو
کسی پر نہیں۔ اسپر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جس شخص نے پھینکا یہ اس کا اضطراری فعل تھا اس اضطراری فعل پر
وہ کیوں ماخوذ ہوا فقہ میں اس کے متعلق کیا امر قرار دیا ہے جواب جلد تر مرحمت ہو ورنہ میرا حرج ہوگا فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ از محمد ارشاد حسین عفی عنہ۔ مولوی صاحب محبی و مخلصی مولوی محمد شبلی صاحب وفقہم
اللہ سبحانہ لمرضاتہ پس از سلام مسنون مطالعہ نمایند قیمہ کریمہ بورود مسعود باعث مسرت و کاشف مندرجہ شد حالی
کم فرصتیہائے فقیر آں مخلص را معلوم است پس بقدر ضرورت جواب در رفع اشتباہ کلمۂ چند نوشتم و تفصیل آں بوقت
ملاقات و حصول فرصت موقوف است۔ یہ شبہ جو کیا کہ صورت مذکورہ میں دونوں زوجوں
میں سے کسی نے اس کو زانیہ نہیں کہا پھر قذف کے کیا معنی اس کا جواب یہ ہے کہ تحقق قذف میں صراحتاً
لفظ زانیہ کہنا نہیں لازم ہے بلکہ جو لفظ ایسا ہو کہ اوس سے مقذوف پر تہمت زنا وارد ہو وہ شرعاً قذف مصطلح
ہے قال فی تفسیر روح البیان والقذف بالزنا ان یقول العاقل المحصنة یا زانیة یا ابن الزانی یا ابن الزانیة
یا ولد الزنا او لست لابیک یا ابن فلان انتہی و قال فی الدر المختار و یحد قاذف المسلم البالغ العاقل العفیف
بصریح الزنا و لقوله زنأت فی الجبل او لست لابیک او لست یا ابن فلان لابیه المعروف بہ انتہی اور جب یہ
واضح ہوا کہ انکار ولدیت والد معروف سے قذف متحقق ہو جاتا ہے کما قال لست با ابن فلان پس یہ کہنا کہ ولدیت
کے انکار سے ضمناً قذف ہوتا ہے صحیح نہوا بلکہ انکار ولدیت صراحتہً منجملہ الفاظ قذف ہے پس سوال اول
مندفع ہوا اس لئے کہ یہ دلالت التزامی نہیں ہے بلکہ موافق وضع شرعی کے دلالت مطابقی ہے اور حکم
قذف اُس سے ثابت اور وہ جو سوال ثانی میں کہا وہ عورت درحقیقت زانیہ ہوئی یا نہیں جواب اس کا
یہ ہے کہ وہ عورت زانیہ نہیں ہوئی بلکہ موطوءہ بالشبہ ہوئی اور موطوءہ بالشبہ شرعاً زانیہ نہیں
ہوتی قال فی رد المحتار ان الزنی فی اللغة والشرع واحد وهو وطء الرجل المرأة فی القبل فی غیر الملک وشبهته
انتہی اور تحقق شبہۂ ملک کا اس محل میں بسبب تحقق نکاح ثانی کے بعد سننے خبر انتقال شوہر اول کے
ظاہر ہے و قال فی الهدایة من تزوج امرأة لا یحل له نکاحها فوطئها لا یجب علیه الحد عند ابی حنیفة لکن یوجع
عقوبة اذا کان علم بذلک انتہی اور جب وہ عورت زانیہ نہوئی تو محصنہ عفیفہ ہوئی پس نفی ولدیت سے

Marfat.com

آلآیۃ انتہیٰ یعنی سو اللہ تعالے نے فرمایا کہ امر الٰہی یوں ہے کہ جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو فرماتا ہے ہوجا پس وہ چیز ہوجاتی ہے بلا تکلف مراد اس سے یہ ہے کہ جسطرح کوئی امر کرے کسی چیز کے ہونیکا اور وہ چیز موافق امر کے بلا کلفت ہوجائے اسیطرح جب قدرت الٰہی متعلق کسی مخلوق سے ہوتی ہے تو وہ مخلوق بلا تکلف ہوجاتی ہے اور اسیطرح ہے تفسیر روح البیان وغیرہ میں فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ

اتم العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ قد صح الجواب محمد گوہر علی الجواب لاریب فیہ محمد عبداللہ الجواب صحیح محمد یاست علی خان الجواب صحیح سراج الدین الجواز کا محمد سلامت اللہ الجواب ہو الصواب محمد عبدالغفار عفی عنہ

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے عظام وفضلاء کرام اہل اسلام معنی کلمہ توحید میں کہ معانی محتملہ مفصلہ ذیل میں کونسے بعض صحیح اور حق اور قابل تصدیق ہیں کہ بعض آدمیں نے غلط معلوم ہوتے ہیں اور بعض صحیح اور موافق عقیدہ مشرکین کے ہیں مخالف ان کے عقیدہ کے نہیں اور بعضے مخالف عقیدہ مشرکین اور صحیح ہیں لیکن موحد توحید وجودی اور ہمہ اوست کے ہیں جسکے اکثر علماء منکر ہیں تفصیل اس کی یہ ہے لا الہ الا اللہ میں ایک سو پانچ احتمال ہیں اس طور پر کہ الہ سے مراد یا الہ ممکن ہوگا یا الہ واجب یا الہ مطلق اس لئے کہ الہ کا اطلاق ممکن اور واجب دونوں پر کلام الٰہی میں آیا ہے جیسے اجعل الالھۃ الہا واحدا میں پس الہ میں تین احتمال ہیں اور الا میں دو احتمال ہیں استثنا کا ہوگا یا بمعنے غیر کے یہ سب چھ احتمال ہوئے پھر ہر تقدیر پر خبر لا کی محذوف مانیں گے یا محذوف نہ مانیں گے اور بر تقدیر محذوف ہونے کے جزعام محذوف ہوگی یا خاص اگر عام محذوف ہوگی یا شئی محذوف ہوگی یا موجود پس تقدیر کلمہ کی لا الہ شئی الا اللہ ہوگی یا لا الہ موجود الا اللہ ہوگی یہ بارہ احتمال بر تقدیر جزء کے ہوئے پھران صورتوں میں مستثنیٰ منہ یا موصوف یا شئی یا موجود کو قرار دیا جائے گا یا الہ کو مستثنیٰ منہ یا موصوف کہیں گے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالے علیٰ خیر خلقہ سید الاولین والآخرین وآلہ واصحابہ اجمعین **اما بعد** کہتا ہے بندہ گنہگار **عبدالغفار** کہ جو مولوی عبدالعزیز صاحب امروہی نے سوال میں ایک سو پانچ احتمال کلمہ طیب میں لکھا اور جواب میں چند کو قابل تصدیق اور موید توحید وجودی قرار دیا اور سوا دوسرے غیر صحیح حضرت پیر ومرشد روحی قلبی فداہ نے جواب الجواب لکھا اور اس کی تردید کی حق وہی ہے جو حضرت نے جواب الجواب میں تحریر فرمایا آخر میں یہ جملہ تحریر فرمایا اور یہی تردوات کلام سائل وجیب میں ہیں ہم نے بخوف تطویل اسیقدر پر اکتفا کیا اس بندہ ناچیز نے ان تردوات کو واسطے فائدہ عام بیان کر دیا لا الہ الا اللہ

یہ چوبیس احتمال ہوئے بر تقدیر حذف خبر کے پھر کلمۂ لانفی جنس کی اسم سے کرے گا موافق نحو کے یا نفی اسم کے خبر سے مخالف نحو کے یہ اڑتالیس احتمال عقلی ہوئے صحیح ہوں یا غلط اور چھ احتمال بر تقدیر عدم حذف خبر کے تھے اُن چھ میں سے جن تین احتمالوں میں الا بمعنے غیر لیا گیا اُن تین احتمالوں میں یا الٰہ موصوف بغیر اللہ منفی ہوگا یا صفت غیریت کے الٰہ سے منفی ہوگی تو وہ تین چھ ہو گئے پس بر تقدیر عدم حذف خبر کے نو احتمال ہوئے اور بر تقدیر حذف کے اڑتالیس جنکے کل ستاون ہوئے جن نو احتمالوں میں خبر لا محذوف نہیں اُن میں سے چھ میں نفی الٰہ کی کی ہے جو غیر اللہ ہے اور تین میں نفی غیریت کی الٰہ سے جن چھ میں نفی الٰہ مستثنیٰ عنہ اللہ کی یا نفی الٰہ غیر اللہ کے کی گئی ہے نفس الامر سے تو مراد یا الٰہ ممکن کی نفی ہوگی یا الٰہ مطلق کی یا الٰہ واجب کی اگر نفی الٰہ ممکن یا الٰہ مطلق کی کرینگے تو غلط ہوگا اسلئے کہ الٰہ ممکنہ بہی نفس الامر میں موجود ہیں اور اگر نفی الٰہ واجب مستثنیٰ عنہ اللہ یا الٰہ واجب غیر اللہ کے کرینگے تو کچھ فائدہ نہیں سلئے کہ جو غیر اللہ موجود ہے وہ نفس الامر میں منفی ہے پس منفی کی نفی بے فائدہ ہے دوسرے کلمۂ توحید رد عقیدۂ مشرکین کیلئے وارد ہوا ہے اور اس تقدیر پر اُنکے عقیدہ کا رد نہیں ہوا اُن کے نزدیک بہی الٰہ واجب جو غیر اللہ ہو نفس الامر میں موجود نہیں جو الٰہ غیر اللہ اُن کے نزدیک موجود ہیں وہ واجب نہیں ممکنہ ہیں ایسی ہی جن تین صورتوں میں نفی غیریت کی کی گئی ہے تو مراد الٰہ سے یا ممکن لینگے یا مطلق یا واجب اگر الٰہ ممکن یا الٰہ مطلق سے نفی غیریت کی کرینگے تو عینیت ہر الٰہ کے ساتھ اللہ کی لازم آویگی جو حاصل توحید وجودی اور ہمہ اوست کا ہے اور اگر الٰہ واجب سے نفی غیریت کی کرینگے تو خلاف عقیدۂ مشرکین کے نہوگا اُن کے نزدیک بہی الٰہ واجب غیر اللہ نہیں اور اڑتالیس احتمال جنمیں خبر لا محذوف ہے اُن میں سے چھ میں نفی شی الا اللہ کی الٰہ سے کی گئی ہے اُن میں بہی الٰہ سے مراد اگر ممکن یا مطلق ہوگا تو معنے یہ ہونگی کہ کوئی الٰہ ممکن ہو یا مطلق مصداق کسی شئی کا نہیں سوائے اللہ کے یعنی ہر الٰہ اللہ ہی کا مصداق ہے

وحی ربانی ہے کلمۂ توحید ہے فارق ہے درمیان کفر و اسلام کے مصدق اور مقر اس کا مسلمان با ایمان جنتی ازلی ہے منکر اس کا کافر مشرک بے ایمان دوزخی ابدی ہے اقرار لسانی موجب حکم ہے کہ یہ مقر فرقہ اہل اسلام سے ہے اور منکر اس کا فرقہ اہل کفر و شرک و ضلال سے ہے تصدیق قلبی باطن کو منور کر دیتی ہے اور عدم تصدیق قلبی باطن کو ظلمت سے بھر دیتی ہے قولہ تعالےٰ اللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور

والذین کفروا اولیاءہم الطاغوت یخرجونہم من النور الی الظلمات اولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون ترجمہ اللہ دوست اُن لوگوں کا ہے جو ایمان لائے نکالتا ہے اُن کو اندھیروں کفر سے طرف نور ایمان کے اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا دوست ان کے شیاطین ہیں نکالتے ہیں اُن کو نور ایمان سے

Marfat.com

تو توحید وجودی اور ہمہ اوست لازم آگیا اور اگر الٰہ واجب مراد ہوگا تو معنے یہ ہونگے کہ کوئی الٰہ واجب مصداق
کسی شئی کا نہیں سوائے اللہ کے یعنی جو الٰہ واجب فرض کیا جاوے وہ مصداق اللہ ہی کا ہے تو مخالف عقیدۂ مشرکین
کے ہوا اور جتنے ہیں اون میں سے بعض اول کے نفی الٰہ کی شئی الا اللہ سے کی ہے تو اونہیں بھی الٰہ سے مراد اگر الممکن یا
المطلق ہو تو معنی یہ ہون گے کہ کوئی شئی سوائے اللہ کے مصداق الممکن یا المطلق کا نہیں یعنی اللہ ہی مصداق الممکن
یا المطلق کا ہے اور یہ کذب محض ہے اس لئے کہ اللہ ہرگز مصداق الممکن کا نہیں جب مصداق الممکن کا نہیں
تو مصداق المطلق کا بھی مطلقاً نہیں اس لئے کہ مطلق ممکن کو بھی شامل ہے صرف اللہ ہی میں منحصر نہیں اور اگر مراد
الٰہ واجب ہو تو معنے یہ ہوں گے کہ کوئی شئی سوائے اللہ کے مصداق الٰہ واجب کا نہیں تو مخالف عقیدۂ مشرکین

طرف اندھیریوں کفر کے یہ کافر دوزخی ہیں ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے ایمان عبارت ہے اسی کلمہ لا الٰہ الا اللہ
کو تصدیق کرنا اور مان لینا اور کفر انکار اس کلمہ توحید کا ہے اور نہ تصدیق کرنا حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ انہم کانوا
اذا قیل لہم لا الٰہ الا اللہ یستکبرون ویقولون ائنا لتارکوا الہتنا لشاعر مجنون۔ ترجمہ جب ان کو کہا جاتا ہے کہ تم
کہو لا الٰہ الا اللہ یعنی ایمان لاؤ تکبر کرتے ہیں یعنی ایمان نہیں لاتے اور کہتے ہیں کیا شاعر مجنون کی وجہ سے ہم اپنے خداؤں
یعنی کفر اور شرک کو چھوڑ دیں گے ایسا نہ کریں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ یعنی
ایمان لایا اور بعض روایات میں مستیقنا قلبہ بھی آیا ہے۔ ترجمہ جس نے صدق دل سے لا الٰہ الا اللہ کہا جنت
میں داخل ہوگا صدق دل سے کلمہ توحید کا کہنا ایمان ہے اور ظاہر ہے کہ ہر شخص ممیز مکلف ہے ساتھ ایمان لانے
اور کہنے اور اقرار کرنے کیساتھ کلمہ توحید کے بلکہ سارے انبیاء علیہم السلام اور سب امم سابقہ ولاحقہ مکلف
ساتھ کلمہ توحید کے ہیں سارے کتب سماویہ توریت انجیل فرقان وغیرہ مشتمل کلمۂ توحید پر ہیں مدار نجات
کا یہی کلمہ توحید ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔ نہیں تکلیف دیتا ہے اللہ تعالیٰ کسی شخص
کو مگر بقدر وسعت اور سمجھ اس شخص کے اس بنا پر معنی کلمہ طیب کے ایسے ہونا چاہیے کہ ہر فرد بشر جن و انس
عورت مرد بوڑھے جوان چھوٹے بڑے شہری دیہاتی سب سمجھیں اور وہ معنی معین ایک ہونا چاہیئے تاکہ باہم
اختلاف نہو عام فہم ہوں ظاہر ہوں کہ سب سمجھ سکیں دقت اور دشواری سمجھنے میں واقع نہو وہ معنی یہی ہیں
جو صاف ان لفظوں سے سمجھے جاتے ہیں ترجمہ زبان اردو میں لا الٰہ الا اللہ کا یہ ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود
سوائے اللہ کے غرض شارع کے نازل کرنے اس کلمہ توحید سے یہ ہے کہ تمامی مخلوق جو مکلف ہیں ساتھ
کلمہ توحید کے جان لیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو خالق و مالک سارے عالم کا ہے وہی اکیلا معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود
نہیں جو لوگ سوائے اللہ کے دوسری چیزوں کو مخلوقات میں سے معبود قرار دیتے ہیں وہ کافر ہیں مشرک ہیں

Marfat.com

تہا اور جبکہ ہیں اوہیں سے نفی شئی کی الہٰ الا اللہ سے کی ہو تو پھر الہٰ سے خواہ ممکن مراد ہو یا مطلق یا واجب پر تقدیر
پہلے معنی یہ ہو نگے کہ کوئی الہٰ سوائے اللہ کے مصداق شئی کا نہیں یہ بھی غلط ہے کسواسطے کہ ہر الہٰ کیسا ہی ہو مصداق
شئی کا ضرور ہے اور جبکہ ہیں اوہیں سے اس کے برعکس نفی الہٰ الا اللہ کی شئی سے کی ہو تو معنے یہ ہوے کہ کوئی
مصداق کسی الہٰ کا نہیں سوائے اللہ کے یعنی ہر شئی مصداق اللہ ہی کا ہے پھر ہمہ اوست ہو گیا اور جبکہ ہیں
اوہیں سے نفی موجود الا اللہ کی الہٰ سے کی ہے پھر اگر الہٰ سے الہٰ ممکن یا الہٰ مطلق مراد ہو گا تو معنے یہ ہونگے
کہ کوئی الہٰ ممکن ہو یا مطلق موجود نہیں سوا اللہ کے تو یہ غلط ہے اسواسطے کہ الہٰ ممکنہ بھی موجود ہیں اگر واجب
مراد ہو تو معنے یہ ہوے کہ کوئی الہٰ واجب موجود نہیں سوائے اللہ کے یہ مخالف عقیدہ مشرکین نہیں
اور جبکہ ہیں اوہیں سے عکس اس کے نفی الہٰ کی موجود الا اللہ کی ہے تو معنے یہ ہوے کہ کوئی موجود سوائے
اللہ کے مصداق الہٰ کا نہیں ہے اگر الہٰ سے مراد ممکن ہو یا مطلق ہو تو غلط ہے اس لئے کہ بعض موجود مصداق

عرب جنکی زبان عربی ہے بداہۃً ان الفاظ سے مراد شارع کی سمجھ لیتے ہیں مگر سوے عجم غیر
عرب اُن کے واسطے ضرورت ہے کہ ترجمہ ان الفاظ کا بیان کیا جاوے اور تحقیق لفظوں کی تاکہ ہم بھی مراد
شارع کو بسہولت سمجھ لیں اس کلمہ طیبہ میں چار لفظ زبان عربی کے ہیں پہلا لفظ لَا ہے جس کے معنے نفی کے
ہیں ترجمہ اوسکا نہیں ہے دوسرا لفظ اِلٰہ ہے فِعَال کے وزن پر معنے اس کے اردو میں معبود کے ہیں جنکی
پرستش کیجاتی ہے جس کی پوجا کی جاتی ہے جسکی عبادت کیجاتی ہے زبان عربی میں اس کو آلِہ کہتے ہیں
الہ بالکسر بمعنی فعال پرستیدہ شدہ یعنے مفعول ہمراح تیسرا لفظ اِلَّا غیر کے معنے میں اردو میں ترجمہ اِلَّا کا لفظ بغیر
اور سوا کے ساتھ کیا جاتا ہے چوتھا لفظ اسم اعظم اللہ ہے جب چاروں کو ملا یا ترکیب دی تو جملہ ہو گیا
لا الٰہ الا اللہ جملہ خبریہ ہے اردو زبان میں ترجمہ یہ ہے ہوا کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اللہ
نام ہے اُس ذات معظم کا جو موصوف ہے ساتھ جمیع صفات کمالیہ کے منزہ اور پاک ہے جمیع نقصانوں
سے منجملہ اُن صفات کمالیہ کے سمع ہے بصر ہے حیات ہے علم ہے قدرت ہے مشیت و ارادہ
ہے منجملہ دار خالقیت کا ہے خلق یعنی پیدا کرنا مخلوق کا صفت مختصہ باری تعالیٰ کی ہے وہی خالق
جمیع مخلوقات کا ہے مخلوق پر اپنی خالق کی شکر نعمت لازم ہے قولہ تعالے لئن شکرتم لازیدنکم ولئن
کفرتم ان عذابی لشدید سب سے بڑی نعمت الٰہی یہ ہے کہ ہم کو نیست سے ہست کیا ہم معدوم تھے
ہم کو موجود کیا شکر عبادت ہے تعظیم منعم سے، تعظیم شامل ہے افعال قلب مقابلہ کو ایمان کر اور عبادت
جوارح کو جو عبادتیں جسم ظاہر سے متعلق ہیں اصل ساری عبادتوں میں ایمان ہے بغیر ایمان کے کوئی

Marfat.com

الممکنہ کے ہیں اور اگر مراد الٰہ سے واجب ہو تو مخالف عقیدہ مشرکین کے نہیں اور جبکہ ہیں اُنہیں سے
نفی موجود کی الا اللہ نے کی ہے پھر اگر مراد الٰہ سے ممکن ہو یا مطلق تو غلط ہی کس واسطے کہ الٰہ ممکنہ موجود ہیں
سوائے اللہ کے اور اگر الٰہ واجب مراد ہو تو مخالف عقیدہ مشرکین کے نہیں جیسا کہ مکرر گذرا اور جبکہ ہیں
اُن میں سے برعکس اس کے نفی الٰہ الا اللہ کی موجود سے کی ہے یعنی کوئی موجود مصداق کسی الٰہ کا نہیں
سوائے اللہ کے تو پھر ہمہ اوست ہو گیا اور اگر خبر خاص محذوف کریں تو جب قرینہ عرف مستحق لاطلاق الا الا محذوف ہو
جیسے لا فتیٰ الا علی میں مستحق لاطلاق الفتی اور لا سیف الا ذوالفقار میں مستحق لاطلاق السیف کا یہ احتمال بحسب عرف
سابق النظر ہے یعنی کوئی الٰہ سوائے اللہ کے لائق الٰہ کہنے کے نہیں اور کوئی فتی سوائے علیؓ کے لائق فتی کہنے کے
نہیں اور کوئی سیف سوائے ذوالفقار کے لائق سیف کہنے کے نہیں اس تقدیر پر بھی اگرچہ اثر تالبیس احتمال

کوئی طاعت مقبول نہیں لہذا ایمان لانا سب عقلاء پر لازم ہوا امنوا باللہ ورسولہ کا حکم ہوا جو عبادتیں حق تعالے نے
اپنے بندوں پر معین کی ہیں سب سے غایت تعظیم ظاہر ہوتی ہے اسی وجہ سے شرع میں عبادت اور پرستش اُن افعال
کا نام ہوا کہ جن سے غایت تعظیم سمجھی جاوے اور یہی مجمع علیہ ساری امت مرحومہ کا ہے اور قول اللہ تعالیٰ کا ہے ایاک
نعبد اور دوسری نصوص قطعیہ شاہد ہیں اس بات پر کہ عبادت غیر اللہ کے حرام اور کفر و شرک ہے اور اس مضمون سے قرآن شریف
بھرا ہوا ہے لہذا مستحق عبادت اور پرستش کا وہ ہے کہ جس نے ساری مخلوقات کو پیدا کیا کافر جو غیر حق کی عبادت اور
پرستش کرتے ہیں اُن کے رد اور منع کے واسطے کلمہ توحید نازل فرمایا اور جو دلیل ہے کہ کوئی مخلوق معبود اور مستحق عبادت
نہیں جسکو کافروں نے اپنے زعم فاسد کے اعتبار سے معبود قرار دیا ہے ہرگز معبود کے قابل نہیں اس لئے کہ مخلوق
ہیں اور مخلوق قابل معبودیت نہیں معبودیت صفت خالق کی ہے لا الٰہ سے مراد نفی معبودیت مخلوق سے کی ہے اور الا اللہ
سے مراد حصر معبودیت کا اللہ تعالیٰ میں ہے یہی معنے کلمہ توحید کے ہیں ظاہر لفظوں سے سمجھے جاتے ہیں حق تعالے
نے اس معنے کی تائید و تاکید میں بہت سی آیتیں بعنوانات مختلفہ نازل فرمائی ہیں بطور نمونہ و مثال دو چار
ذکر کیجاتی ہیں قولہ تعالے انما اللہ الٰہ واحد ترجمہ فقط اللہ ہی معبود واحد ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں قولہ تعالے
والٰہکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ہو ترجمہ معبود تمہارا معبود واحد ہے ایک ہے نہیں ہے کوئی معبود سوا اس کے اللہ لا الٰہ
الا ہو الحی القیوم الایۃ ترجمہ نہیں ہے کوئی معبود سوا اس کے زندہ زندہ کرنے والا ساری عالم کا قائم رکھنے والا ہے
اسکے واسطے ہے جو زمین اور آسمان میں ہے سب اُسی کا پیدا کیا ہوا ہے قولہ تعالے والذین یدعون من دون اللہ
لا یخلقون شیئا وہم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون ترجمہ اور وہ بت الٰہ سوا اللہ کے جن کو
کافر حاجت کے وقت پکارتے ہیں خود مخلوق ہیں کسی شی کو پیدا نہیں کرسکتے مردے ہیں زندہ نہیں [illegible]

Marfat.com

کلمہ میں متصور ہیں اس طور پر کہ اس تقدیر پر بھی مستثنیٰ منہ یا موصوف الہ ہوگا یا مستحق پس بارہ احتمال ہوئے پھر نفی
اسم کی خبر سے کریں گے یا نفی خبر کی اسم سے پس چوبیس ہوئے پھر نفی مبالغۃً ہوگی یا حقیقۃً پس اڑتالیس ہوئے مگر موافق
نحو اور عرف کے چند ہیں جنمیں نفی خبر کی اسم سے کی ہے مبالغۃً الہ مستثنیٰ منہ یا موصوف ہو پس اطلاق الہ ممکن ہو یا واجب یا مطلق
تو معنے یہ ہوں گے کہ کوئی الہ سوائے اللہ کے مستحق اطلاق الہ کا نہیں مبالغۃً اگرچہ سوائے اللہ کے اور الٰہوں کو لغۃً الہ کہنا صحیح
ہے مگر چونکہ اور الٰہ مثل اللہ کے کامل نہیں تو اسکے مقابلہ میں اور وں کو الہ کہنا لائق نہیں جیسے حضرت علیؓ کے مقابلہ میں
اور فتی کو فتی کہنا اور ذوالفقار کے مقابلہ میں دوسری سیف کو سیف کہنا لائق نہیں تو مخالف عقیدہ مشرکین نہیں انکے
نزدیک بھی کوئی الہ مثل اللہ کے نہیں اور چند موافق نحو کے خلاف عرف کی ہیں جن میں نفی خبر کی اسم سے حقیقۃً کی ہے
اگر یہ مراد لیں گے تو معنے یہ ہونگے کہ کوئی الہ سوائے اللہ کے مستحق اطلاق الہ کا لغۃً اور حقیقۃً نہیں یہ غلط ہے اسلئے کہ الہ
مستحق اطلاق الہ کا ہے حقیقۃً اور لغۃً جیسا کہ ظاہر ہے اور باقی احتمالات چونکہ خلاف نحو اور عرف کے ہیں اور بھی خلل انکا
تقریرات سابقہ سے معلوم ہو سکتا ہے لہٰذا تفصیل اون کی بیفائدہ اور تطویل لاطائل ہے یہ سب احتمالات ایک شق
یا پانچ ہوئے اگر فرما دیں کہ حسب قرینہ حالیہ مستحق لاعبادۃ محذوف ہو سکتا ہے اور معنے یہ ہو سکتے ہیں کہ کوئی الہ
سوائے اللہ کے مستحق عبادت نہیں تو جواب دیا جائیگا کہ یہ معنے بھی غلط ہیں اسلئے کہ معنے عبادت کے طلب
اور تابعداری کے ہیں جیسے کہ عبدالدینار وعبدالدرہم اور عبدالخمیصہ سے ظاہر ہے اور مستحق تابعداری
کے سوائے اللہ کے رسولؐ اور صحابہؓ وغیرہم ہیں شرعاً پس کسی الہ کو یعنی معبود کو سوائے اللہ کے مستحق عبادت کے

ڈالی جاوینگے قولہ تعالےٰ افمن یخلق کمن لایخلق افلا تذکرون ترجمہ خالق اور مخلوق یکساں نہیں ہوسکتی
کہ دونوں معبود قرار دیئے جاویں وقال اللہ لاتتخذوا الٰہین اثنین انما ہو الٰہ واحد فایای فارھبون
ترجمہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے مت پکڑو دو معبود یعنی اللہ تعالےٰ جو خالق و مالک سارے عالم کا ہے
اوسکو بھی معبود قرار دو اور اُس کی مخلوقات میں سے بتوں کو معبود نہ مانو فقط اللہ ہی معبود واحد
اور مجھی سے ڈرو یعنی بتوں کو جو تم نے معبود قرار دیا ہے اُن سے مت ڈرو وہ مردہ ہیں نہ وہ نفع
پہونچا سکتی ہیں نہ نقصان صراحتہً آیات قرآنیہ سے ثابت ہے معبود وہی ہوسکتا ہے جو خالق عالم ہو حی قیوم
رب العالمین ہو مخلوق اور مردے معبود نہیں ہو سکتے صفت معبودیۃ خاص اللہ تعالےٰ کیواسطے ثابت
ہے عالم میں کوئی شئی معبود نہیں معبود وہی ہے جو ورا عالم ہے خالق و مالک سارے عالم کا ہے رب العالمین
ہے کلمہ طیبہ کے ظاہر کیلئے ہوسے ایک معنی ہیں اختصاص وحصر معبودیت کا اللہ میں اور نفی کرنا معبودیت
کا مخلوقات سے یہ معنے کلمہ طیبہ کے اظہر من الشمس ہیں اللہ کے نزدیک یہی معنے ہیں انبیا ورسل

Marfat.com

اور تابعدار کے نہ سمجھنا شرعاً غلط ہے اور عبادت کے معنے اگر غایت تعظیم ہیں تو یہ بھی نہیں ہو سکتا اگر کہ عبادت غیر اللہ شرک ہے اور شرک کسی وقت میں جائز نہیں اور غایت تعظیم یعنی سجدہ ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو بامر اللہ کیا اور یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو کیا پس عبادت غیر اللہ بہذا المعنے شرک نہیں اور اگر عبادت کے معنے غایۃ تعظیم مثل غایۃ معظم ہوں تو لازم آتا ہے کہ مشرکین کی عبادت کو جو بتوں کی لئے تھی عبادت نکہیں اور انکو شرک نہ کہیں اس لئے کہ وہ غایت تعظیم مثل غایۃ معظم نہ کرتے تھے بتوں کو غایت معظم نہ جانتے تھے اون کے نزدیک بھی غایۃ معظم سوائے اللہ کے کوئی نہ تھا قولہ تعالیٰ ولئن سألتهم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ اس پر شاہد ہے یہ ہی تفصیل معانی محتملہ کلمہ توحید کی اب فرمادیں کہ ان معنی میں سے بھی

اولیاء اللہ ارباب ظاہر ارباب باطن جن وانس ملک سب کا ایمان یہی ہے یہ معنی متفق علیہ سارے عالم کے مومنین کے ہیں اس معنے کو چھوڑ کر فلاسفہ ملاحدہ کی اصطلاحات لیکر نئے احتمالات رکیکہ پیدا کرنا لوگوں کو شبہ تردد میں ڈالنا کام عاقل فضلاء جن العالم کا نہیں ہے اس قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں خیال کیا لا تجتمع امتی علی الضلالۃ اتبعوا السواد الاعظم من شذ شذ فی النار علاوہ بریں اگر ایسے ہی احتمالات غیر صحیحہ غیر معتبرہ نکالے جاویں تو ایک سو پانچ میں حصر نہیں مثلاً الہ ممکن لیا جاوے تو موجود ممکن جوہر ہوگا یا عرض جوہر مقولہ واحد ہے اور عرض کے نو مقولے ہیں مجموعہ دس ہوئے دس میں جو احتمالات بر تقدیر الہ ممکن یا الہ مطلق کے نکلے ہیں وہ دس گونہ ہو جاویں گے اور بر تقدیر جوہر لینے کے وہ الہ ممکنہ مجردات سے ہو دیں گے یا مادیات سے اور انواع مادیات کے لاتعد ولا تحصی ہیں مثلاً جمادات سے ہو دیں گے یا نباتات سے یا حیوانات سے ہر ایک کی انواع کثیر ہیں تو حصر احتمالات ہو ہی نہیں سکتا اگر کہا جاوے کہ ممکن کا لینا سب کے واسطے کافی ہے تو ہم کہیں گے مطلق لینا کافی تھا شامل تھا واجب اور ممکن کو کیوں اس پر اکتفا نہیں کیا دوسرے ہم کہتے ہیں کافی نہیں اسلئے کہ مجیب نے جتنے احتمالات اختیار کئے اون کو قابل تصدیق اور صحیح کہا تو نوے کو غیر قابل تصدیق اور صحیح کہا جائز ہے کہ عموم کے اعتبار سے نفی معتبر ہو اور خصوصیت شخصیہ کے اعتبار سے معتبر ہو جب تک ساری احتمالات بالتفصیل باطل نہ کئے جاویں مدعا ثابت نہیں ہو سکتا جب احتمالات لاتعد ولا تحصی ہیں اونکا ابطال نہ ہوا تو مدعا بھی ثابت نہ ہوا مقصود قائل کا ان احتمالات لاطائل سے توحید وجودی ثابت کرنا ہے یہاں صوفیہ کے دو اصطلاح ہیں ایک توحید وجودی دوسری توحید شہودی توحید شہودی یہ ہے کہ جتنی اشیاء عالم میں موجود ہیں سب مظہر ذات باری تعالیٰ کے ہیں شعر برگ درختان سبز در نظر ہوشیار * ہر ورقے دفتریست از معرفت کردگار * اور توحید وجودی یہ ہے

Marfat.com

کرنی چاہئے یا کونی اور معنے ہیں جنکی تصدیق کریں بینوا توجروا

الجواب

ان معانی میں سے اُن معانی کی تصدیق چاہئے جو موید توحید وجودی کی ہیں اور مخالف عقیدہ مشرکین اور موافق نحو کے اور وہ چند احتمال ہیں دو تو یہ ہیں کہ الہ سے مراد الممکن ہو یا المطلق اور الا بمعنے غیر لیا جاوے اور خبر محذوف نہ مانی جاوے بلکہ الا اللہ بمعنے غیر اللہ کے خبر گردانی جاوے جیسے لا الہ غیرک میں غیر خبر ہے اور نفی غیریت کی ہر الہ سے کیجاوے پس حاصل دونوں تقدیروں کا یہ ہی کہ کوئی الہ غیر اللہ نہیں یہ معنے مختار محققین ہیں اس لئے کہ موافق نحو ہیں اہیں حاجت تقدیر اور تاویل کی کچھ نہیں اور چار یہ ہیں کہ الہ سے الممکن مراد لیا جائے یا المطلق الا بمعنے استثنا یا بمعنے غیر لیا جاوے اور شی خبر محذوف کو مستثنی منہ یا موصوف قرار دیا جاوے اور نفی خبر کی اسم سے کیجاوے پس حاصل چاروں تقدیروں کا ہوگا کہ کوئی الہ مصداق کسی شی کا اشیاء سے نہیں سوائے اللہ کے یہ معنے اگرچہ محتاج تقدیر ہیں مگر صحیح اور موافق نحو اور مخالف عقیدہ مشرکین

کہ جب طالب میدان طلب میں قدم رکھتا ہے اور اپنے مقصود کیطرف متوجہ ہوتا ہے طالب صادق کو بہ برکت پیران طریقت بعض طرق میں ایک حال وارد ہوتا ہے کہ سارے مخلوقات کا وجود ظلی اسکی نظر سے محو ہو جاتا ہے حتی کہ اپنی ہستی بھی اس کی نظر اور علم سے گم جاتی ہے اس کا علم ساتھ وجود حق کے متعلق ہو جاتا ہے اس وقت میں اس کا معلوم وجود حق ہوتا ہے مولینا روم فرماتے ہیں ؎ علم حق در علم صوفی گم شود ؛ این سخن کے باور مردم شود ؛ شیخ منصور جو غلبہ حال میں فرماتے انا الحق اس کے معنے یہ نہ تھے کہ میں جو بندہ منصور ہوں وہ حق ہے بلکہ یہ مراد تھی کہ سب اشیاء کا وجود علم سے منتفی ہو گیا کوئی شے علم سے باقی نہ رہی تو انا تعبیر حق سے ہے حال کمال ہے لفظ صرف ضلال ہے غور کا مقام ہے مجیب نے ایک نہ پانچ احتمالوں سے چند احتمال قابل تصدیق قرار دیے پہلے دو احتمال یہ ہیں کہ الہ سے مراد الممکن ہو یا مطلق پس حاصل دونوں تقدیروں کا یہ ہوگا کہ کوئی الہ غیر اللہ نہیں یہ معنے مختار محققین ہیں جب الممکن غیر اللہ نہیں عین اللہ ہیں تو بت پرستوں نے جو بتوں کی پرستش کی وہ چونکہ غیر اللہ نہیں تو پرستش اللہ کی ہوئی ان سے مواخذہ کیا ان کو کیوں مشرک کہتے ہیں سب عبادت اللہ کی کرتے ہیں جب اللہ صاحب زعم قائل میں سب بتوں کا ہے کوئی بت اس کا غیر نہیں تو شرک کی بنیاد عالم سے اٹھ گئی شرک باقی نہ رہا کوئی مشرک نہ رہا سب موحد ہو گئے کوئی عالم میں مسلمان بھی باقی نہ رہا تمام عالم کے مسلمان بتوں کی عبادت

Marfat.com

اور موید توحید وجودی ہیں اس لئے لائق اذعان و تصدیق ہیں باقی احتمالات میں سے کوئی بھی قابل تصدیق
اور صحیح نہیں جیسا کہ سائل نے کہا اور توحید وجودی سے انکار کرنا اکثر علماء کا قلت تامل اور عدم تدبر
سے ہے افسوس کہ تمام علوم درسیہ عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل کرتے ہیں اور اتنا نہیں سوچتے کہ کلمہ توحید
کس طرف ملتا ہے آیا توحید وجودی اس سے ثابت ہوتی ہے یا نہیں اور ہم جو کلمۂ توحید کے
معنے سمجھے ہیں وہ موافق نحو کے ہیں یا نہیں یہ معنے عقیدۂ مشرکین کو رد بھی کرتے ہیں یا نہیں
اگر سوچتے تو ضرور معلوم ہو جاتا کہ توحید وجودی حق ہے اور معنے جو ہم سمجھتے ہیں نہ موافق نحو کے
ہیں نہ مخالف عقیدہ مشرکین کے اس لئے کہ معنے کلمۂ توحید کے یہ ہیں کہ کوئی الٰہ حق نہیں سوائے
اللہ کے ان صاحبوں نے الٰہ سے مراد الٰہ حق یعنی الٰہ واجب تھا اب یہ ترجمہ محتمل دو معنے کا ہے ایک
یہ کہ الٰہ واجب غیر اللہ نفس الامر میں نہیں یہ معنے صحیح ہیں مگر مخالف عقیدہ مشرکین کے نہیں دوسرے
یہ کہ کوئی شخص مصداق الٰہ واجب کا نہیں سوائے اللہ کے یہ معنے بھی نفس الامر میں صحیح نہیں ہیں اس لئے
کہ اس میں نفی اسم کی یعنی الٰہ کی خبر سے یعنی شی سے کی ہے اور یہ خلاف نحو کے ہے اور نہ مخالف عقیدۂ مشرکین
کے بھی نہیں ان کے نزدیک بھی کوئی شی مصداق واجب کا نہیں جیسا کہ سائل نے بیان کیا ہے اور توحید
وجودی کی حقیقت بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت ہے تفصیل کے لئے تو دفتر چاہئے مختصر ایک دلیل عقلی اور ایک
نقلی لکھتا ہوں عقلی یہ ہے کہ کوئی شی غیر اللہ موجود نہیں ہو سکتی اس لئے کہ حکمت میں ثابت ہو چکا ہے کہ وجود
عین ذات واجب ہے اور غیر وجود نہیں مگر عدم تو غیر واجب نہیں مگر عدم اور عدم موجود نہیں ہو سکتا پس
غیر واجب یعنی غیر اللہ موجود نہیں ہو سکتا اور دلیل نقلی کلمۂ توحید ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ الٰہ عین اللہ
ہے ہر موجود عین اللہ ہے اس لئے کہ ہر موجود مصداق الٰہ ہے اس لئے کہ الٰہ کہتے ہیں معبود کو
اور معبود کہتے ہیں اس کو جس کی کوئی عبادت کرے اور عبادت کہتے ہیں تابعداری کرنے کو
اسی واسطے جو کوئی کسی کا تابعدار ہوتا ہے تو اس کو اس کا عبد اور بندہ کہتے ہیں جیسے کہتے ہیں
عبدالدینار اور عبدالدرہم اور بندہ پیٹ کا اور بندہ روپیہ کا اور جس کا کوئی تابعدار ہوتا ہے

کہ ترک کہتے ہیں کوئی یہ نہیں جانتا کہ اللہ اور بت جو مندروں میں رکھے ہیں ڈھونڈھا ہیں ابھی معنے کلمہ
توحید کے گھڑے کہ مسلمان مسلمان نہ رہے اور بت پرست موحد ہو گئے سارے احکام شرع
درہم برہم کر دیئے بریں عقل و دانش بباید گریست وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علیٰ
خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۔

اُس کو معبود اور الٰہ کہتے ہیں جیسے قولہ تعالےٰ الٰہہ ہواہ ہوا کو الٰہ کہا بالجملہ اطلاق الٰہ کا ہر اُس شئی پر آتا ہے جس کا وہ تابعدار ہو اور کوئی موجودات میں ایسا نہیں جس کا کوئی تابع نہیں پس غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر موجود مصداق الٰہ کا ہے اور لا الٰہ الا اللہ اس پر دال ہے کہ جو مصداق الٰہ کا ہے عین اللہ ہے پس ثابت ہوا کہ ہر موجود عین اللہ ہے اگر اعتراض کریں کہ شرع میں غیر اللہ کو الٰہ اور معبود گردانی سے ممانعت آئی ہے تو جواب دیا جاوے گا کہ ہاں غیر اللہ کو غیر اللہ سمجھکر الٰہ اور معبود گردانا منع ہے اور شرک اور شرع میں اسیکی ممانعت آئی ہے جگہ آیتہ میں شرک کی ممانعت ہے لفظ دون اللہ موجود ہے یعنی غیر اللہ کو معبود اور موجود مت سمجھو عالم میں جہاں جیسا معبود ہے وہی معبود ہے ہو الذی فی السماء الٰہ وفی الارض الٰہ یعنی آسمان میں بھی وہی معبود ہے اور زمین میں بھی وہی معبود کسی جگہ کوئی معبود غیر اس کا نہیں اور کیسے ہو کہ معبود ہونا تو فرع ہے موجود ہونیکی اور جب بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت ہے کہ غیر اس کا موجود ہی نہیں تو معبود کیسے ہو سکتا ہے واللہ اعلم واحکم۔ العبد المجیب فقیر محمد عبدالعزیز ساکن امروہہ محلہ چلّہ ملایاں ضلع مراد آباد وکیل

جواب الجواب از حضرت مولانا محمد ارشاد حسین صاحب قدس سرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واللہ سبحانہ الموفق للصواب

اولاً سمجھنا چاہیے کہ حصر کرنا سائل کا الٰہ کو ممکن یا واجب یا مطلق میں بحسب واقع کے ہے یا موافق غرض قائل کلمہ توحید کے جو شارع ہے اور اُس نے موافق لسان مستعمل عرب کے تکلم اور خطاب فرمایا ہے اگر موافق واقع کہا جائے تو حصر مسلم ہے لیکن قائل کلمہ کی غرض ہونا غیر مسلم ہے اس واسطے کہ اصطلاح واجب اور ممکن اور مطلق وہ نہیں ہے استعمال اہل لسان نہیں ہے بلکہ یہ اصطلاح اہل حکمت ہے شارع اور لسان شناسان عرب کو جو مخاطبین شارع ہیں ان اصطلاحات سے کچھ غرض نہیں پس ممکن ہے کہ مراد اس کلمہ طیبہ میں الٰہ حق یعنی معبود برحق لیا جاوے اور الٰہ بمعنی معبود محتمل ہے معبود حق اور معبود باطل ہونیکا۔

اور ہر چند واجب حق جو مراد لیا اگرچہ فی الواقع واجب ہی ہے لیکن قائل کو نہ اُس سے غرض نہ اُس کی طرف التفات پس معنے کلمہ طیبہ کے یہ ہیں کہ نہیں ہے کوئی معبود حق سوائے اللہ تعالےٰ کے اس تقدیر پر خبر لا کی الا اللہ کو گردانیں یا محذوف مانیں اگر الا اللہ کو خبر کہیں اور لا کے معنے غیر لیویں تو حاصل معنے یہ ہوں گے نہیں کوئی معبود حق غیر اللہ پس لا مثالہ معبود حق عین اللہ ہو گا اور اگر خبر محذوف کہیں اور امر عام مثل شئی یا موجود یا متحقق یا ثابت کے معنے یہ ہوئے کہ نہیں ہے کوئی معبود حق مصداق شئی یا موجود یا متحقق یا ثابت کا ایسا موجود یا ثابت

جو موصوف ہو ساتھ غیر اللہ کے اور جب کوئی معبود بحق مصداق شی یا ثابت کا ایسی شی یا ثابت جو موصوف ہو ساتھ غیر
اللہ کے نہ ہوا تو بالضرور وہ مصداق ایسی شی یا ثابت کا ہوگا جو موصوف ہو ساتھ عین اللہ کے پس کلمہ توحید سے نہ تو توحید
وجودی مستفاد ہوئی اور نہ اُس کے معنے میں موافقت عقیدہ مشرکین لازم آئی اور اللہ تعالیٰ کا معبود بحق ہونا مفہوم کلمہ
طیبہ سے ظاہر ہوا بدوں لزوم کسی قباحت کے اور تعداد شقوق بہیج تفصیل و شمول کے شقوق صحیحہ اور باطلہ کو تطویل بلا طائل آگہ
طالطول الکلام بذکرہ اور مسئلہ توحید وجودی ہر چند موافق ذوق اہل معرفت کی صحیح اور ہر ابرین کشفیہ عارفانہ اور استنباطات
حنیفہ کتاب و سنت سے ثابت اور مبرہن ہو لیکن مفہوم کلمہ طیبہ سے ظاہر ہونا اس کا ظاہر نہیں پس وہ جو سائل نے الہ کے تین احتمال
ممکن یا واجب یا مطلق قائم کر کے پھر الا کو بمعنی غیر یا برائے استثنا مع حذف یا ذکر خبر کے لیکر ایک سو پانچ احتمال نکالے
اور اُن میں سے ہر تقدیر احتمالات کی توجیہ وجودی مفہوم کلمہ طیبہ سے مستفاد کی تقدیر مذکور پر یہ سب احتمالات رائگاں
ساقط ہو گئے اور استفادہ توحید وجودی کا کلمہ طیبہ سے نہ ہوا اور وہ جو سوال میں کہا اگر فرماویں کہ حسب قرینہ حالیہ مستحق
للعبادۃ محذوف ہو سکتا ہے اور معنے یہ ہو سکتے ہیں کہ کوئی الہ سوائے اللہ تعالیٰ کے مستحق عبادت نہیں تو جواب میں کہا جاتا کہ
کہ یہ معنی بھی غلط ہیں اس لئے کہ معنے عبادت کے طلب اور تابعداری کے ہیں جیسے کہ عبد اللہ اور عبد الدرہم سے ظاہر ہے
اور مستحق طلب اور تابعداری کے سوائے اللہ کے رسول اور صحابہ وغیرہم ہیں شرعاً پس کسی الہ کو یعنی معبود کو سوائے اللہ
کے مستحق عبادت اور تابعداری کے نہ سمجھنا شرعاً غلط ہے انتہی اس میں یہ امر ہے کہ معنی عبادت کے مطلق طلب اور تابعداری
کے نہیں ہیں اور عبدالدینار اور عبدالدرہم سے یہ امر اصلا ظاہر نہیں اس لئے کہ معنے شرعی عبادت کے نہایت
تعظیم کے ہیں کما قال فی التفسیر الکبیر وغیرہ وظاہر ان العبادۃ نہایۃ التعظیم انتہی پس مطلق طلب اور تابعداری کو
جب تک کہ اوسمیں نہایت تعظیم نہ ہو شرعاً عبادت نہ کہیں گے اسی وجہ سے مطلق طالب اور صاحب دنیا کو عبدالدینار
نہیں کہتے جب تک کہ رضائے معبود حقیقی پر اسکو ترجیح نہ دی جب رضائے معبود حقیقی پر اسکو ترجیح دی تو نہایت تعظیم دنیا متحقق ہوئی اسلئے کہ رضائے خود پر اس کو
اختیار کیا اس سے زیادہ نہایت تعظیم کیا ہوگی روی البخاری عن ابی ہریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعس عبد الدینار
وعبد الدرہم وعبد الخمیصۃ ان اعطی رضی وان لم یعط سخط الحدیث قال فی المرقات قولہ عبد الدینار ای الذی اختارہ علی
رضا معبودہ الجبار بان یاخذہ من غیر حلہ ان لا یصرفہ فی محلہ وکذا قولہ عبد الدرہم وعبد الخمیصۃ وہی ثوب خز او صوف علیہ
معلم وخصت بالذکر لان الغالب فی لبسہا الخیلاء والرعونۃ والریا والسمعۃ ومن کمال میل النفس الیہا وعدم الطاقۃ لفراقہا کا
نہا عبد لہا او دعاء علی من استعبدہ محبۃ الدینار واسترقہ الہوی واعرض عن عبودیۃ المولی ولم یقبل ما بہا ایذانا بان النعم
من یکون اسیر الجمع المال بحیث لا یودی حق الملک المتعال انتہی مختصر پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام جو مستحق
الاطاعت ہیں اول تو خود مستحق اطاعت نہیں بلکہ بحکم اللہ تعالیٰ کے ہیں پس اطاعت انکی فی الحقیقت اطاعت اللہ تعالیٰ کی ہے
کما قال اللہ سبحانہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور ثانیا یہ کہ اطاعت انکی بطور نہایت تعظیم کے نہیں ہے بلکہ

Marfat.com

انکی ہیچ اداکرنے اون امور کے ہی جنہیں نہایت تعظیم اللہ تعالی کی ہوگی یہاں تک کہ اطاعت ان کی مخالفت امر الٰہی میں ممنوع ہی کما ورد فی الحدیث الصحیح لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق انتہی پس کوئی شی مستحق عبادت یعنی نہایت کی تعظیم کے سوائے اللہ تعالی کے نہیں ہی تو جس کسی نے معنے لا الہ الا اللہ میں الہ سے مراد المستحق للعبادۃ حسب قرینہ حالیہ لیا ہی یہ معنی بھی صحیح ہیں اور اعتراض مذکور فی السوال اوس سے مدفوع ہی اور وہ جو مجیب نے اثناء جواب میں لکھا کہ بعض علماء معنی کلمہ توحید کے یہ کہتے ہیں کہ کوئی الہ حق نہیں سوائے اللہ تعالی کے تو ان صاحبوں نے الہ سے مراد الہ حق یعنی واجب لیا اب یہ ترجمہ محتمل دو معنی کا ہی ایک تو یہ کہ الہ واجب غیر اللہ نفس الامر میں نہیں یہ معنی صحیح ہیں مگر مخالف عقیدہ مشرکین کے نہیں انتہی حاصل اسکا یہ ہی کہ جس کسی نے الہ سے مراد الہ حق لیا ہی تو اس کو واجب ہونے اور ممکن ہونے الہ کے کچھ غرض نہیں بلکہ الہ یعنی معبود حق بمعنی مستحق عبادت عام اس سے کہ واجب ہو یا ممکن لیا اس تقدیر پر یہ کہنا مجیب کا کہ الہ حق یعنی واجب لیا غلط ہوا اور اسپر یہ تفریع کہ الہ واجب غیر اللہ نفس الامر میں نہیں یہ معنی صحیح ہیں مگر مخالف عقیدہ مشرکین کے نہیں بناء فاسد علی الفاسد ہے اسواسطے کہ جب الہ سے مراد معبود برحق ہی یعنی مستحق عبادت لیا تو معنے کلمہ طیبہ یہ ہوئے کہ کوئی معبود مستحق عبادت اعم من ان یکون واجبا او ممکنا غیر اللہ تعالی نہیں بلکہ عین اللہ تعالے ہی پس یہ معنے سراسر مخالف ہیں عقیدہ مشرکین سے کہ وہ غیر اللہ تعالی کو مستحق عبادت سمجھکر عبادت اوسکی کرتے ہیں اگرچہ واجب نہ سمجھیں ورنہ بلا ہیہ اونکے نزدیک کوئی شی مصداق الہ واجب کا تو نہیں لیکن الہ حق یعنی معبود مستحق عبادت کے کرورہا مصداق ہیں کما لا یخفی اور وہ جو جواب میں کہا کہ توحید وجودی کی حقیقت بدلائل عقلیہ ونقلیہ ثابت ہی دلیل عقلی یہ ہے کہ کوئی شی غیر اللہ موجود نہیں ہو سکتی اس لئے کہ حکمت میں ثابت ہو چکا ہی کہ وجود عین ذات واجب ہی اور غیر وجود نہیں مگر عدم تو غیر واجب نہیں مگر عدم اور عدم موجود نہیں ہو سکتا پس غیر واجب یعنی غیر اللہ موجود نہیں ہو سکتا انتہی اسمیں کہا جائے گا کہ وجود کو جو حکمت میں عین واجب ثابت کیا ہی وجود سے معنی مصدری مراد ہیں یا مابہ الموجودیۃ اگر معنے مصدری مراد ہیں تو وہ معنی انتزاعی ہیں پس عینیت اوس کی ساتھ واجب تعالی کے باین معنے ہوگی کہ منشاء انتزاع اس وجود مصدری انتزاعی کا سوائے ذات واجب ہی کوئی شی آخر ذات میں سوائے ذات کے منشاء انتزاع نہیں اور جب وجود مصدری باین معنے عین ذات واجب ہوا تو یہ وجود منتزع ذات واجب سے وجود مصدری مطلق نہ ہوگا بلکہ ایک حصہ ہوگا وجود مصدری مطلق کا اس لئے کہ منتزع ہی ذات خاص واجب تعالی سے پس اضافت سے طرف ذات کے ایک حصہ وجود مطلق کا ہو جائے گا اور معنی عینیت کا مرجع یہ ہوگا کہ حصہ وجود مصدریکا عین ذات واجب ہی یعنی منتزع ہے نفس ذات واجب سے نہ امر زائد سے اب عدم اوس وجود کا عدم خاص ہوگا پس معنے اس مقدمہ کے کہ وجود نہیں مگر عدم یہ ہوئی کہ غیر وجود خاص نہیں مگر عدم خاص یعنی عدم وجود مصدری واجبی پس غیر واجب کے موجود ہونے کو منافات صادق اس عدم کو نہیں اس لئے کہ کہا جائیگا کہ ممکن موجود ہی اور اسپر صادق ہے یہ امر کہ یہ ممکن موجود عدم خاص واجب ہی جیسے وجود

عدم وجود خاص عمرو بکر ہے اور منافات اس عدم خاص کی وجود خاص آخر سے نہیں پس اس تقدیر پر وجود منحصر حق تعالیٰ اور منفی ممکنات سے نہوا اور اگر مراد وجود سے مابہ الموجودیۃ ہی تو یہ امر بہت واضح ہی کہ مابہ الموجودیۃ ہر شی کا مخصوص ہوگا ساتہ اس شی کے مطلق نہوگا ورنہ مابہ الموجودیۃ اوس شی کا کیونکر قرار پائے گا اور جب یہ مابہ الموجودیۃ واجب کا عین واجب ہوا تو یہ منافی اسکے نہیں کہ ممکن بہی موجود ہو اور مابہ الموجودیۃ اوس ممکن کا عین ممکن ہو جیسے کہ محققین نے اختیار کیا ہی یا غیر ممکن ہو جیسا کہ غیر محققین نے کہا ہی اس لئے کہ اس تقدیر پر معنی مقدمہ مذکورہ اعنی غیر وجود نہیں مگر عدم یہ ہوئی کہ غیر مابہ الموجودیۃ واجب نہیں مگر عدم اس مابہ الموجودیۃ کا پس بر تقدیر موجود ہونے ممکن کی ممکن پر یہ عدم مابہ الموجودیۃ واجب کا صادق ہے پس یہ کہنا کہ عدم موجود نہیں ہو سکتا غلط ہوا بلکہ یہ عدم خاص ہی اور صادق آتا ہے اوپر وجود غیر کے اور منافات نہیں رکہتا وجود غیر سے پس اس کلام سے اثبات توحید وجودی اصلا نہوا اور دلیل نقلی جو کلمۂ توحید سے قائم کی تہی وہ تو بر تقدیر معنی مجوزہ مجیب قائم ہوئی تہی اور جب کلام سابق سے عدم صحت اوس معنے کی واضح ہو گئی تو دلیل نقلی بہی مثل دلیل عقلی کے مفید ثبت توحید وجودی نہوئی معنے ہر شی کو بزعم متبوع اور مطاع ہونیکے الٰہ قرار دینا اور معنی الٰہ کے مطلقا متبوع اور مطاع لینا اور معنی عبد کے مطلقاً فرمانبردار اور تابعدار قرار دینا منافی ہی اصطلاحات شرعیہ اور محاورات عرب کے اور سوا اس کلام کے جو لکہا ہی اور بہی ترددات کلام سائل اور مجیب میں ہیں ہمنے بخوف تطویل اسیقدر پر اکتفا کیا اور اصل مقصود غرض لعرض اختیار اختصار کیا واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب فقط

الجیب ارشاد حسین عفی عنہ الجواب ہو الصواب محمد عبد الغفار عفی عنہ قد صح الجواب محمد امداد حسین عفی عنہ

سوال۔ اول چہ میفرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین دریں حدیث شریف من رانی فقد رای الحق فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

معنے حدیث مذکور این است کہ ہر کہ مرا بخواب دید پس آن دیدہ حق را یعنی امر ثابت واقعی را دیدہ و آن من ہستم یعنی شیطان تمرفی و تخیلی دیدہ صورت من کردن نمیتواند پس ہر کہ مرا بخواب دید در حقیقت مرا دیدہ و احتمال این نیست کہ شیطان لعنت مرئیہ متمثل شدہ باشد و موید این معنیٰ است حدیث دیگر صحیح بخاری مرویہ از ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من رانی فقد رای الحق فان الشیطان لا یتکوننی انتہی قال السید فی شرح المشکوٰۃ تحت الحدیث المذکور رای رای الرؤیا الثابت الحق الذی ہو انما یرجع الی معنی قولہ فقد رانی انتہی وقال الامام النووی فی شرح صحیح مسلم فقد رای الحق ای الرؤیۃ الصحیحۃ انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم سوال دویم دیگر اینکہ حضرت کہ بمعراج تشریف بردہ بودند خدای عزوجل را دیدہ اند یا نہ اگر دیدہ اند بچشم ظاہر دیدہ اند یا از دیدہ دل۔

الجواب وہو الملہم للصواب

جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در شب معراج جناب باری عز اسمہ را بقول صحیح بچشم سر دیدہ اند ہر چند کہ صحابہ کرام رضی اللہ
تعالی عنہم را اندریں مسئلہ خلاف مشہور است اما مذہب جمہور مؤید بر آن منصور ہمیں قول مذکور است قال السید جمال الدین
فی شرح المشکوۃ الشریف المنقول عن عائشۃ وابن مسعود انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یر اللہ لیلۃ الاسراء وان المرئی المذکور
فی الآیتین ہو جبرئیل علیہ السلام والجمہور علی انہ رآہ فقیل بفؤادہ دون عینیہ وقیل بعینہ وہو الصواب انتہی وقال فی روح
البیان وفی کشف الاسرار قال بعضہم رآہ بقلبہ دون عینہ وہذا خلاف السنۃ والمذہب الصحیح انہ علیہ الصلوۃ والسلام رأی ربہ
بعین رأسہ وکان الحسن البصری یحلف باللہ لقد رأی محمد ربہ لیلۃ المعراج وحکی عن الامام احمد انہ قال انا اقول بحدیث ابن
عباس رضی اللہ تعالی عنہما بعینہ رآہ رآہ حتی انقطع نفس الامام احمد انتہی مختصرا وقال الخطیب فی تفسیرہ وحاصل المسئلۃ ان الصحیح
ثبوت الرؤیۃ وہو ما جری علیہ ابن عباس حبر الامۃ وہو الذی یرجع الیہ فی المعضلات وقد راجعہ ابن عمر ابن الخطاب فیہا وراجعہ انہ رآہ انتہی
وفی ہذا القدر کفایۃ لاولی الالباب واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فی کل باب ۔ المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ

ہذا الجواب صحیح ذلک الکتاب لا ریب فیہ قد صح الجواب محمد امداد حسین الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان
ابو المکارم سراج الدین محمد سلامت اللہ محمد عنایت اللہ الجواب صواب الجواب الصواب
قد اصاب من اجاب محمد امجاد حسین محمد عبد القادر خان محمد علاء الدین احمد عبید القادر

سوال ۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد آنکہ مردم میگویند کہ برائے
شخص مبارک عالی حضرت رسالت پناہی نبوت دستگاہی صلی اللہ علیہ وسلم سایہ وظل چنانچہ جملہ اجسام واجرام
کثیفہ ولطیفہ را می باشد نبود وگاہی از ابتدائے خلقت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم تا آخر لقائے رب العالمین
تعالی شانہ ہمچنان بود کہ بے سایہ وظل گذرانیدند فقیر می گوید کہ این معجزہ در کتابی کہ لائق اعتماد باشد واہل سند
اسناد آن را بسند صحیح بیان کردہ باشند ندیدہ ام در کتاب صحاح وسنن کہ مروج اند از کسی نشنیدہ ام کہ ثبوت کردہ
اند وآنچہ اہل سیر ومغازی بیان می کنند اعتماد آن چنانچہ اہل حدیث را ہست معلوم پس ہر کرا از اہل علم ثبوت آن
از روی سند صحیح از کتاب صحیح وحسن باشد بیان فرماید اجر آن از فقیر از خداوند تعالی مامول ومرام فقط ۔

الجواب اللہ سبحانہ الموفق للصواب

بے بودن سایہ وظل جسم اطہر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بطریق خصوصیت و اعجاز در کتب معتبرہ
سیر واحوال آن حضرت صلعم کہ گنج تفصیل اند کتب متکفل آنست منقول ومرویست قال فی سبل الہدی والرشاد

Marfat.com

فی سیرۃ خیر العباد وقال ذکوان لم یر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل فی شمس ولا قمر رواہ الحکیم الترمذی وقال مناوی لئلا یطأ علیہ کافر فیکون مذلۃ وقال ابن سبع فی خصائصہ ان ظلہ صلعم کان لا یقع علی الارض وانہ کان نورا وکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا یظہر لہ ظل انتہی وقال العلامۃ القسطلانی فی المواہب اللدنیہ ولم یکن لہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل فی الشمس ولا قمر رواہ الترمذی الحکیم عن ذکوان وقال ابن سبع کان صلی اللہ علیہ وسلم نورا فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا یظہر لہ ظل قال غیرہ ویشہد لہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دعائہ اللہم اجعلنی نورا انتہی وقال فی انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروفۃ بالسیرۃ الحلبیۃ انہ اذا مشی فی الشمس او فی القمر لا یکون لہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل لانہ کان نورا انتہی وقال فی سیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ ولم یکن لہ صلعم ظل فی شمس ولا قمر لانہ کان نورا رواہ الترمذی الحکیم عن ذکوان وروی ابن المبارک وابن الجوزی عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما لم یکن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع الشمس قط الا غلب ضوءہ ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوءہ ضوء السراج قال ابن سبع کان صلعم نورا فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا یظہر لہ ظل لان النور لا ظل لہ ویشہد لہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دعائہ واجعلنی نورا انتہی وقال فی روضۃ الاحباب فضیلت ثابت دویم آنکہ جسم مبارک وی آنحضرت نورانی بود کہ ہرگاہ در آفتاب یا ماہتاب رفتی سایۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر نبودے وآنچہ در بعض احادیث وارد شدہ کہ آن سرور در دعا برای اعضا وجہات خود نور از خدای تعالی طلبیدہ ودر آخر فرمودہ اللہم اجعلنی نورا مؤید این است وہمچنین در معارج النبوۃ وغیرہ مرقوم است وقال الشیخ عبد الحق الدہلوی فی مدارج النبوۃ نمی افتاد آنحضرت صلعم را سایہ بر زمین کہ محل کثافت ونجاست است ودیدہ نشدہ او را سایہ در آفتاب انتہی پس ایں ہمہ کتب لائق اعتماد واستناد است وکتب حدیث متکفل جمیع احادیث نیست ونہ ثبوت امری موقوف بر روایات آنہاست کما لا یخفی علی الماہر عن ہذا در فضائل اعمال ومناقب تشدد در اسانید وتفحص احوال رواۃ نزد ائمہ حدیث ضروری نیست قال ابن الاثیر فی مقدمۃ جامع الاصول وقال احمد ابن حنبل اذا روینا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الحلال والحرام والسنن والاحکام تشددنا فی الاسانید واذا روینا عنہ فی فضائل الاعمال وما لا یضع حکما ولا یرفعہ تساہلنا فی الاسانید انتہی وفی ہذا القدر کفایۃ لاولی الالباب واللہ سبحانہ الہادی الی طریق الصواب وہو اعلم وعلمہ اتم فی کل باب فقط ـ

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان عفی عنہ

سوال ـ چہ میفرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین مصطفوی علی صاحبہا الف صلوۃ وسلام درین مسئلہ کہ بر زبان خاص وعام جاریست از حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک وغیرہ آیا مضمون آن حدیث صحیح ثابت است یا نہ اگر ثابت باشد سندش بحوالہ کتاب بنقل عبارت آن تحریر فرمایند واگر سندش اجماع امت مرحومہ باشد ہمچنان تحریر فرمایند حسبۃ للہ از تحریر جواب آن [illegible] [illegible] بنمایند وجواب صاف مزین بدستخط ونقل عبارت کتب معتبر عقیدہ اطلاع داشتہ شود کہ حالت مختصرہ [illegible] فقط ـ بینوا توجروا ـ

Marfat.com

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ہر چند حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک را بعض محدثین از موضوعات شمردہ اند کما فی تذکرۃ الموضوعات لمحمد طاہر لولاک لما خلقت الافلاک قال الصغانی موضوع انتہی وہکذا فی تمیز الخبیث للعلی القاری لیکن مضمون حدیث مذکور از کثیر احادیث صحیحہ ثابت است قال فی السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ روی ابو الشیخ والحاکم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرفوعا اوحی اللہ تعالیٰ الی عیسیٰ علیہ السلام آمن بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ومر امتک ان یومنوا بہ ولولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما خلقت آدم ولا الجنۃ والنار ولقد خلقت العرش علی الماء فاضطرب فکتبت علیہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فسکن صححہ الحاکم وروی الدیلمی مرفوعا اتانی جبرئیل فقال ان اللہ تعالیٰ یقول لولاک ما خلقت الجنۃ ولولاک ما خلقت النار انتہی وروی ابن عساکر عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ہبط جبرئیل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان ربک یقول ان کنت اتخذت ابراہیم خلیلا فقد اتخذتک حبیبا وما خلقت خلقا اکرم علی منک ولقد خلقت الدنیا واہلہا لاعرفہم کرامتک ومنزلتک عندی ولولاک ما خلقت الدنیا انتہی وہکذا فی المواہب اللدنیہ وسوائے این چند احادیث معتبرہ مؤید مضمون حدیث قدسی مذکور در کتب سیر مسطور است واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان متین اس مسئلہ میں کہ اللہ صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور سے جدا کر کے دنیا میں ظاہر کیا یا یہ کہ قدرت کاملہ سے بنا کر ظاہر کیا از روئے کتاب معتبرہ کے اُمیدوار جواب کا ہوں بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

نور حضرت سرور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا لمقتضائے واللہ خلقکم وما تعملون و اللہ خالق کل شئ نہ یہ کہ اپنی ذات پاک سے کوئی جز جدا کر کے نور حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بنایا اس لئے کہ ذات خاص پاک حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ ذی بعض اور اجزا نہیں قال فی عقائد النسفیہ ولا متبعض ولا متجزی ولا مرکب منہا انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اسلام حضرت ابوین الشریفین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور حدیث شریف جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ ابوین الشریفین زندہ کئے گئے اور انہوں نے ایمان لایا موضوع ہے یا نہیں بعض لوگ اس حدیث کو موضوع کہتے ہیں **سوال دوم** اور در بارہ سماع موتیٰ حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کیا

Marfat.com

انتہی من یاتی یوم القیامۃ بصلوۃ وصیام وزکاۃ ویاتی قد شتم ہذا وقذف ہذا واکل مال ہذا وسفک دم ہذا وضرب ہذا فیعطی ہذا من حسناتہ وہذا من حسناتہ فان فنیت حسناتہ قبل ان یقضی ما علیہ اخذ من خطایاہم فطرحت علیہ ثم طرح فی النار انتہی اور جب کافر قابل لینے حسنات کے بروز قیامت نہیں ہے تو لا محالہ سیئات اوس کی سر ظالم پر پڑینگی اور کوئی احتمال بچنے کا نہوگا جواب سوال سادس لکل یوم لیلۃ وللجمعۃ لیلتان حدیث نہیں ہی غلط ہی اور مومن فقط ایک شب جمعہ کو جو قبل از جمعہ ہے عذاب قبر سے محفوظ رہیگا اور اسیطرح تمام روز جمعہ میں تا اس شب میں جو بعد الجمعہ ہی قال فی رد المحتار وہو خیر ایام الاسبوع ومن مات فیہ او فی لیلۃ امن من فتنۃ القبر وعذابہ انتہی مختصرا۔ جواب سوال سابع روز جمعہ بعد نماز عصر اگر بہ نیت صوم مفطرات صوم سے تا غروب محفوظ رہے تو یہ فعل اس کا موجب ثواب نہیں بلکہ اگر اس کو ثواب سمجھکر عمل میں لاوے تو بدعت سیئہ ہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال ۔ واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان شرع متین اس صورت میں کہ ایک شخص مسمی زید جس کی خلقت میں گانے بجانے کا گویا خمیر ملا ہے اپنے تمام اعمال بد سے نادم ہوکر بعض علماء گرامی کے روبرو تائب ہوا چند روز کے بعد پہلی ہی توبہ سے منحرف ہوکر ہر قسم کے کار بد کو علانیہ رائج کیا اور بعض عورات کو ورغلا کر بھگا لے گیا اس پر اہل اسلام کو غیرت آئی اسکو برادری سے نکال کر حقہ پانی بند کردیا اور اپنے پاس تک بیٹھنے کو بھی منع کیا اس معاملہ میں بعض اہل اسلام ذی علم و ذی وقار بھی شریک تھے اُن کی شان میں اُسنے کلمات ناشایستہ کہے لیکن بعد چند روز کے پھر تائب ہوا مسلمان اس کے ساتھ مثل سابق کے برتاؤ کرنے لگے ابھی توبہ کئے ہوئے کچھ دن نہ گذرے تھے جو مسلمانوں نے اسکو ایک کافر عیاش کے پاس رنگی پر چوبہ لگاتے دیکھا اور طرہ یہ ہے کہ جب اُن اہل اسلام نے اپنی برادری میں آکر اس کا تذکرہ کیا تو اور چند مسلمانوں نے اس قول کی تائید کی یعنی یہ بیان کیا کہ تم نے اس کو آج دیکھا ہے ہم اس کو متواتر مدت سے ایسے ہی دیکھتے ہیں اور ہر قسم کے ناچنے گانے والوں کی تعریف خواہ عورت ہو یا مرد یا لڑکا حد سے زیادہ کرتا ہے اور ان کی تعریف کو اپنا فخر سمجھتا ہے داڑھی منڈاتا ہے نماز بھی کم پڑھتا ہے اور وہ شخص جواب میلاد شریف پڑھا کرتا ہے اس وجہ سے عوام کے عقیدے بدل گئے اور اغلب کہ اور زیادہ بدل جاویں اب اس صورت میں یہ شخص زید اپنے ساتھ میلاد شریف پڑھوانیکے قابل ہے یا نہیں اور اہل اسلام اس کی توبہ کا کس طرح یقین کریں چونکہ بار بار توبہ سے منحرف ہوگیا ہے پھر کیا صورت ہے جلسکی

Marfat.com

توبہ کا یقین کامل ہو اور ایسی توبہ کا کیا نام ہے درصورت توبہ کرنے یا نہ کرنے کے اس کو اپنی ساتھ میلاد شریف پڑھوایا جاوے یا نہیں اور ایسے شخص کا سلام لینا یا اسپر السلام علیک کرنا چاہیے یا نہیں اور جو شخص نامحرم کے ساتھ خواہ عورت ہو یا مرد تخلیہ میں ہنسی مذاق کرتا ہو اس کا کیا حکم ہے لہذا کل امورات کا جواب مفصلا موافق شرع شریف کے ارشاد فرمایئے بینوا توجروا وما علینا الا البلاغ فقط۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

شخص مذکور نے السوال فاسق معلن ہے اور اس کی توبہ کا کچھ اعتبار نہیں جب تک علامات صالحین اس میں ظاہر نہوں پس ایسے شخص سے سلام علیک کرنا اور مولد شریف پڑھنے میں اس کو شریک کرنا اور اس سے اختلاط اور مودت کرنا ممنوع ہے قال اللہ سبحانہ وتعالے لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ الآیۃ قال فی تفسیر روح البیان المراد بمن حاد اللہ ورسولہ المنافقون والیہود والفساق والظلمۃ والمبتدعۃ والمراد بنفی الوجدان نفی الموادۃ علی معنی انہ لا ینبغی ان یتحقق ذلک وحقہ ان یمتنع ولا یوجد بحال وقال فی کشف الاسرار اخبر ان الایمان یفسد بموادۃ الکفار وکذا بموادۃ من فی حکمہم وعن سہل ابن عبد اللہ التستری انہ من صحح ایمانہ واخلص توحیدہ فانہ لا یانس الی مبتدع ولا یجالسہ ولا یواکلہ ولا یشاربہ ولا یصاحبہ ویظہر من نفسہ العداوۃ والبغضاء انتہی بقدر الحاجۃ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال کیا فرماتے ہیں علماے دین اس صورت میں کہ سود لینا کافروں سے دار الحرب میں جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

دار الحرب میں کافروں سے سود لینا جائز ہے اور حقیقت میں وہ سود ہی نہیں ہے بلکہ مال کافروں کا واسطے اہل اسلام کے مباح ہے سوائے غدر کے جس طور سے لیا جاوے جائز ہے قال فی الدر المختار لا ربا بین حربی ومسلم مستامن ولو بعقد فاسد او قمار ثمہ لان مالہ ثمہ مباح فیحل برضاہ مطلقا بلا غدر انتہی وفی السیر الکبیر وشرحہ اذا دخل المسلم دار الحرب بامان فلا باس بان یاخذ اموالہم بطیب انفسہم بای وجہ کان لانہ انما اخذ المباح علی وجہ عری من الغدر فیکون ذلک طیبا لہ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

الجواب صحیح محمد عبد النقاد　الجواب صحیح محی الدین عبد النقاد　قد صح الجواب محمد امداد حسین مجددی۔　الجواب صحیح حمید عثمان عفی عنہ

Marfat.com

سوال چہ میفرمایند علمائے دین اندرین کہ بلاد ہندوستان مثل مرادآباد و بریلی و فرخ آباد و میں پوری وغیرہ دار الحرب است یا دار الاسلام موافق قول مفتی بہ و روایت قویہ مذہب حنفی بیان نمایند فقط بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

بلاد مذکورہ ہندوستان وغیرہ آن ہمہ از بلاد اسلام است دار الحرب نیست چہ دار حرب اصلی است یا غیر اصلی اصلی آنکہ گاہے حکومت اسلام در آنجا نشدہ و ہندوستان بدیں معنی اصلا دار حرب نیست و غیر اصلی آنکہ در آنجا حکومت اسلام گردید پس ازاں کفار بر آن غالب شد پس نزد امام ابی حنیفہ رحمہ بمجرد غلبہ کفار برائے دار حرب بودنش کفایت نمیکند سہ شرط دگر باید اول آنکہ اجرای احکام شرک علی الاشتہار در آنجا باشد و حکمی از احکام اسلام جاری نماند ثانیا آنکہ متصل شدہ باشد بدار حرب اصلی ثالثا آنکہ باشندگان آنجا از مسلمین و کافرین کہ بامان سابق بودند بدان عہد امان نمانند بلکہ عہد جدید از کافران نمودہ سکونت ورزند قال فی الدر المختار لا تصیر دار الاسلام دار حرب الا بشروط ثلاثۃ باجراء احکام اہل الشرک قال فی الہندیۃ اے علی الاشتہار وان لا یحکم فیہا بحکم اہل الاسلام ظاہر وانہ لو اجریت احکام اہل الشرک لا یکون دار حرب انتہی و باتصالہا بدار الحرب وبان لا یبقی فیہا مسلم او ذمی امنا بالامان الاول انتہی در مختار وفی جامع الرموز دار الاسلام وتہا دار الحرب نعوذ باللہ منہا تغیرہ بشروط احدہا اجراء احکام الکفر اشتہارا بان یحکم الحاکم بحکمہم ولا یرجعون الی قضاۃ المسلمین کما فی الحرۃ والثانی الاتصال بدار الحرب بحیث لا یکون بینہما بلدۃ من بلاد الاسلام یلحق المدد منہا والثالث زوال الامان اے لم یبق مسلم او ذمی فیہا امنا بامان الکفار ولم یبق الامان الذی للمسلم بالاسلام وللذمی بعقد الذمۃ قبل استیلاء الکفار وعندہما لا یشترط الا الشرط الاول قال شیخ الاسلام والامام الاسبیجابی ان الدار محکومۃ بدار الاسلام ببقاء حکم واحد فیہا کما فی العمادیۃ وغیرہ فالاعتبار ما ان یحسن ہذا البلاد دار الاسلام والمسلمین والحادثۃ للملاعین فی الظاہر لا الشیاطین کما فی المستصفی وغیرہ ومراد از احکام اسلام مثل جمعہ و اعیاد است کما فی الدر المختار پس ظاہر است کہ بلاد ہندوستان بر مذہب امام بدیں معنی ہم دار حرب نخواہد شد زیرا کہ شرط ثالث در بلاد ہندوستان اصلا موجود نیست و شعائر ما متحقق دگر شعائر مثل جمعہ و اعیاد وغیرہ در آن صحیح خواہند شد و کسانیکہ خلاف این فتوی دادہ اند از راہ حق دور افتادہ اند والحق احق بالاتباع فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال وعلمہ اتم بوجہ الکمال۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ ما قول العلماء الحنفیۃ فی ان مسلما ارسل وکیلہ الی دار الحرب لیقرض الحربی من جانب موکلہ ویحصل فیہ الربا من ہذا الحربی ہل یجوز التوکیل ویطیب للموکل ہذا الربا ام لا بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

يجوز التوكيل ويطيب للموكل ما حصل من الربا اما جواز التوكيل فلما في الكنز وغيره من معتبرات الفقه انه اقامة الغير مقام نفسه في التصرف الجائز ممن يملكه والاقراض للحربي تصرف يملكه الموكل فيصح به التوكيل قال في البحر نقلا عن البزازية صح التوكيل بالاقراض لا بالاستقراض انتهى واما اخذ الربا من الحربي في دار الحرب فلانه يجوز اخذ اموالهم في دار الحرب باى طريق كان سوى الغدر لعدم ان يكون برضاهم قال في الدر المختار لا ربا بين مسلم وحربي مستامن ولو بعقد فاسد وقمار ثمة لان ماله ثمة مباح فيحل برضاه مطلقا بلا غدر انتهى وقال في فتح القدير ان مالهم مباح وانما يحرم على المسلم اذا كان بطريق الغدر فاذا لم ياخذ غدرا فباى طريق ياخذه حل بعد كونه برضا انتهى واما انه يطيب للموكل فلان الوكيل لما اضاف العقد الى الموكل وقبض الربا نيابة عنه دخل الربا في ملكه ابتداء لقبض نائبه وهو الوكيل فلما وصل الى الموكل وصل ماله الذي ملكه بيد نائبه فلا يكون الموكل حينئذ آخذ الربا في دار السلام بل في دار الحرب بيد نائبه ومما دل عليه دلالة واضحة ما قال العلامة محمد عابدين في حاشية على الدر المختار في جواز اخذ مال السوكرة نعم قد يكون للتاجر شريك حربي في بلاد الحرب فيعقد شريكه هذا العقد مع صاحب سوكرة في بلادهم وياخذ منه بدل الهالك ويرسله الى التاجر فالظاهر ان هذا يحل للتاجر اخذه لان العقد الفاسد جرى بين حربيين في بلاد الحرب وقد وصل اليه مالهم برضاهم فلا مانع من اخذه انتهى ووجه الدلالة ان الشريك الحربي نائب ووكيل للتاجر بحكم الشركة فاذا قبض مال السوكرة الذي هو ربا وارسل الى التاجر وصل اليه ما ملكه بيد نائبه فان قلت اطبق الحنفية على ان كل عقد جاز ان يعقده الانسان بنفسه جاز ان يوكل به غيره ويلزم من مفهوم المخالف ان ما لم يجز للانسان ان يعقده لم يجز ان يوكل به غيره والمسلم الذي في دار الاسلام لم يجز له ان يعقد عقد الربا مع الحربي فلم يجز له ان يوكل به غيره قلت اولا ان المراد من جواز العقد المذكور في كلام الفقهاء الجواز في الجملة لانه يصح من الانسان ان يفعله باى وجه كان لا انه يجوز منه بكل وجه كما سيظهر من كلام المحقق ابن الهمام وغيره واخذ الربا من الحربي في دار الحرب جائز للمسلم فعلى هذا يصح به التوكيل وثانيا ان هذا ضابطة لا حد ولا يصح ابطال الضوابط بابطال العكس بل انما يكون ابطاله بابطال الطرد قال العلامة ابن الهمام في فتح القدير على قول الهداية كل عقد جاز ان يعقده الانسان بنفسه جاز ان يوكل بغيره هذا ضابط لا حد فلا يرد عليه ان المسلم لا يملك بيع الخمر ويملك توكيل الذمي به لان ابطال القواعد بابطال الطرد لا العكس ولا يرد على طرده عدم توكيل الذمي مسلما ببيع خمر هو يملكه لانه يملك التوصل به الذمي فصدق الضابط لانه لم يقل كل عقد يملكه يملك توكيل احد به بل التوصل به في الجملة انتهى وفي البحر كل ما يعقده بنفسه بيان الضوابط الموكل فيه وليس حدا فلا يرد عليه ان المسلم لا يملك بيع الخمر ويملك توكيل الذمي انتهى وفي الزيلعي لا يرد جواز توكيل المسلم الذمي ببيع الخمر ونحوه لانه عكس والنقض لا يكون الا في الطرد انتهى وما قيل ان من شروط الوكالة ان يكون الموكل ممن يملك

التصرف واذ قد كان الموكل في دار الاسلام لا يملك اخذ الربا فلا يصح توكيله فجوابه اولا ان المراد بملك التصرف ان يملكه في جملة الا انه يملك بكل وجه وفي كل مكان ومدعي العموم مطالب بالبيان ولما كان المسلم يملك اخذ الربا في بلاد الحرب صدق عليه انه يملك التصرف فصح منه التوكيل وثانيا انه ان اراد بالتصرف اصل التصرف لا التصرف فيما وكل به قال في جوهرة النيرة وليس المعتبر ان يكون الموكل ممن يملك التصرف فيما وكل به انما المعتبر ان يكون ممن يصح منه التصرف في الجملة لانهم قالوا لا يجوز بيع الآبق ويجوز ان يوكل ببيعه انتهى وقال في الدر المختار ممن يملكه اي التصرف نظرا الى اصل التصرف وان امتنع في بعض الاشياء لعارض النهي انتهى فان قيل سلمنا صحة التوكيل لكن لا يصح اخذ الربا للموكل اذ الاقراض من العقود التي ترجع حقوقها الى الموكل ابتداء والوكيل فيها سفير محض واذا كان كذلك فكان الموكل باشر بنفسه اخذ الربا في دار الاسلام قلنا ولا اذا كان الحقوق في الاقراض ترجع الى الموكل والوكيل سفير محض فالعقد الذي جرى بين الوكيل والحربي كانما جرى بين مسلم وحربي في دار الحرب ودخل الربا في ملكه هناك فلا مانع من صحة اخذه وثانيا ان عدم جواز اخذ الربا للمباشر في دار الاسلام حقيقة مسلم ومصرح في كلام الفقهاء واما عدم جوازه للمباشر حكما ومشابهة فغير مسلم ولا مصرح بل نقول لما ارسل الموكل وكيله الى دار الحرب واخذ الربا هناك فالموكل ملك الربا هناك على يد نائبه ووصل اليه بالملك بيد نائبه فيجوز اخذه ومن الله سبحانه التوفيق ومنه الوصول الى التحقيق وهو سبحانه اعلم وعلمه اتم كتبه العبد المجيب محمد ارشاد حسين احمدي عفي عنه

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الهادي الى سواء السبيل وهو حسبي ونعم الوكيل والصلوة والسلام على سيدنا محمد المبعوث رحمة للعالمين وعلى آله وصحبه والمتقين اثارهم من العلماء العاملين اما بعد فان هذا الجواب مشحون بتحقيق دقيق سلم المضمون وهو بالقبول حقيق فان ما فيه في كتب المذهب النعماني صحة ما ذكر من العقود وحل الانتفاع بالارباح الحاصلة بها وكلام العلماء وان كان ناظرا الى الصحة اولا وبالذات يفيد الحل ثانيا وبالتبع كما لا يخفى على الفقيه النبيه قال صاحب الدر المختار والحاصل ان الربا حرام الا في مسائل منها ان يكون بين مسلم مستامن وبين حربي في دار الحرب ونص السير الكبير واذا دخل المسلم دار الحرب بامان فلا باس بان ياخذ منهم اموالهم بطيب انفسهم باي وجه كان لانه انما اخذ المباح على وجه عري عن الغدر فيكون ذلك طيبا له والاسير والمستامن في ذلك سواء حتى لو باعهم درهما بدرهمين او باعهم ميتة بدراهم او اخذ مالا منهم بطريق القمار فذلك كله طيب له انتهى كلام السير الكبير للامام محمد بن الحسن الشيباني ترجمان المذهب النعماني وذلك لان مالهم مباح ثمرة خلاف لابي يوسف في المسلم المستامن دون الاسير فبهذا علم ان هذا الجواز عند الامام الاعظم والامام محمد ومسئلة القرض من المسائل التي لا بد فيها من الاضافة الى الموكل ولو معنى كما في الدر المختار وحواشيه فالوكيل فيها سفير محض فلا يتعلق به شيء من حقوق العقد كما هو مصرح به في كتب المذهب وقال ابن كمال باشا اعلم ان من شروط الوكالة ان يكون الموكل ممن يملك

Marfat.com

التصرف لان الوكيل يستفيد ولاية التصرف منه وقيل هذا على قولهما فاما على قوله يعني الامام فالشرط ان يكون التوكيل حاصلا بما يملكه الوكيل فاما كون الموكل مالكا للتصرف فليس بشرط حتى يجوز عنده توكيل المسلم الذمي ببيع الخمر وقيل المراد به ان يكون مالكا للتصرف نظرا الى اصل التصرف وان امتنع في بعض الاشياء لعارض النهي انتهى وهذا جواب اهل القول الاول فقد افاد مفتي الثقلين ان الكلام في هذا التصرف لا في كل تصرف ما وكلام العلماء يشهد بهذا وقال السيد الطحطاوي اي من حيث انه لا يعارضه غيره فيه من غير نظر الى حكم شرعي فدخل فيه توكيل المسلم ذميا ببيع خمر وخنزير والمحرم حلالا ببيع صيد انتهى والاحسن ان يقال ان الاصل في كلام العلماء يطلق على ما هو الغالب وعلى ما كان سابقا لكن هذا مبني على القول بان الاصل في الاشياء الاباحة وبه صرح المحقق الكمال في التحرير الاصولي حيث قال ان المختار ان الاصل الاباحة عند الجمهور من الحنفية والشافعية انتهى وتبعه تلميذه العلامة قاسم وجرى عليه في الهداية من فصل الحداد وفي الخانية نسبه الى اكثر الحنفية لا سيما العراقيين قالوا واليه اشار محمد فيمن هدد بالقتل على اكل الميتة او شرب الخمر فلم يفعل حتى قتل بقوله خفت ان يكون آثما لان اكل الميتة وشرب الخمر لم يحرما الا بالنهي عنهما فجعل الاباحة اصلا والحرمة لعارض النهي انتهى وممن نقل انه قول اكثر اصحابنا واصحاب الشافعي الشيخ اكمل الدين في شرح اصول البزدوي فمن قال هو راي المعتزلة فقد سهى ونبانا فيما سكت عنه الشارع فانه يبقى على اباحته الاصلية وقد نص في التحرير على ان المباح يطلق على متعلق الاباحة الاصلية كما يطلق على متعلق الاباحة الشرعية وما ذكرناه هو المتعين في الجواب ولا يصح ما قاله الكمال والشيخ زين والزيلعي في عبارة تنوير الابصار ونحوها وهي التوكيل صحيح وهو اقامة غيره مقامه في تصرف جائز ممن يملكه فان فقد الشروط لا سبيل اليها والشرط ما يلزم من عدمه العدم ولا يلزم من وجوده وجود ولا عدم لذاته وايضا مفهوم المخالفة معتبر عندنا فيما عدى النصوص سواء كان مفهوم صفة او غيرها كما هو مصرح به في كتب الاصول وكتب الفروع نعم ما اشاروا اليه من ان شرط التعريف ان يكون مطردا ومنعكسا بخلاف الضابطة والقاعدة نحو كل فاعل مرفوع فلا يقال المبتدأ مرفوع ايضا لكن هذا الكلام في هذا المقام مما تنفر عنه الطباع وتمجه الاسماع فلهذا لم يعرج عليه العلماء ولا محشو كتابه وايضاح قضية السؤال ان التوكيل صادر في دار الاسلام لشخص بعقد الربا في دار الحرب فظرف التوكيل دار الاسلام واما دار الحرب فهو ظرف عقد الربا واخذه وهو يجوز للموكل اذا كان في دار الحرب ولا وجه لاعتبار كون هذا العقد في دار الاسلام باعتبار الموكل وهو لا يقول به عاقل فضلا عن عالم لان صدوره حقيقة في دار الحرب وهذا هو ما يسره الله تعالى على عجلة مع شغل البال وتكدر الفهم السقيم ومن الله صلاح الحال وفوق كل ذي علم عليم وهو الاقرب الى الصواب لا يعتريه شائبة الارتياب امر برقمه شيخ العلماء والمدرسين بمدينة سيد المرسلين الشيخ يوسف الغزي الحنفي عفي عنه

بسم الله الرحمن الرحيم

لك الحمد يا من نحت العلماء كرائم عرائس المعاني على منصة البيان وسخت بها على الفقهاء لتشييد اساس الدين فكانت
زلالة في مهادين البيان ولك الشكر ان ميزت اهل العلم بمرتبة انما يخشى الله من عباده العلماء وطلعت في عزهم
شموس العلماء بوراثة الانبياء ومن جودك اتم الصلوة واذكى السلام على من خص بحقائق المثاني وسواطع البرهان
فاعجز بفصاحته كل منطيق لسن في حلبة الفضل ميدان دروان وعلى آله الذين هم خلاصة الوجود وانسان عين كل انسان
وعلى اصحابه الذين هم كالنجوم فمن اقتدى بهم اهتدى وفاز بالامن والرضوان وعلى الائمة المجتهدين وسائر ائمة الدين
خصوصا الامام الاعظم ابا حنيفة النعمان وانظمنا اللهم في سلكهم تفضلا منك يا جواد يا كريم يا رحمن اما بعد فقد اطلعنا
على ما تحرر من الجوابين الصادرين عن الحبرين اللوذعيين فوجدنا كل واحد منهما بعد التامل ثابت المضمون لا يعتري شمس
صحته افول ولا تخالطه الظنون بيد انه بحر تتقاذف موجه بالدرر او نهر فائق يستخرج منه كنوز دقائق العز مشتمل
على ما عليه الاعتماد من النقول معزوة لكل طراز شم من الائمة الفحول موشحة بما عليه الفتوى من المذهب جديرة
بان تنتظم زواهر جواهرها في سلك من ذهب ولديه ما في المجتبى من العبارة التي لا غبار عليها في هذا المقام مستأمن
من اهل دارنا مسلما كان او ذميا في دارهم او من اسلم هناك باشر معهم من العقود التي لا تجوز فيما بيننا كالربويات
وبيع الميتة جاز عندهما خلافا لابي يوسف وهذا هو الصحيح اه ومنه ما اذا باع منهم خمرا او خنزيرا او قامرهم واخذ المال
كما في منح الغفار وما وقع من سهو لصاحب البحر في نقله عن المجتبى فقد نبه عليه صاحب رد المحتار واما كون المال
يطيب للموكل كما ذكر في معتبرات الفقه قاطبة تشير اليه فلا حاجة الى الاطالة بذكره لعد ما سطر في الجوابين من البسط
مع التطويل ناهيك ذلك كثرة النقل وجمع الاقاويل واما قول المتون التوكيل صحيح لنفسه كل ما يباشره الموكل بنفسه
بمجرد ضابط وليس في عبارته ما يفيد الحصر كما نبه عليه غير واحد وبالجملة فما تحرر هو الصواب الجدير بالاتباع وعليه
التعويل بلا شبهة ولا نزاع هذا ونسئله تعالى ان يسلك بنا سواء السبيل ويوفقنا لحسن الحال كيف لا وان الفقه امانة
معلقة في اعناق الرجال ولنتبرك بذكر حديث ورد عن صاحب الشريعة مما يناسب ذلك فنقول اخرج الامام البخاري
في صحيحه والامام النووي في رياض الصالحين عن ابي موسى رضي الله عنه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم ان
مثل ما بعثني الله به من الهدى والعلم كمثل غيث اصاب ارضا فكانت منها طائفة طيبة قبلت الماء فانبتت
الكلاء والعشب وكان منها اجادب امسكت الماء فنفع الله بها الناس فشربوا وسقوا وزرعوا واصاب طائفة
منها اخرى انما هي قيعان لا تمسك الماء ولا تنبت الكلاء فذلك مثل من فقه في دين الله تعالى ونفعه
بما بعثني الله به فعلم وعلم ومثل من لم يرفع بذلك رأسا ولم يقبل هدى الله الذي ارسلت به انتهى وفي هذا القدر
الكفاية من التصديق مقنع لمن كان يرى من الحق والله سبحانه وتعالى هو الهادي وعليه معولي

Marfat.com

واعتقادی نفعًا امر برسمہ الفقیر الیہ عز شانہ محمد امین مالی مفتی الاحناف بالمدینۃ المنورۃ عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی خص من شاء بما شاء والعلمیۃ والسلام علی سید الانبیاء وہو خیر من اوتی الحکمۃ وفصل الخطاب وعلی جمیع اخوانہ وآلہ والاصحاب امابعد فما حررہ مولینا المجیب قدوۃ اہل التحقیق والتدقیق فصحیح مقبول وبالاعتماد علیہ حقیق والاجمال مغن عن التفصیل واللہ یقول الحق وہو یہدی السبیل رقمہ خادم الطلبا بالمدینۃ المنورۃ محمد مظہر

احقر البریہ کان اللہ لہ

محمد مظہر احمدی

الجواب صحیح علی مذہب الامام رضی اللہ عنہ الملک العلام

واللہ الغنی وانتم الفقراء

سوال اول کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں جو جانور ماکول اللحم ذبح کیا جائے بقصد تعظیم وخوشنودی غیر اللہ تعالیٰ اگرچہ ذابح نے وقت ذبح کے بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کیا گوشت اسکا حلال ہے یا حرام سوال دوم کسی شخص نے ایک جانور ماکول اللحم بقصد تعظیم وتقرب غیر اللہ پرورش کیا جیسا کہ مروج جہلائے ہند ہے یعنی ایک بکرا کسی نے پرورش کیا بہ نیت تقرب کسی ولی یا غیر ولی کے جیسا شیخ سدو کا بکرا یا گائے میاں کبیر کی یا مرغا شیخ مدار کا یا جوف صفر یا باسید نفع بدیں عقیدہ کہ اگر کوئی شخص عوض اس بکرے کے دوسرا ایک بکرا یا دو بکری اس سے بہتر یا بالعوض اس کے گوشت سب لا دیا جاوے تو بکر بکا یا تے والا بجوف شیخ سدو وغیرہ کی راضی نہیں ہوتا ہے یہ سمجھکر کہ سوائے بکرہ منذورہ کے دوسرا قبول نہوگا اور وہ شخص اسی عقیدہ پر قائم رہا یہانتک کہ بسم اللہ کہکر وہ بکرا ذبح ہوا اس گوشت اسکا حرام ہے یا حلال سوال سوم شیخ سدو کا بکرا ہو یا کسی ولی کا بکرا ہو بعقیدہ مذکورہ سوال دوم حکم دونوں کا واحد ہے یا نہیں یعنی دونوں حلال ہیں یا حرام یا دونوں میں کچھ فرق ہے پس مذہب مقلد طریقہ حنفیہ ہے موافق طریقہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جواب باصواب عنایت فرمایا جاوے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول یہ ہے کہ جو جانور ماکول اللحم ذبح کیا جائے واسطے تعظیم اور خوشنودی غیر اللہ تعالیٰ کے اسکے دو حال ہیں ایک یہ کہ تعظیم اور خوشنودی غیر اللہ تعالیٰ ساتھ نفس فعل ذبح کے یعنی اراقۃ دم کے منظور ہو دوسرے یہ کہ ساتھ گوشت ذبیحہ کے مقصود ہو نہ ساتھ اراقۃ دم کے یعنی یوں قصد کیا کہ یہ جانور واسطے نذر غیر اللہ تعالیٰ کے معین کیا بایں طور کہ گوشت اسکا بعد ذبح کے کسی کو دیں گے یا کھلا دینگے بنام اس غیر اللہ تعالیٰ کے تاکہ وہ ہم سے راضی ہو اور عظمت اس کی ظاہر ہو پھر اس کے دو حال ہیں ایک یہ کہ کھلانا

Marfat.com

یا دنیا گوشت ذبیحہ کا فقط واسطے خوشنودی اور تقرب غیر اللہ تعالیٰ کے ہو بدون قصد تقرب حق تعالیٰ کے
دوسرے یہ کہ اُسمیں تقرب حق تعالیٰ مقصود ہو اور بعد اُسکے خوشنودی اور تقرب غیر اللہ تعالیٰ بھی ہو خواہ بایصال ثواب
یا بدون اسکی شق اول میں ذبیحہ مردار اور حرام ہے کما قال فی الدر المختار ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء
یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ انتہی اور صورت ثانیہ میں اگر وقت ذبح کی نام اللہ تعالیٰ کا بطور معہود آیا
تو ذبیحہ مذکا اور طاہر ہے لیکن کھانا اُسکا حرام ہوا اسواسطے کہ اُس گوشت میں تقرب غیر اللہ مقصود ہوا اور جس چیز میں تقرب
غیر اللہ تعالیٰ کا منظور ہو وہ حرام کما قال فی العالمگیری مایوخذ من الدراہم ونحوہ وینقل الی ضرائح الاولیاء تقربا
الیہم فحرام بالاجماع مالم یقصد بصرفہا الفقراء الاحیاء انتہی وہکذا فی الدر المختار وقال علیہ فی رد المختار قولہ مالم یقصد الخ
ای بان تکون صفۃ النذر للہ تعالیٰ للتقرب الیہ وذکر الشیخ مرادا بہ فقراۂ کما مر انتہی اور صورت ثالثہ میں ذبیحہ بھی
مذکا ہے اور گوشت بھی حلال ہے کما قال فی الدر المختار ولو ذبح للضیف لا یحرم لانہ سنۃ الخلیل علیہ السلام واکرام
الضیف اکرام اللہ تعالیٰ انتہی وقال فی رد المختار واعلم ان المدار علی القصد عند ابتداء الذبح فلا یلزم انہ لو قدم
للضیف غیرہا ان لا تحل لانہ حین الذبح لم یقصد تعظیمہ بل اکرامہ بالاکل منہا وان قدم الیہ غیرہا ویظہر ذلک ایضا
فیما لو اضافہ امیر فذبح عند قدومہ فان قصد التعظیم لا تحل وان اضافہ بہا وان قصد الاکرام تحل وان اطعمہ غیرہا
تامل انتہی جواب سوال دوم یہ ہے کہ جو بکرا وغیرہ واسطے تعظیم غیر اللہ تعالیٰ کے پرورش کیا اسمیں بھی تین احتمال مع جواب
سوال اول میں مذکور ہوئے بر تقدیر احتمال اول اور ثانی کی حرمت میں کچھ تامل نہیں اور بر تقدیر احتمال ثالث کی
حلت ذبیحہ کی ظاہر ہے اور جب بعد اس احتمال ثالث کا یہ ہوا کہ اراقت دم اور گوشت ذبیحہ میں تقرب للہ
کا مقصود ہے اگرچہ بعد اسکے تقرب یا تعظیم غیر اللہ تعالیٰ کے بایصال وغیرہ بھی ملحوظ ہو پس امید دفع مضرت یا
جلب منفعت مانع حلت نہیں ہو سکتی اسیطرح نہ بدلنا پالنے والے کا اُس جانور کو بخوف اس بات کے کہ
سوا اس جانور منذ ورد کے اور مقبول نہ ہوگا منافی حلت نہیں اس واسطے کہ شرائط حلت ذبیحہ
سب متحقق ہوئے اس خیال سے گو یہ فاسد ہے حرمت ذبیحہ لازم نہیں آتی کما لا یخفی علی الماہر
اور جواب سوال سوم یہ ہے کہ شیخ سدو یا بھوانی وغیرہ کی بکری میں اور اولیاء اللہ تعالیٰ
کی بکری میں فرق ہے وہ یہ کہ شیخ سدو وغیرہ تمہارے مفروضہ مشرکین ہیں اُن کا قصد
تعظیم واکرام ساتھ تقرب الٰہی جلشانہ کے نہیں جمع ہوتا اسلئے ان کی تعظیم کرنے والا مشرک
ہے پس نیت تقرب اللہ تعالیٰ کے ان کے نام کی بکری میں معتبر نہیں ہو سکتی پس ذبیحہ
ان کے نام کا حرام ہے اور بکرا بنام اولیا کے موافق احتمال ثالث جواب اول کے ساتھ

تقرب الٰہی کے جمع ہو سکتا ہے اسواسطے کہ اکرام اولیا داخل اکرام الٰہی جلشانہ ہے پس ذبیحہ
ان اولیا کا بنام اولیاء کرام کے حلال ہے کما قال فی التفسیرات الاحمدیہ من ہہنا علم ان البقرۃ
المنذورۃ للاولیاء کما ہو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم یذکر اسم غیر اللہ علیہا وقت الذبح وان کانوا
ینذرونہا لہ انتہی وقال فی المنبہۃ واما الجیب الندار فقد لقرر ان النذر لغیر اللہ تعالیٰ حرام ونذر
الاولیاء ما دلتہ بان النذر للہ وثوابہا لہم انتہٰی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم
العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین رحمہم اللہ تعالیٰ جو کچھ کہ از قسم طعام پختہ و خام و میوہ وغیرہ بتوں کی یا مندر کے
نام ہنود مقرر کرکے ہیں یعنی مندر میں چڑھاتے ہیں یا تو انکو بھوگ لگاتے ہیں مسلمان کو اسکا کھانا جائز ہے
یا نہیں اور چڑھاوہ مندر اور بتوں کا کسی کے ملک شرع میں ہوتا ہے یا نہیں اور خرید کر کھانا بھی اس چڑھاوہ
کا درست ہے یا نہیں اور بیع اسکی قیم مندر کر سکتا ہے یا مثل چڑھاوہ مسجد ہی کہ بوریا وغیرہ مسجد کا قیم مجاز
بیع نہیں کتب معتبرہ فقہ سے جواب ارقام فرماویں فقط اور اکثر ہنود سے پوچھا تو وہ یہ کہتے ہیں کہ مطعومات
تو مندر میں ہم واسطے محتاجین ساکنان مندر و آیندگان مندر کے لیے چڑھاتے ہیں اور سونے چاندی
کی چیزیں زینت مندر کے لیے کسی کو مالک نہیں کرتے ہیں ہاں پوجاری کسی محتاج کو مطعومات سے کچھ
دیدے تو اجازت ہے نقدیں سے دینے کا مجاز نہیں فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو کچھ طعام وغیرہ ہنود مندر میں چڑھاتے ہیں وہ بلا تامل بہ نیت تقرب بتوں کے چڑھاتے ہیں اور جس چیز
میں نیت تقرب غیر اللہ تعالیٰ کی کیجائے وہ حرام ہے قال فی الدر المختار ما یوخذ من الدراہم والشمع والزیت
ونحوہا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فہو بالاجماع باطل وحرام انتہی مختصرا قال علیہ فی رد المحتار باطل
وحرام بوجوہ منہا انہ نذر للمخلوق والنذر للمخلوق لایجوز لانہ عبادۃ لاتکون للمخلوق ومنہا ان المنذور لہ میت
والمیت لایملک ومنہا انہ ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالیٰ واعتقادہ ذلک
کفر انتہی اور چڑھاوہ مندر وغیرہ کا ظاہر املک مالک چڑھاوہ ہے اسواسطے کہ جبتک کوئی تصرف شرعی مزیل
ملک جانب مالک سے واقع نہوگا تو مال مالک اسکی ملک سے خارج نہوگا اور مندر پر چڑھانا کوئی تصرف شرعی مزیل و مفید ملک
نہیں ہے اور جب وہ اشیاء حرام قرار پائیں تو خرید کر کھانا اسکا بھی جائز نہوگا قال فی الدر المختار عن الاشباہ الحرمۃ تتعدی مع العلم
بہا الا فی حق الوارث وقیدہ فی الظہیریۃ بان لا یعلم ارباب الاموال انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔
العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

Marfat.com

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس باب میں کہ زید نے ایک شے حلال ماکول اللحم ایک بت کے نام سے تشہیر کی اور پھر اس کو بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کیا تو اس چیز کو کھانا حرام ہے یا حلال ودرم نفس نیت با نفس شے حرام ہے فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

وہ شے ماکول اللحم جو زید نے بت کے نام سے تشہیر کی یعنی مثلاً یہ مشہور کیا کہ یہ بکرا بھوانی کا ہے تو منشا در اس تشہیر سے یہی ہے کہ اسکو تقرب طرف اس بت کے ساتھ معین کرنے بکرے کے بنام اسکے منظور ہے ورنہ بت کے نام پر کیوں مشہور کرتا پھر اس بکرے کو بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کیا تو ظاہر یہ ہے کہ فعل ذبح اور اراقت دم میں تقرب اللہ تعالیٰ کا مقصود ہے پس یہاں دو امر جمع ہوئے تقرب طرف بت کے ساتھ نفس بکرے کے اس وجہ سے کھانا اس کا اور یہ نیت دونوں حرام ہیں فاما کہتا ہے یہ بندہ حقیر مولف کہ معنی روایت کے یہ ہیں کہ تقرب ڈھونڈھنا اور طلب کرنا رضا اولیاء کرام سے دو طرح ہوتا ہے ایک یہ کہ کھانا بالقصد مزارات پر لیجاتے ہیں اس نیت سے کہ مزارات پر محتاجین مساکین مجاورین ہوتے ہیں انکو خیرات کرنا مقصود ہے خالصاً لوجہ اللہ اور ثواب پہونچانا اولیاء کرام کو تاکہ ان اولیاء کرام سے تقرب حاصل ہو اور اون کی رضامندی اس صورت کی طرف اشارہ کیا ہے اس قول مالم یقصد لصرفہا الفقراء الاحیاء دوسری صورت یہ ہے کہ تقرب مطلوب ہو ساتھ عین ان اشیاء کے نہ خیرات کرنا خالصاً لوجہ اللہ اس صورت کو بیان کیا ہے اس قول میں ما ینقل الی ضرائح الاولیاء تقربا الیہم انتہی قول المولف قال فی العالمگیری ما یوخذ من الدراہم ونحوہ وینقل الی ضرائح الاولیاء تقربا الیہم فحرام بالاجماع مالم یقصد لصرفہا الفقراء الاحیاء انتہی وقال فی الدر المختار ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ ولو ذبح للضیف لا یحرم لانہ سنۃ الخلیل علیہ السلام واکرام الضیف اکرام اللہ تعالیٰ والفارق انہ ان قدمہا لیاکل منہا کان الذبح للہ والمنفعۃ للضیف او للولیمۃ او للربح وان لم یقدمہا لیاکل منہا بل یدفعہا لغیرہ کان لتعظیم غیر اللہ فتحرم وہل یکفر قولان بزازیہ وشرح وہبانیہ قلت وفی المنیۃ انہ یکرہ ولا یکفر لانا لا نسیئ الظن بالمسلم انہ یتقرب الی الآدمی بہذا النحر ونحوہ فی شرح الوہبانیہ عن الذخیرۃ انتہی قال فی رد المحتار علی قولہ انہ یتقرب الی الآدمی ای علی وجہ العبادۃ لانہ المکفر وہذا بعید من حال المسلم فالظاہر انہ قصد الدنیا والقبول عندہ باظہار المحبۃ بذبحہ لکن لما کان فی ذلک تعظیم لہ لم یکن التسمیۃ مجردۃ للہ تعالیٰ کما لو قال بسم اللہ واسم فلان حرمت ولا ملازمۃ بین الحرمۃ والکفر کما قدمنا انتہی اور امر ثانی یہ کہ یہاں پر ذبح واقع ہوا ساتھ نام مبارک اللہ تعالیٰ کے اور اراقت دم اور فعل ذبح میں تقرب طرف بت کے مقصود نہ تھا بلکہ اس میں فقط الی اللہ تعالیٰ تقرب منظور ہے بخلاف ذبح لقدوم الامیر کہ اس نفس ذبح میں تقرب الی الامیر منظور ہوتا ہے اور اسی وجہ سے گویا تسمیہ الی اللہ تعالیٰ کا مجرد نہ تھا

Marfat.com

کما مر عن رد المحتار پس اسوجہ سے وہ ذبیحہ مذکی ہے میتہ نہیں لیکن بوجہ سابق کھانا اُس کا بچاہیے واللہ سبحانہ

اعلم وعلمہ اتم فقط　　العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک بکری کو بنام شیخ سدو پرورش کیا اور بعد چندے بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کیا اور گوشت اُس کا پکاکر لوگوں کو کھلادیا وہ گوشت پست حرام ہے یا حلال اور اُس کا کھانا کیسا صورت دیگر یوں ہے کہ اگر اُس بکرے کو بنام اللہ پرورش کیا اور بعد چندے اُسکو وقت ذبح شیخ سدو کہکر چھری پھیری اور ذبح کیا پس یہ صورت موافق صورت اولی ہے یا نہیں اور یہ ذبیحہ کیسا آیت ما اہل بہ لغیر اللہ ان دونوں صورتوں پر حکم کرتی ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو بکرا بنام شیخ سدو پرورش کیا اُس میں قصد تقرب کا الی غیر اللہ تعالی ہوا پس کھانا اُس کا حرام ہے قال فی الدر المختار واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراہم والشمع والزیت ونحوہا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فہو بالاجماع باطل وحرام مالم یقصد وا صرفہا لفقراء الانام انتہی وقال فی رد المحتار قولہ مالم یقصد وا الخ ای بان تکون صیغۃ النذر للہ تعالی للتقرب الیہ ویذکر الشیخ مرادا بہ فقراۂ کما مر انتہی اور جب اُسکو بنام اللہ تعالے کے ذبح کیا تو فعل ذبح اور اراقت دم بنام اللہ تعالے کے ہوا پس وہ بکرا مذکی اور پاک ہوگیا ہر چند کھانا اُس کا حرام ہے بسبب قصد تقرب کے بجہت تحقق شرط ذکوۃ کے جو وہ تسمیہ اللہ تعالی کا ہے عند الذبح قال فی العالمگیری واما شرائط الذکات فانواع منہا التسمیۃ حالۃ الذکاۃ عندنا انتہی اور اگر اُس بکرے کو بنام شیخ سدو کے ذبح کیا تو مذکی نہوا بجہت نہ ذکر کرنے نام اللہ تعالے کے عند الذبح کہ وہ شرط ذکاۃ تھا۔ پس وہ نجس بھی ہے اور حرام بھی ہے تو یہ صورت موافق صورت اولی کے نہیں اور حکم اس کا آیہ کریمہ ما اہل بہ لغیر اللہ سے ظاہر مستفاد ہے اسواسطے کہ معنے آیہ کریمہ کے یہ ہیں کہ حرام کیا گیا تمپر میتہ اور دم مسفوح اور لحم خنزیر اور وہ چیز پکاری جائے بنام غیر اللہ تعالی کے وقت ذبح کے پس جسپر وقت ذبح کے نام شیخ سدو کا لیا وہ اس میں داخل ہے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال چہ میفرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین درین معنی کہ سانڈہ در ملک ہندوستان قوم ہنود بنام آباؤ اجداد بنام بتاں بگذارند وانتفاع ازونمی گیرند پس درین صورت خوردن گوشت او مسلمانان را جائز است یا نہ بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

گاؤ سانڈ کہ مروج کفار ہند است در حکم بحیرہ ووصیلہ است کہ کفار عرب در زعم فاسد خود آنرا حرام میساختند

وحکم تحریمش بجناب باری منسوب میکردند پس حضرت حق سبحانہ وتعالی بر کنان فرمود لقولہ ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام ولکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب واکثرہم لا یعقلون ومقصود آیۃ علی ما فسرہ صاحب احمدی والکشاف وغیرہ آنست کہ مشروع نساخت حضرت حق سبحانہ تعالی این اشیاء را ونہ امر کرد بایشان لکن کافرین افترا کردند بر حضرت حق سبحانہ پس نہ تصدیق آنان کنید ونہ عمل بمفتریات آنان یعنی این چیزہا حرام نیست قال صاحب الکشاف فی تفسیرہ ما شرع اللہ ذلک ولا امر بالتبحیر والتسییب وغیر ذلک ولکن بہم تحریمہم ما حرموا یفترون علی اللہ الکذب واکثرہم لا یعقلون پس ازین تقریر واضح شد کہ سانڈھ فی نفسہ حرام نیست اما چونکہ مالکش مباح الاکل والبیع برائے کسی نہ نمود ملکش در آن مانع انتفاع ازان است ہمچو مال غصب وگذاشتن مالک آنرا وعدم تعرض بدان دلیل اباحۃ نیست زیراکہ از سانڈھ کردن ملک مالک زائل نمیشود قال فی الدر المختار ولا تخرج باعتاقہ یعنی جانور را آزاد کردن از ملک مالک نمیرود قال محشیہ العلامۃ الشامی فاذا وجد بعضہ فی ید غیرہ لہ اخذہ الا اذا کان قال من اخذہا فہی لہ انتہی الحاصل سانڈھ فی نفسہ حرام نہ چنانچہ بر محققین تفسیر و ناظرین آیۃ کریمہ مذکورہ بالا ظاہر است البتہ بجہت ملک غیر درین حرمت پیدا گردید ہمچو مال غصب واگر مالک اجازت دہد خوردن او جائز است واگر محرمین آن دعوی حرمت با دخال آن تحت ما اہل بہ لغیر اللہ نمایند پس این معنی از واقفین لباستبعد است چہ جمہور مفسرین را اجماع است بران کہ مراد ازان رفع صوت بنام غیر اللہ وقت ذبح است واگر گویند کہ حرمتش بجہت تقرب بدان الی غیر اللہ است چنانچہ در ذبیحہ کہ برای قدوم امیر وغیرہ میکنند گوئیم کہ مراد از تقرب الی غیر اللہ تقرب بفعل ذبح است کما صرح بہ الفقہاء والمفسرون ودرگاہ وسانڈھ وغیرہ ہرگز مالکش بر ذبح راضی نیست وتا ذبح آن حرام می انگارد پس بقاعدہ تقرب الی غیر اللہ چگونہ حرام گردد بالجملہ گوشت سانڈھ فی نفسہ حرام نیست اگر حرمت است بجہت ملک غیر وعوارض دیگر است واگر عوارض دیگر نباشد در حلت گوشت آن تاملی نیست

واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو جانور بنا بر تقرب ماسوی اللہ ذبح کیے جاتے ہیں یا جن زندہ جانور پر نام غیر خدا پکار دیا جاتا ہے مثلا یہ بکرا بھوانی کا یا شیخ سدو کا یا اور کسی بت کا ہے یا جو جانور کسی جن یا ستارہ کے نام پر آزاد بطور وقف چھوڑ دیئے جاتے ہیں اگر یہ وقت ذبح کے اللہ تعالے کے نام کے ساتھ ذبح کئے جائیں تو ان کا گوشت حلال ہے یا حرام بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو جانور بنا بر تقرب غیر اللہ تعالیٰ کے ذبح کیا جائے کھانا اُس کا حرام ہے اگرچہ وقت ذبح کے نام اللہ تعالیٰ کا لیا جاوے قال فی الدر المختار ذبح لقدوم الامیر ونحوہ یحرم لانہ اہل لغیر اللہ تعالیٰ ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ ولو ذبح للضیف لا یحرم لانہ سنۃ الخلیل واکرام الضیف اکرام اللہ تعالیٰ انتہیٰ اور جس جانور پر نام غیر اللہ تعالیٰ کا پکار دیا جاتا ہے مثلاً بھوانی یا شیخ سدو وغیرہ کا اس کا بھی یہی حال ہے یعنی بجہت تقرب ماسواللہ تعالیٰ کے کھانا اُس کا حرام ہے گو وقت ذبح کے نام اللہ تعالیٰ کا لیں اگر زندہ جانور پر کسی ولی یا نبی کا نام پکارا جیسے یہ مرغ مثلاً حضرت غوث الثقلین کا تو وہ حرام نہ ہوگا اسواسطے کہ اس صورت میں ذبح اُس جانور کا واسطے تقرب حق تعالیٰ کے ہی اور مقصود نام لینے اُن بزرگ سے ایصال ثواب ہے روح اُن بزرگ کو قال فی التفسیر الاحمدی ومن ہہنا علم ان البقرۃ المنذورۃ للاولیاء کما ہو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم یذکر اسم غیر اللہ تعالیٰ علیہا وقت الذبح انتہی وقال فی المنہیۃ واما بحسب النذر فقد تقرر ان النذر لغیر اللہ تعالیٰ حرام ونذر الاولیاء ماول بان النذر للہ تعالیٰ والثواب لہم انتہی اور یہی حال اُن جانوروں کا جنکو بنام جن یا کسی ستارہ وغیرہ کے بطور وقف چھوڑتے ہیں کہ اسمیں نیت تقرب غیر اللہ تعالیٰ کے ہوتی ہے پس کھانا اُس کا حرام ہوگا۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال ما قولکم ایہا العلماء الحنفیۃ الکرام فی ہذہ المسئلۃ۔ شہر کلکتہ ودیگر بعض بلاد بنگال میں کہ نان پاؤ د بسکٹ مخمر بخمیر تاڑی کا جو منجملہ اشربہ مسکرہ ہے بوجہ فتوے حلت دینے بعض اعیان کے شائع ہے اور اُسکی حلت پر اسقدر اعتماد ہے کہ مانع نہیں کھانیوالا مطعون رہتا ہے اور متعصب سمجھا جاتا ہے مگر مستفتی گو کہ مقلد حنفی المذہب ہے حلت میں اُس کی کلام ہے بدیں وجہ کہ ہرگاہ تاڑی بوجہ مسکر ہونے کے بقول امام محمدؒ جو مفتی بہ عند الحنفیہ ہے تحت کلیہ کل مسکر خمر وکل مسکر حرام داخل ہو کر مصداق خمر وحرام و نجس ہوئی پھر جو آٹا اُس میں خمیر ہو کر پکایا جاویگا اُس روٹی کا کھانا عند الحنفیہ کیونکر جائز وحلال ہوگا کہ حسب تصریح معتبرات حنفیہ کھانا اُس روٹی کا جو آرد مخمر بخمیر خمر سے پکائی جاوے حرام وممنوع ہے مثل اُس روٹی کے جو آرد مخمر بخمیر شراب سے پکی ہو کہ تصریح اس امر کی کتاب الاشربہ ہدایہ وکفایہ وغایۃ البیان وفتاوی عالمگیری میں موجود ہے کما لایخفی علی ناظریہا لہٰذا بحضور علماء دین عرض ہے کہ یہ تقریر مستفتی کی حسب قواعد حنفیہ کرام اقول راجح ومفتی بہ صحیح اور واجب القبول ہے یا برعکس اور کھانا نانپاؤ و بسکٹ مذکور کا حلال ہے یا حرام اور بتقدیر ثانی مفتیان حلت خاطی اور آثم ہوے یا نہیں بہ تفصیل شافی وبسط کافی مدلل ارقام فرمایا۔

Marfat.com

تا باعث رفع خلاف والزام وہدایت کافۂ انام ہووے فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

یہ تقریر مستفتی کی درباب حرمت نان پاؤ و بسکٹ کی جس میں تاڑی مسکر پڑتی ہے صحیح اور مقبول ہے اور موافق مذہب حنفیہ مذہب مفتی بہ کے اس کی حرمت میں تامل نہیں ویؤیدہ ما فی الدر المختار و قال محمد ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام وہو نجس ایضا وبہ یفتی انتہی قال فی رد المحتار اقول الظاہر ان ہذا خاص بالاشربۃ المائعۃ دون الجامدۃ کالبنج والافیون فلا یحرم قلیلہا بل کثیرہا المسکر وبہ صرح ابن حجر فی التحفۃ وغیرہ وہو مفہوم من کلام ائمتنا لانہم عدوہا من الادویۃ المباحۃ وان حرم السکر منہا ویدل علیہ ایضا قولہ فی غرر الافکار وہذہ الاشربۃ عند محمد وموافقیہ کخمر بلا تفاوت فی الاحکام ولہذا یفتی فی زماننا وظاہر قولہ بلا تفاوت ان نجاستہا غلیظۃ انتہی پس مفتیان حلت مذہب حنفی میں خاطی ہیں کہ خلاف مفتی بہ فتوی دیا ہے لیکن علی الاطلاق آثم نہیں ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ . الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں عفی عنہ

سوال ایک شخص روزگار ولایتی پانی کا کرتا ہے یعنی سوڈہ واٹر بناتا ہے اور ایک من پانی میں دو پیسہ شراب اسپریٹ دین ڈالی جاتی ہے تو یہ بنانا اور بیچنا جائز ہے یا نہیں اور تیل لیمو کا جو ولایت سے آتا ہے اس میں بھی شراب کی لاگ ہوتی ہے اس کا استعمال درست ہے یا نہیں فقط بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

بنانا پانی مذکور کا جس میں شراب پڑتی ہے جائز نہیں اور بیچنا اس پانی کا جائز ہے اور اسی طرح استعمال تیل لیمو کا درست نہیں قال فی الدر المختار لو وقعت قطرۃ منہا فی الماء الغیر الجاری او فی حکمہ نجسۃ وان استہلک فیہ وصار ما، واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

کہتا ہے مؤلف اور صحیح کرنے والا اس فتوے کا کہ یہ حکم مختص ہے ساتھ اُن نان پاؤں اور بسکٹوں کے کہ جہاں تاڑی ہوتی ہے اور تاڑی مسکر پڑتی ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ یہ بسکٹ وہی ہیں جنہیں تاڑی مسکر پڑی ہے ورنہ خمیر کا تاڑی سکر میں نہیں ہے سوڈا ایک اور ان چیز ہے اس سے بھی خمیر ہو جاتا ہے تو مطلقاً جو نان پاؤ اور بسکٹ بازاروں میں فروخت ہوتی ہیں اُن کی حرمت کا حکم نہیں دے سکتے۔ اور یہ قول امام محمد کا بھی از پئے احتیاط اور تقوی کے ہے ورنہ قول امام اعظم تو یہی ہے کہ غیر خمر میں بقدر اسکار حرام ہے کما ہو مصرح فی کتب الفقہ قولہ علی الاطلاق آثم نہیں اسی کی طرف اشارہ ہے، علاوہ بریں روایت صابون کو تیل ناپاک سے بنا ہو طاہر ہے وہی تغیر اور تبدل حقیقت اور بلوی عام دلیل حلت کی ہے۔

Marfat.com

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس باب میں جو انگریزی پانی انگریزی کل سے انگریزوں کے واسطے بنتا ہے ایک من میں یعنی چالیس سیر میں دو چمچہ بھر شراب پڑتا ہے مسلمانوں کو اُس پانی کا بنانا اور بنوانا اور فروخت کرنا کیا خریدنا مسلمانوں کو اور پینا اُس پانی کا مسلمانوں کو درست ہے یا نہیں اور جملہ ادویہ جو انگریزوں کی ولایت سے آتی ہیں معتمد آدمی کہتے ہیں کہ اُس میں شراب ملی ہے اُس ادویہ کی خرید وفروخت روا ہے یا نہیں اور مسلمان جو شراب بناتے ہیں یا بنواتے ہیں و بیع وشرا اُس کی کرتے ہیں اور اُس شراب خانہ کے کاروبار میں کسی قسم کی نوکری کرتے ہیں جائز ہے یا نہیں اور شراب بجمیع اقسام حرام یا کچھ فرق مفتی بہ مسئلہ دمحتاط کو نسا ہے فقط بینوا توجروا رحمکم اللہ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

وہ پانی جس میں شراب بحساب فی من دو چمچہ بھر ڈالی جاتی ہے نجس اور حرام ہے قال فی الدر المختار لو وقعت قطرۃ منہا فی الماء الغیر الجاری او مافی حکمہ نجسۃ وان استہلک فیہ وصار ماء انتہی وقال فی الدر المختار وحرم الانتفاع بہا ولو لسقی دواب اولطین او نظر للتلہی او فی دواء او دہن او طعام او غیر ذلک انتہی پس مسلمانوں کو بنانا اور بنوانا اُس کا حرام ہے اور خرید وفروخت کرنا اُس پانی کا جائز ہے اس واسطے کہ جواز بیع مبنی ہے اوپر منتفع بہ ہونیکے اور جب وہ پانی باستعمال کفار منتفع بہ ہے تو بیع وشرا اس کی صحیح ہے جیسی بیع سرگین کی اور مسلمانوں کو پینا اُس کا جائز نہیں اور یہی حال ہے جملہ ادویہ انگریزی کا جن میں شراب پڑتی ہے اور جو لوگ شراب بنانے کا کارخانہ کرتے ہیں اُس کے کام میں نوکری کرنا اور مدد اُس کام کی کرنا موافق قول مفتی بہ کے حرام ہے قال فی الدر المختار وجاز حمل خمر ذمی باجر لا عصرہا لقیام المعصیۃ بعینہ انتہی قال علیہ فی رد المحتار وہذا عندہ وقالا ہو مکروہ زاد فی النہایۃ قولہ قیاس وقولہما استحسان انتہی اور شراب بجمیع اقسام حرام ہے بلا تفاوت قال فی الدر المختار وحرمہا محمد ای الاشربۃ المتخذۃ من العسل والتین ونحوہا مطلقا وبہ یفتی انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال چہ میفرمایند علمائے دین دریں باب کہ زعفران آیا حرام است یا حلال ونجس است یا طاہر بینوا توجروا فقط

کہتا ہے مؤلف کہ اسپرٹ شراب نہیں ہے کہ جس کے پینے سے سکر ہو اس کا استعمال واسطے سکر کے کوئی نہیں کرتا ہے بلکہ یہ ایک تیزاب ہے کہ واسطے حل کرنے ادویہ سخت کے استعمال کرتے ہیں اور پانی میں بھی تیزی پیدا کرنیکے ہیت ڈالتے ہیں اسکو اثر مسکرہ سے قرار دینا غلط مشہور ہے اور حکم حرمت کا اوپر تقدیر شراب کہ ہونیکے دیا گیا حسب سوال سائل کے اور بعد التحقیق یہ محقق ہوا کہ یہ تیزاب ہے اگر کوئی شخص ایک دو چمچہ بھر پی لے تو خوف مرجانیکا ہے فقط

Marfat.com

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

زعفران موافق تحقیق اکابر حنفیہ مطلقاً حرام نیست بلکہ قدر مسکرش حرام است وطاہر است مطلقاً قدر مسکر باشد
یا کمتر ازان قال فی الدر المختار وکذا تحرم جوزۃ الطیب انتہی قال علیہ فی رد المحتار وکذا العنبر والزعفران
کما فی الزواجر لابن حجر المکی قال فہذہ کلہا مسکرۃ ومرادہم بالاسکار ہنا تغطیۃ العقل لا مع الشدۃ المطربۃ
لانہا من خصوصیات المسکر المائع فلا ینافی انہا تسمی مخدرہ اقول وشلہ زہرۃ القطن فانہ قوی التفریح
یبلغ الاسکار کما فی التذکرۃ فہذا کلہ ونظائرہ یحرم استعمال القدر المسکر دون القلیل کما قدمنا انتہی وقال
ایضاً علی قول الدر وتاؤل محمد ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام اقول الظاہر ان ہذا خاص بالاشربۃ المائعۃ دون الجامدۃ کالبنج
والافیون فلا یحرم قلیلہا بل کثیرہ المسکر وبہ صرح فی التحفۃ وغیرہ وہو مفہوم من کلام المشائخ لانہم عدوہا من الادویۃ
المباحۃ وان حرم السکر منہا بالاتفاق ولم نر احدا قال بنجاستہا ولا بنجاسۃ نحو الزعفران مع ان کثیرہ مسکر ولم یحرموا
اکل قلیلہ ایضاً والحاصل انہ لا یلزم من حرمۃ الکثیر المسکر حرمۃ قلیلہ ولا نجاستہ مطلقاً الا فی المائعات لمعنی خاص بہا
اما الجامدات فلا یحرم منہا الا الکثیر المسکر ولا یلزم من حرمتہ نجاستہ کالسم القاتل فانہ حرام مع انہ طاہر انتہی مختصراً
وکسانیکہ بتحریم آن مطلقاً حکم نمودہ اند مستندات آنان چند است اول حدیث کل مسکر خمر ثانی ما اسکر کثیرہ
فقلیلہ حرام ثالث ما اسکر الجرۃ منہ فالجرعۃ منہ حرام رابع ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم نہی عن قلیل ما اسکر کثیرہ
خامس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل مسکر حرام وما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام سادس کل مسکر حرام وما اسکر
الفرق فملأ الکف منہ حرام سابع قیاس ہر مسکر بر خمر پس چنانکہ قلیل وکثیر خمر حرام است ہمچنیں در ہر مسکر قلیل و
کثیر حرام خواہد بود وجواب این مستندات از جانب حنفیہ بوجوہ متعددہ است تفصیل آن بتطویل می کشد
مختصر اینکہ حدیث کل مسکر خمر وکل خمر حرام صحیح وثابت نیست قال فی الہدایہ الحدیث الاول طعن فیہ یحیی بن معین
انتہی قال فی العینی اراد بہ قولہ صلے اللہ علیہ وسلم کل مسکر خمر روی عن یحیی بن معین الاحادیث الثلثۃ لیس بثابت
عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم احدہا لا نکاح الا بولی وشاہدی عدل والثانی من مس ذکرہ فلیتوضأ والثالث کل
مسکر خمر حرام انتہی مختصراً وحدیث ثانی وثالث ورابع وخامس وسادس معارض است بحدیث حرمت الخمر
لعینہا والسکر من کل شراب وبحدیث زید بن علی قال حدثنی ابی عن جدی عن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ
عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ ابتلاکم بہذا النبیذ واحل منہ الذی لا یسکر وحرم منہ السکر و
بحدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ صلے اللہ علیہ وسلم قال اذا شرب تسعۃ اقداح فلم یسکر فلا باس
واذا شرب العاشر فسکر فذلک حرام کذا فی العینی وقیاس دیگر اشربہ مسکرہ بر خمر مع الفارق است چہ خمر بسبب
رقت ولطافت قلیل آن داعی طرف شرب کثیر است ودیگر اشربہ نہ چنانست پس قیاس دیگر اشربہ بر خمر

صحیح نیت[ص] واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبدالغفار خان

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ اکثر رواج ہے کہ شکار مچھلی کا کھیلتے ہیں کیچوا اور مینڈک سے اس طرح کا شکار کھیلنا جائز ہے یا نہیں فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ للموفق للصواب

کیچوے اور مینڈک زندہ سے شکار کھیلنا مچھلی کا نچاہیے مکروہ ہے اور مرے ہوئے سے شکار کھیلنے کا مضائقہ نہیں قال فی الفتاوی العالمگیری یکرہ تعلیم البازی بالطیر الحی یاخذہ ویعذبہ ولا باس ان یعلم بالمذبوح فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ

الجواب ہو الصواب حامد حسین۔ — الجواب صحیح محمد گوہر علی — الجواب صحیح محمد عبدالغفار خان

قد صح الجواب ابو الاذکار سراج الدین محمد سلامت اللہ

سوال چہ مے فرمایند علمائے دین وارد مفتیان تقوی شعار دریں مسئلہ کہ مسمی زید موی لب را بہ انگشت از بیخ دین باسترہ صاف ودر نماید ومیگوید این سنت است وعمرو موی چند قدر از سر لب باسترہ ودر کنایند ویا بقینچی مانند بالای پلک باریک مے کناند ومیگوید این مسنون است دریں مباحثہ مقولہ زید ہست کہ یک اوزار درست است وباوزار دوم بدعت خواہد شد چہ معنی کہ یک اوزار درست گردد وبا وزار دوم بدعت شود دریں بارہ بمسئلہ کدام کس عمل کردہ شود بیان فرمایند بسند الکتاب۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صاف کنانیدن موسے لب بہ استرہ بلاشبہ سنت وافضل است از باریک کنانیدن او قال فی العالمگیریہ ویاخذ من شاربہ حتی یصیر مثل الحاجب کذا فی الغیاثیہ ذکر الطحاوی فی شرح الآثار ان قص الشارب حسن وتقصیرہ ان یوخذ حتی ینقص من الاطار وہو الطرف الاعلیٰ من الشفۃ العلیا قال والحلق سنۃ وہو احسن

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبدالغفار خان

[ص] کہتا ہے مؤلف کہ اس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صاف ظاہر ہے کہ بافعات میں بھی بقدر اسکار حرام ہے من حیث الدلیل راجح قول امام اعظم صاحب کا ہے اور فتوی اوپر قول امام محمد کے بھی اوپر تقریر سے اوس احتیاط کے ہے اس زمانہ کی حکومت کفار میں جو اذن شرعی پر بھی دشوار ہے یہ وہ زمانہ ہے کہ جن امور میں مداج اور تعامل عام وخاص کا ہوگیا ہے اُسمیں روایت ضعیف بھی جواز کے واسطے کافی ہے تاکہ مسلمان حرمت سے بچیں الدین یسر ونیز یحب الیسر کے اوپر عمل کرنا چاہیے۔ فقط

Marfat.com

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نوکری چنگی کی کرنا درست ہے یا نہیں اور اگر درست نہیں ہے تو کیسی ہے کروہ تنزیہی ہے یا کروہ تحریمی یا حرام ہے۔ بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا میں چنگی کا لینا شرع میں حرام ہے قال فی الدر المختار من السحت ما یاخذہ علی المباحات انتہی اور نوکری چنگی کی کرنا معاونت ہے اور پر حرام کے سو معاونت علی الحرام حرام ہے قال اللہ سبحانہ و تعالے تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان الآیۃ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ گروہ روافض آذان میں اور خارج آذان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں خلیفہ بلا فصل کہتے ہیں نعوذ باللہ عن قولہم) اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ کلمہ تبرا ہے یا نہیں اور اس کا سننا انکو مثل تبرے سننے کے ہے یا نہیں اور جو اہل سنت اس کلمہ کو سنے وہ اپنے مقدور بھر اس کے روکنے میں کوشش نکرے تو وہ گنہگار ہو گا یا نہیں اور جو اس کے روکنے میں کوشش بلیغ ومدد کرے اس کے لیے ثواب عظیم ہو گا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

بلاشبہ لفظ مذکور تبرا ہے اور مشعر ہے نفی استحقاق خلافت خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کو اور اس کا سننا اہل سنت والجماعۃ نصرہم اللہ سبحانہ وکثرہم کو مثل سننے تبرا ہی کے ہے اور اگر سننے والے اہل سنت والجماعۃ اس کلمہ سے رفضہ کو نہ روکیں تو گنہگار ہونگے اور در صورت روکنے کے ماجور فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ استعمال تمباکو کا ساتھ کھانے کے یا ناس بنا کر سونگھنے کے یا حقہ میں پینے کے جائز ہے یا نہیں اور دھبا لگ جاتا اسکا کپڑے پر مثل دھبے شراب اور بھنگ کے ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

استعمال تمباکو کا ہر طور پر جائز ہے اور دھبا اس کا مثل دھبے آب طاہر کے پاک ہے البتہ اگر استعمال اسکا حقہ میں اسطور پر کیا جاوے کہ نشہ کرے تو باعث نشہ کے حرام ہے اور اگر اس طور پر کیا جاوے کہ منہ میں تعفن آجاوے تو باعث بدبوے دہن کے مثل کچی پیاز اور لہسن کے کروہ ہے اور اگر یہ دونوں امر نہوں تو بلاکراہت جائز ہے قال العلامۃ الشامی فی حاشیۃ علی الدر المختار اقول قد اضطربت اراء العلماء

فیہ فبعضہم قال بکراہتہ وبعضہم قال بحرمتہ وبعضہم باباحتہ وافردوہ بالتالیف وفی شرح الوہبانیۃ للشرنبلالی ویمنع من بیع الدخان وشربہ وشاربہ فی الصوم لاشک انہ یفطر وفی شرح العلامۃ الشیخ اسماعیل النابلسی والد سیدنا عبدالغنی النابلسی علی شرح الدرر بعد نقلہ ان للزوج منع الزوجۃ من اکل الثوم والبصل وکل ماینتن الفم قال ومقتضاہ المنع من شربہا التتن لانہ ینتن الفم خصوصا اذا کان الزوج لایشربہ اعاذنا اللہ تعالی منہ وقد افتی بالمنع من شربہ شیخ مشائخنا المسیری وغیرہ اھ وللعلامۃ الشیخ علی الاجہوری المالکی رسالۃ فی حلہ نقل فیہا انہ افتی بحلہ من یعتمد علیہ من ائمۃ المذاہب الاربعۃ قلت والف فی حلہ ایضا سیدنا العارف عبدالغنی النابلسی رسالۃ مسماۃ الصلح بین الاخوان فی اباحۃ شرب الدخان وتعرض لہ فی کثیر من تالیفہ الحسان واقام الطامۃ الکبری علی القائل بالحرمۃ والکراہۃ فانہما حکمان شرعیان لابد لہما من دلیل علی ذلک فانہ لم یثبت اسکارہ ولاتفتیرہ ولااضرارہ بل ثبت لہ منافع فہو داخل تحت قاعدۃ الاصل فی الاشیاء الاباحۃ وان فرض اضرارہ للبعض لایلزم منہ تحریمہ علی کل واحد فان العسل یضر باصحاب الصفراء الغالبۃ وربما امرضہم مع انہ شفاء بالنص القطعی ولیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالی باثبات الحرمۃ والکراہۃ الذین لابد لہما من دلیل بل القول بالاباحۃ التی ہی الاصل وقد توقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع انہ ہو المشرع فی تحریم الخمر ام الخبائث حتی نزل علیہ النص القطعی فالذی ینبغی للانسان اذا سئل عنہ ان یقول ہو مباح لکن رائحتہ تستکرہہا الطباع فہو مکروہ طبعا لاشرعا انتہی اور بہت ظاہر ہے کہ حسب موافق قول ان محققین کے یہ مباح ٹھیرا پس طہارت میں اسکی کچھ کلام نہیں تو وہیا اسکا بلاشبہ کے طاہر ہوگا فقط واللہ سبحانہ تعالی اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ　　　الجواب صحیح محمد عبدالغفار خان۔

سوال ماقولکم ایہا العلماء المکرمون فی المسئلۃ الآتیۃ اسئلکم بحکم اللہ فاسئلوا اہل الذکر الآیۃ فاجیبوا رحمکم اللہ فی الدارین جس شخص کی زوجہ ووالدہ وجدہ وخواہر وغیرہ پابند صوم وصلوۃ ومتبع احکام شرعیہ ہوں اور افعال بدعات اور شرک میں مبتلا رہیں اور جملہ مذکورین اکل وشرب وسکنی میں باہم شریک ہوں اور یہ شخص اُن سب کا کفیل نان نفقہ ہو اور وہ سب جملہ امور میں مطیع اور فرمانبردار اُس کے ہوں الاامور موافق طبع میں طوعًا اور اعمال ناملائم مزاج میں کرہًا اطاعت کریں تو اُن سبھوں کے ساتھ شخص مذکور کو کس طرح معاشرت چاہیے اور کس قدر تاکید زوجہ پر اور کسقدر والدہ پر اور جدہ اور خواہرہ پر کرنا چاہیے تاکہ وعید یاایہا الذین آمنوا قوا انفسکم واہلیکم نارا اور کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ سے خلاص پاوے اور مواخذہ عقبی سے بچے اور کتنی تہاون میں بہ نسبت زوجہ کے اور تسہل میں بہ نسبت والدہ وجدہ

وخواہرو کے گرفتار مواخذہ یوم الحساب ہوگا جواب اسکا مفصلاً عام فہم زبان اردو مع سند قرآن وحدیث ومعتبرات فقہ درکار ہے فآتوا بالجواب مستند بالکتاب جزاکم اللہ رب الارباب سوال دوم اگر ارباب قرابت نسبیہ وصہریہ یا دوسرے اشخاص برادری یا اہل محلہ یا احباب کے یہاں تقریب شادی یا غمی بانضمام منکرات ورسوم ممنوعہ ہو تو شخص مسلم واقف احکام شرعیہ اور دینداران کو وہاں جانا اور شریک ہونا یا اپنی زوجہ یا دوسرے متعلقین مذکورین بضمن سوال اول کو جو بقبضۂ قدرت واختیار اُس کے ہوں جانے دینا شرعاً جائز ہے یا ممنوع وگناہ اور بر تقدیر ثانی گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ ہے اور آیا تقریبات مذکورہ میں مطلقاً جانا منع ہے اور جانے دینا اپنی زوجہ اور دیگر زنان متعلقات کو باعث معصیت ہے یا بصورت شرکت کے امر ممنوع ومجلس لہو وسرود میں معصیت ہوگی اور اگر ایک ہی صحن ہے کہ وہاں سرود ولہو امور ممنوع بھی ہیں اور اصل کس جس کے یہاں تقریب ہے وہ بھی ہے پس یہ شخص مذکور اگر خود وہاں بنظر رفع شکایت وادائے رسم برادری جاوے اور قدرے بیٹھ کر چلا آوے یا اپنی زوجہ ووالدہ وغیرہ کو اسی طور سے بتاکید عدم شرکت وارتکاب امر ممنوع دو ایک ساعت یا دو ایک روز کے لیے جانے دے تو اس تقدیر پر بھی نظر بعض حضوری کے ایسے مقام میں اور ایسی تقریب میں مورد الزام شرعی اور خطاکار ہوگا یا نہیں اور نہیں جانے میں اپنے یا نہ جانے دینے متعلقین میں اگر بوجہ جہالت شخص قرابت مند کے اندیشہ قطع رحم اور ترک برادری ورنجش باخود ہا کا ہو تو یہ عذر شرعاً کافی واسطے جواز شرکت ایسی تقریبات کے ہو سکتا ہے یا نہیں جواب جملہ شقوق کا تفصیلاً بعبارات اردو عام فہم بسند کتاب وحدیث ومعتبرات فقہ واصول درکار ہے۔ بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مذکورہ میں جب زوجہ اور والدہ وغیرہ شخص مذکور کی مطیع ہیں اگرچہ امور ناموافق طبع میں کرتا ہوں تو شخص مذکور کو چاہیئے کہ مسائل ضرور یہ عقائد کے اور فروع کے اُن کو تعلیم کرے اور موافق اُس کے اُس سے عمل کرالے اگرچہ وہ کرہاً عمل کریں اور مقتضائے آیۂ کریمہ یاایہا الذین آمنوا قوا انفسکم واہلیکم ناراً بھی ہے کہ اپنے نفس اور اہل وعیال کی تعلیم اور امر بالمعروف میں جہد بلیغ کرے قال فی التفسیر الکبیر قوا انفسکم ای بالانتہاء عما نہاکم اللہ سبحانہ عنہ وقال مقاتل ان یودب المسلم نفسہ واہلہ فیامرہم بالخیر وینہاہم عن الشر انتہی اور جب شخص مذکور نے تعلیم وتادیب بلکہ عمل کرانے میں موافق اُس کے سعی بلیغ کی تو اب یہ شخص عہدہ اپنے سے بری الذمہ ہوا پھر چھوڑ دینا اُن اشخاص مذکورہ کو بباعث بے رغبتی اُن کی کے امور دین میں شرعاً لازم نہیں ہے چنانچہ بفحوائے آیۂ کریمہ ضرب اللہ مثلاً للذین کفروا امراۃ نوح وامراۃ لوط

الآیۃ بعد تعلیم و تعریف کے چھوڑ دینا زوجہ کا اگرچہ وہ ارتکاب معصیت پر مقرر ہے لازم نہیں ہر کیسطرح حلت نکاح مسلم کے ساتھ کتابیہ کافرہ کی جو ثابت ہے آیۂ کریمہ والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم الآیۃ سے اس عدم ہجران پر دال ہے البتہ بقاعدہ حب فی اللہ والبغض فی اللہ کے تا مقدور تعلیم و تادیب کے بعد مطیع سے بقدر اُس کی طاعت کے واسطے اللہ تعالےٰ کے محبت و انس چاہیے اور عاصی سے بقدر عصیان کے رنج و ملالت چنانچہ امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں و تعلیم زوجتہ احکام الصلوۃ و ما یقضی منہا فی الحیض و ما لا یقضی فانہ امر بان یقیہا النار بقولہ قوا انفسکم و اہلیکم نارا فعلیہ ان یلقنہا اعتقاد اہل السنۃ و یزیل عن قلبہا کل بدعۃ ان استمعت الیہا و یخوفہا فی اللہ ان تساہلت فی امر الدین و یعلمہا من احکام الحیض و الاستحاضۃ ما تحتاج الیہ انتہی و قال ایضا الذی یفسق فی شرب خمر او ترک واجب او مفارقۃ محظور یخصہ فالامر فیہ اخف و لکنہ فی وقت مباشرۃ ان صودف یجب منعہ بما یمتنع بہ منہ و لو بالضرب و الاستخفاف فان النہی عن المنکر واجب انتہی لیکن مراتب امر بالمعروف و النہی عن المنکر کی بہ نسبت والدہ اور جدہ کے علیحدہ ہیں اور بہ نسبت زوجہ کے اور اُولاد اور اخت وغیرہ کے اور ہیں یعنی والدہ اور جدہ کو تعلیم و تعریف چاہیے اور سوا اُن کے اور وں پر عنف اور سختی بطور مناسب مناسب ہے قال الامام الغزالی فی الاحیاء فان قیل افتثبت ولایۃ الحسبۃ للولد علی الوالد و العبد علی المولی و الزوجۃ علی الزوج و التلمیذ علی الاستاذ و الرعیۃ علی الوالی مطلقا کما ثبت للوالد علی الولد و السید علی العبد و الزوج علی الزوجۃ و الاستاذ علی التلمیذ و السلطان علی الرعیۃ او بینہما فرق فاعلم ان الذی نراہ انہ یثبت اصل الولایۃ و لکن بینہما فرق فی التفصیل و لنفرض ذلک فی الولد مع الوالد فنقول قد رتبنا للحسبۃ خمسۃ مراتب و للولد الحسبۃ بالمرتبتین و لیس لہ الحسبۃ بالسب و التعنیف و التہدید و لا بمباشرۃ الضرب انتہی اور جواب سوال دوم یہ ہے کہ جو تقریب شادی یا غم با نضمام منکرات و رسوم ممنوعہ خواہ اہل قرابۃ نسبیہ یا صہریہ میں ہو یا اغیار میں اور قبل جانے کے علم ارتکاب منکرات کا آجاوے تو اُس تقریب میں نہ خود جانا چاہیے اور نہ اپنے متعلقین کو جو اُس کے اختیار میں ہیں چھوڑنا چاہیے اور اگر با وصف معلوم ہونے ارتکاب منکرات کے خود اُس تقریب میں جائیگا یا اپنے متعلقین کو جانے دیگا تو یہ شخص گنہگار ہوگا لیکن ظاہر یہ ہے کہ گناہ صغیرہ ہو اور عجب نہیں کہ بعض صور توں میں مفضی الی الکبیرہ ہو جاوے اور اگر قبل جانے کے علم ارتکاب منکرات کا نہیں آیا تھا اور یہ شخص اُس میں جا بیٹھا تو پھر اگر شخص مقتدی بہ ہے تو اُسکو بر تقدیر عدم قدرت علی المنع کے وہاں سے چلا آنا چاہیے اور مقتدی بہ نہیں ہے اور وہ فعل منکر محل جلوس میں ہے جب بھی چلا آوے اور اگر محل جلوس میں نہیں ہے علیحدہ ہے تو بقدر کھانا کھانے کے اُسمیں شریک ہو اور زیادہ نہ ٹھہرے اور اس حکم میں

مسلمان خود اور اُس کے متعلقین جو اُس کے اختیار میں ہیں سب برابر ہیں اور برعایت صلہ رحم کے ارتکاب ان امور کی اجازت نہیں معلوم ہوتی البتہ اگر ارتکاب منکرات مکان علیحدہ میں ہو اور مکان جلوس اُس شخص کا علیحدہ ہو تو رعایت صلہ رحم کا مضائقہ نہیں معلوم ہوتا قال فی الدر المختار دعی الی ولیمۃ وثمہ لعب وغناء قعد واکل لو المنکر فی المنزل فلو علی المائدۃ لا ینبغی ان یقعد بل یخرج معرضا لقولہ تعالے فلا تقعد بعد الذکرے مع القوم الظالمین فان قدر علی المنع فعل وان لم یقدر صبر ان لم یکن ممن یقتدی بہ وان کان مقتدی بہ ولم یقدر علی المنع خرج ولم یقعد لان فیہ شین الدین والمحکی عن الامام کان قبل ان یصیر مقتدی وان علم اولا باللعب لا یحضر اصلا سواء کان ممن یقتدی بہ اولا انتہی اور جو چیز انسان کو ممنوع ہے پس اُسکو اپنے متعلقین کا بھی اُس سے بچانا چاہیے موافق حدیث کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ انتہی اور باقی تفصیل ادلہ کا یہ پرچہ متحمل نہ تھا لہذا اسیقدر پر اکتفا کی فقط واللہ سبحانہ اعلم علمہ اتم۔

راقم المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ کتے یا خنزیر نے رس میں مونھ ڈالا پھر اُس رس کی راب یا گڑ بنایا آیا راب اور گڑ پاک ہے یا نہیں فقط بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

اس صورت میں راب یا گڑ پاک ہے اسواسطے کہ رس کو راب یا گڑ بنانے سے قلب عین ہو گیا اور قلب عین مطہر ہے قال فی الدر المختار وقد انہیت فی الخزائن المطہرات الی نیف وثلاثین وغیرت نظم ابن وہبان فقلت وغسل ومسح والجفاف مطہر ونحت وقلب العین والحفر یذکر وقال فی موضع آخر لا یکون نجسا رماد قذر والا لزم نجاسۃ الخبز فی سائر الامصار ولا ملح کان حمارا او خنزیرا ولا قذر وقع فی بئر فصار حماۃ لانقلاب العین بہ یفتی انتہی وقال المحقق الشامی قولہ لانقلاب العین علۃ للکل وہذا قول محمد وذکر معہ فی المحیط والذخیرۃ ابا حنیفۃ رحمہ اللہ قال فی الفتح وکثیر من المشائخ اختاروہ وہو المختار لان الشرع رتب وصف النجاسۃ علی تلک الحقیقۃ وتنتفی الحقیقۃ بانتفاء بعض اجزاء مفہومہا فکیف بالکل انتہی مختصرا وایضا قال ہذا الحبر فی الشرح قول الشارح ویطہر زیت تنجس بجعلہ صابونا بہ یفتی الخ وعبارۃ المجتبی جعل الدہن النجس فی الصابون یفتی بطہارتہ الخ وعبارۃ المجتبی جعل الدہن النجس فی صابون یفتی بطہارتہ لانہ تغیر والتغیر یطہر عند محمد ویفتی بہ للبلوی الخ ثم اعلم ان العلۃ عند محمد ہی التغیر وانقلاب الحقیقۃ وانہ یفتی بہ للبلوی کما علم مما مر ومقتضاہ عدم اختصاص ذلک الحکم بالصابون فیدخل فیہ کل ما کان فیہ تغیر

Marfat.com

نا انقلاب حقیقۃً ولان فیہ بلوی عامۃ فیقال کذلک فی الدبس المطبوخ اذا کان زبیبہ متنجسا ولاسیما
ان الفار یدخلہ فیبول ویبعر فیہ وقد یموت فیہ انتہی بقدر الحاجۃ فقط

حررہ العبد المفتاق الی رحمۃ رب المشرقین محمد ظہور الحسین عفی عنہ　　قد صح الجواب محمد ارشاد حسین احمدی۔

الجواب صواب محمد حسن　　الجواب صحیح محمد عبد المجید　　اصاب من اجاب محمد عبد اللہ　　الجواب ہو الصواب
محمد گوہر علی　　الجواب صحیح محمد امداد حسین عفی عنہ　　ہذا ہو الحق والصواب محمد سلامت اللہ　　ذلک کذلک
ومن قال سوی ذلک فقد قال محالا　　ابو السعان محی الدین محمد اعجاز حسین مجددی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم کہتے ہیں کہ یہ جواب غلط ہے اس لیے کہ ناپاک رس کی راب یا گڑ بنانے سے ماہیت نہیں بدلجاتی اس لیے کہ رنگت اور شیرینی رس کی ہنوز باقی ہے اور بقاء صفات نشانی ہے ذات کی اور بہت مسائل طہارت ونجاست پانی کے اسی قاعدہ پر مبنی ہیں اور صورت سوال کو قیاس کرنا مسئلہ پر جو کہ نمک میں گر کے نمک بنجاوے عقل مندی سے بعید ہے اور مسئلہ صابون وغیرہ ایجاد بعض متاخرین منظور فیہ ہے واللہ اعلم بالصواب۔　　محمد امام الدین

بیشک حکم بالا غلط ہے اور جو کچھ حضرت مولانا امام الدین صاحب نے لکھا حق ہے۔　　عبد الکریم　　حمید شاہ حامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ راب یا گڑ متنجس عصیر حرام سے ہے پس نظر کرنا چاہیے مسئلہ طبیق کو کہ بنایا گیا ہووے عصیر حرام سے تا حرمت متنجسین مذکورین سوال واضح ہووے اور وہ مسئلہ مذکور عالمگیری میں مصرح ہے۔
محمد حسین خاں

نقول وباللہ التوفیق ناپاک رس کی راب یا گڑ ناپاک ہے اور رس کی راب یا گڑ ہوجانے سے انقلاب عین جیسا کہ علمائے رامپور نے سمجھا ہے ممنوع ہے چنانچہ خود شامی میں تصریح اس کی موجود ہے فلیراجعوا　　خادم شرع محمد نور الحق عفی عنہ　　خادم شرع شریف عبد الحمید عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ جواب غلط ہے کیونکہ مجیب نے حاشیہ شامی سے علت تطہیر کی دو چیزیں نقل کیں انقلاب حقیقۃ اور عموم بلوی یہاں دونوں میں سے ایک بھی پائی نہیں جاتی نہ انقلاب حقیقۃ اس لیے کہ پتلی چیز گاڑھی ہوگئی فقط اور پتلی چیز کی گاڑھی ہونے سے یا گاڑھی کے پتلی ہوجانے سے انقلاب لازم نہیں آتا انقلاب جب لازم آتا ہے کہ نہ عین باقی رہے نہ اثر جیسے کہ کان نمک میں انسان یا اور کوئی مردار پڑ کر نمک ہوجائے تو یہاں انقلاب عین واثر کا ہے وہ پاک ہوجائے گا اور جو ذرہ بھی کچھ اثر باقی رہے گا

Marfat.com

تو ناپاک ہے جیسا کہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکتوبات پنجاہ وسوم جلد ثانی میں تحریر فرماتے ہیں الانسان الذی فی معدن الملح حتی صار شیئا فشیئا متصفا باحکام الملح الے ان صار کلہ ملحا ما بقی منہ عین ولا اثر فلا جرم یبیح قتلہ وقطعہ وحل اکلہ وبیعہ وشراءہ ولو بقی منہ عین او اثر لما جاز ذلک بس گرد میں انقلاب کب ہوا ہے ہاں اگر جل کے راکھ ہو جاتا جب انقلاب ہوتا اور پاک ہو جاتا باقی رہا عموم بلویٰ تو وہ یہاں خود مفقود ہے کیونکہ رس کا گڑ بناؤ کچھ تاگز نہیں ہے بلکہ گنوؤ نکا سا بھی حال نہیں ہے کہ عوام الناس سے اسکا احتیاط نہو سکے اور جو صرف پک جانے سے انقلاب ہو جایا کرے تو دنیا میں کوئی چیز ناپاک نہ رہے گی سرکہ کی ظرف میں چوہا مرا سکنجبین بنالی یا دودھ کو کتے نے پیا اس کی رڑی یا کھیر پکالی ایسی ہی بھاچ یا دہی کی کڑہی پک گئی شعر لکا بہت شیرے کہ سگش خورد بز شیر بخش ببرنج خورش نام دگر گشت حلال است + مخلوق سود اور رشوت خواری اور انواع واقسام خباثات وخیانات میں مبتلا ہیں جب اس طرح کے فتوے تغیر نام سے تطہیر پائیں گے تو کلب وخنزیر کی طرح نجاست خور بھی ہو جائیں گے نعوذ باللہ من ہذا المفہوم فقط محمد حسین عفی عنہ

حکم بالا فاضلان رامپور کا غلط ہے اور یہ جو کہ جناب مولوی محمد حسین خاں صاحب نے لکھا ہے صحیح ہے۔ حررہ العبد الضعیف عبد الکریم عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
وبہ التوفیق

رامپور کے بعض فضلا نے حکم دیا کہ جس رس میں سورموٹھ ڈالدے اس کی راب یا گڑ پاک وحلال ہے انھوں نے اس حکم کی کوئی روایت کسی کتاب سے نہیں لکھی اپنی رائے سے اسکو حلال بتایا حلت حرام کی رائے سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ ایسے حکم پر وعید شدید ہے کہ من افتی بغیر علم تلعنہ ملائکۃ السماء والارض حیث نسب الی اللہ تعالیٰ انہ حکمہ وہو کاذب ابن عساکر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیسیر شرح جامع صغیر منشاء اس غلطی کا یہ ہوا کہ انھوں نے سمجھا کہ ناپاک رس کی پکانے اور گاڑھے ہو جانے سے حقیقت بدل گئی امر یہ بداہۃً خطا اور بیجا ہے کیونکہ تبدل حقیقۃ کے یہ معنے ہیں کہ شئ اول منتفی اور بالکل نابود ہو جاوے چنانچہ گوبر جلکر راکھ ہو گئی یا مردہ کان نمک میں پڑکر نمک بن گیا گوشت پوست ہڈی چمڑا کچھ باقی نہ رہا اور یہ معنے ان صاحبوں نے خود حاشیۂ شامی سے نقل کیے کہ تنتفی الحقیقۃ بانتفاء بعض اجزاء مفہومہا فکیف بالکل فان الملح غیر العظم واللحم لیکن یہ نہ سمجھے کہ راب میں تبدل حقیقۃ کا نہیں ہوا کیونکہ رس منتفی اور نابود نہیں ہوا اگر تبدل حقیقۃ کا ہوتا تو راب یا گڑ نہیں بنتا حقیقت راب یا گڑ کی

Marfat.com

ہر عصیر جد بالطبخ ہے یعنی راب اور گڑ وہی رس ہے کہ طبخ سے منجمد ہو گیا اور افسوس پر افسوس کرتے
ہیں ان بھائیوں کی سمجھ اور غفلت پر کہ روایت انہوں نے حاشیہ شامی سے لکھی ہے اُس کی دو سطر
کے بعد لکھا ہے کہ رس میں تبدل حقیقۃ کا نہیں ہوتا بلکہ وہی رس پکانے سے منجمد ہو گیا ہے عبارت
اُس کی یہ ہے لکن قد یقال ان الدبس لیس فیہ انقلاب حقیقۃ لانہ عصیر جمد بالطبخ فغیہ تغیر وصف فقط
لا تغیر حقیقۃ کلبن صار جبنا و بر صار طحینا و طحین صار خبزا سو راب کو اُس نمک پر قیاس کرنا خطائے
فاحش ہے باقی رہا مسئلہ صابون جو ناپاک تیل سے بنایا گیا پس حاشیہ شامی میں لکھا ہے قولہ نظر
زیت تنجس بجعلہ صابونا بہذہ المسئلۃ قد فرعوہا علی قول محمد بالطہارۃ بانقلاب العین واختارہ اکثر
المشائخ خلافا لابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کما فی شرح المنیۃ والفتح وغیرہما پس اس تیل ناپاک کا پاک
ہو جانا قطع نظر اس سے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے خلاف اُسکا مروی ہے ملف سے مروی
نہیں بلکہ متاخرین نے اسکو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی قول پر قیاس کیا ہے کہ انقلاب حقیقۃ سے شئے پاک
ہو جاتی ہے لیکن اسپر یہ شبہہ ہے کہ شرح منیہ میں مسطور ہے وعند محمد لا یطہر الدہن بوجہ پس جبکہ
نزدیک امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ناپاک تیل کسی وجہ سے پاک نہیں ہوتا تو تفریع بعض متاخرین کی
باوجود اس تصریح کے صحیح نہوگی اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ پاک ہو گیا لیکن قیاس راب کا اس صابون
پر بھی درست نہیں کیونکہ راب اور گڑ میں رس منجمد ہے اور صابون غیر تیل بلکہ تیل مستہلک اور منتفی ہو گیا
کیونکہ صابون بنایا جاتا ہے چونہ اور سجی اور شورہ سے انہیں تھوڑا تیل بھی ڈالتے ہیں اور یہ سب چیزیں طاہر
ہیں اور معلوم ہے کہ چونہ مفنی تیل ہے پس تیل لا محالہ مستہلک اور منتفی ہو گیا یہی تبدل حقیقۃ ہے اور
قطع نظر اس سے صابون کو ان چیزوں میں بہت سا پانی ڈالکر اور پانی میں پکانا مطہر شئے نجس ہے کما
ہو المذکور فی الکتب اور شرط نہیں تثلیث طبخ فی الماء یعنی تین بار پکانا چنانچہ شامی میں ہے قال
فی الفتاوی الخیریۃ ظاہر کلام الخلاصۃ عدم اشتراط التثلیث وہو مبنی علی ان غلبۃ الظن مجزیۃ عن التثلیث
الغرض اس تیل میں اسباب تطہیر استہلاک اور انقلاب حقیقۃ اور طبخ فی الماء ہے اور راب میں اسمیں
سے ایک بھی نہیں تو قیاس راب کا صابون پر بھی درست نہیں ہے پس ثابت ہوا کہ وہ راب شرعاً
یقیناً ناپاک ہے حلال جاننا اُسکو سخت جہالت ہے فقط واللہ اعلم بالصواب کتبہ الفقیر المستجیر الی اللہ
القدیر عبد الکریم ابن احمد خاں عفی اللہ لہما۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جواب علمائے رامپور صحیح اور اوفق ہے ساتھ فقہ کے اور اس مسئلہ میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے

Marfat.com

قول پر فتوی ہے اور اسکی مؤید ہیں روایات فقہا جو معتمد اور مفتی بہ ہیں قال العلامۃ ابن الہمام فی
فتح القدیر و آخر مختلف فیہ بین ابی یوسف و محمد رحمہما اللہ تعالیٰ و ہو بانقلاب العین فی غیر الخمر کالخنزیر
والمیتۃ یقع فی المملحۃ فیصیر ملحا وکثیر من المشایخ اختار وا قول محمد وہو المختار لان الشرع رتب وصف
النجاسۃ علی تلک الحقیقۃ وتنتفی الحقیقۃ بانتفاء بعض اجزاء مفہومہا فکیف بالکل فعلی قول محمد فرعوا الحکم بطہارۃ صابون
صنع من زیت نجس وفرع بعضہم علیہ ان التراب والماء النجسین اذا اختلطا وحصل الطین کان الطین طاہرا
لانہ صار شیئا آخر وہذا بعید فقد اختلف فیما لو کان احدہما طاہرا فقیل العبرۃ للماء وقیل للتراب وقیل
للغالب والاکثر علی ان ایہما کان طاہرا فالطین طاہر وفی الخلاصۃ العبرۃ للنجس منہما ایہما کان نجسا فالطین
نجس وبہ اخذ الفقیہ ابو اللیث وکذا روی عن ابی یوسف وقال محمد ابن سلام ایہما کان طاہرا فالطین
طاہر ہذا قول محمد حیث صار شیئا آخر انتہی وقال المحقق الحلبی فی شرح المنیۃ وہو اختیار ابی نصر محمد ابن
سلام قال البزازی ہو قول محمد رحمۃ اللہ علیہ وقد ذکر ان الفتوی علیہ انتہی ووجہہ فی الخلاصۃ بصیرورتہ
شیئا آخر انتہی اور یہ جو شارح منیہ نے اسپر اعتراض کیا ہے و ہو توجیہ ضعیف اذ یقتضی ان جمیع الاطعمۃ
اذا کان احدہا نجسا او دہنہا او نحو ذلک ان یکون الطعام طاہرا لصیرورتہ شیئا آخر وعلی ہذا سائر المرکبات
اذا کان بعض مفرداتہ نجسا ولا یخفی فسادہ انتہی اسکا حال یہ ہے کہ اہل ترجیح اور افتا نے جو قول امام محمد
رحمۃ اللہ تعالیٰ پر فتوی دیا ہے تو مطلقا نہیں ہے بلکہ مخصوص ہے ساتھ ضرورت اور عموم بلوی کے
کما قال فی المجتبیٰ جعل الدہن النجس فی الصابون یفتی بطہارتہ لانہ تغیر والتغیر مطہر عند محمد ویفتی بہ
للبلوی انتہی وقال فی الدر المختار ویطہر زیت تنجس بجعلہ صابونا بہ یفتی للبلوی انتہی پس جز اطعمہ وغیرہ میں
مثلا پانی وغیرہ نجس پڑا ہے اگر ضرورت اور عموم بلوی ہے یعنی عامہ مسلمین اسمیں مبتلا ہیں اور بچنا اس
دشوار ہے تو موافق قول مذکور کے بلاشبہ وہ پاک ہیں لیکن ظاہر ہے کہ ان بلاد میں اطعمہ وغیرہ میں عموم
بلوی اور ضرورت نہیں ہے پس لزوم طہارت بھی نہو گا اور ثانیاً یہ کہ جس قول پر ارباب ترجیح وافتا نے
فتوی دیا تو کسی کو مقلدین میں سے خلاف اسکا جائز نہیں کما قال فی الدر المختار اما نحن فعلینا اتباع
ما رجحوہ وما صححوہ انتہی پس شارح منیہ جو کسی قسم کی اہل ترجیح وافتا میں سے نہیں ہیں انکی اعتراض سے
قول مفتی بہ کیونکر متروک ہو سکے اور یہ کہنا کسیکا کہ یہ مذہب متقدمین فقہا نہیں ہے بلکہ متاخرین نے امام محمد
کے قول پر قیاس کر کے صابون کو طاہر کہا ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ قائل اس کلام کا فقہ سے ناآشنا ہے
یہاں قیاس کہاں ہے یہ تفریع ہے کلیہ قول امام محمد پر وکم من فرق بین القیاس والتفریع اور تفریع
کرنے والے بھی فقط متاخرین نہیں ہیں بلکہ متقدمین میں ارباب ترجیح بھی ہیں جیسے ابو نصر محمد ابن سلام جو

Marfat.com

مماثل اور ہم پلہ ہیں ابوحفص کبیر کی کہ وہ تلمیذ خاص ہیں امام محمدؒ کے قال فی الفوائد البہیۃ محمد ابن سلام ابو نصر البلخی
وہو صاحب الطبقۃ العالیۃ سمع انہم عدۃ من اقران ابی حفص الکبیر قال الجامع ذکر الفقیہ ابو اللیث فی آخر کتاب
النوازل ان وفاتہ کان خمس وثلاثمائۃ انتہی اسی طرح اور اہل ترجیح وافتا اسمیں شریک ہیں کما مر من البزازی وغیرہ
اور یہ جو معترض نے لکھا ہے کہ مجیب نے حاشیہ شامی سے علت تطہیر کی دو چیزیں نقل کیں انقلاب بحقیقت اور عموم
بلوی یہاں دونوں میں سے ایک بھی پائی نہیں جاتی اسلئے کہ پتلی چیز گاڑھی ہو گئی فقط اور پتلی چیز گاڑھی ہونے سے یا
گاڑھی کے پتلی ہونے سے انقلاب لازم نہیں آتا انتہی اسمیں اولاً یہ ہے کہ مجیب نے علت تطہیر کی دو چیزیں ہرگز
نقل نہیں کیں فقط انقلاب عین شامی سے نقل کیا ہے البتہ یہ امر شامی میں مذکور ہے کہ انقلاب عین سے حصول
تطہیر مذہب امام محمد رحمۃ اللہ تعالے کا ہے اور اس قول پر بجہت عموم بلوی کے فتوی دیا گیا ہے کما قال ثم اعلم ان
العلۃ عند محمد ہی التغیر وانقلاب الحقیقۃ وانہ یفتی بہ للبلوی کما علم مما مر انتہی وقال فی موضع آخر علی قول
صاحب الدر المختار لا یکون نجسا رماد قذر والا لزم نجاسۃ الخبز فی سائر الامصار انتہی ای ان لا نقل انہ لا یکون
نجسا وظاہرہ ان العلۃ الضرورۃ وصریح الدر وغیرہا ان العلۃ انقلاب العین کما یاتی لکن قدمنا من المجتبی ان
العلۃ ہذہ وان الفتوی علی ہذا القول للبلوی فمفادہ ان عموم البلوی علۃ اختیار القول بالطہارۃ المعللۃ بانقلاب
العین فتدبر انتہی ثانیاً یہ ہے کہ مجیب نے یہ کہاں دعوی کیا ہے کہ پتلی چیز کے گاڑھی یا گاڑھی چیز کے پتلی ہونے
کو انقلاب عین لازم ہے کہ معترض یہ لکھتا ہے کہ اس سے انقلاب لازم نہیں آتا مجیب نے تو وقوع انقلاب
کا صورت مخصوصہ میں قول کیا ہے اور لزوم انقلاب میں اور وقوع انقلاب میں عاقل بصیر کے نزدیک فرق بین ہے
اور پتلی چیز گاڑھی ہونے سے وقوع انقلاب عین قطعاً متحقق ہے جیسے خون گاڑھا ہو کر خشک ہو گیا اور نطفہ
گاڑھا ہو کر مضغہ ہو گیا قال فی رد المحتار علی قول صاحب الدرر المسک طاہر حلال لانہ وان کان دما فقد تغیر فیصیر
طاہرا کرماد العذرۃ خانیہ والمراد بالتغیر الاستحالۃ الی الطیبۃ انتہی وقال ایضاً ونظیرہ فی الشرع النطفۃ
نجسۃ وتصیر علقۃ وہی نجسۃ وتصیر مضغۃ فتطہر انتہی پس یہ کہنا کہ پتلی چیز گاڑھی ہونے سے انقلاب لازم نہیں آتا ایچ پوچ
ہے اور یہ جو معترض نے عبارت مکتوب پنجاہ و سوم مجلد ثالث مکتوبات شریف حضرت امام ربانی مجدد الف
ثانی رضی اللہ تعالی عنہ کی نقل کی ہے اور مجلد ثالث کو مجلد ثانی تعبیر کیا ہے حال اسکا یہ ہے کہ یہ کلام امام ربانی
رضی اللہ تعالے عنہ بیچ باب حصول فنا و بقا ہے اور عدم بقا عین و اثر بمعنے انقلاب ممکن بصفات واجب اور
انقلاب عین نہ مفاد ہے اس کلام کا نہ مراد ورنہ نعوذ باللہ تعالے ممکن منقلب بواجب ہو جائے یہ عین الحاد و ارتداد ہے
چنانچہ بعد کلام منقول کے مکتوب موصوف میں بتصریح عدم انقلاب کی صورت مذکور ہے بلکہ انقلاب
احدہما کا مہ سے ساتھ صفات و احکام آخر کے وہو ہذا فان قلت آنکہ گفتہ فی ایجاد تبدیل ارسال ان

زوال العین والاثر انما یکون شھودیا لا وجودیا لاستلزام الالحاد والزندقۃ ورفع الاثنینیۃ الثابتۃ بین العبودیۃ والربوبیۃ فمامعنی زوال العین والاثر نفی الوجود منھا قلت الصباغ الشیٔ بحیث یصیر احدھما متحلیا عن احکامہ ومنصبغا باحکام الآخر لا یوجب رفع الاثنینیۃ عنھما حتی یکون الحادا وزندقۃ فان الانسان الملقی فی معدن الملح ما اتحد مع الملح وازال اثنینیۃ بل حصل لہ من جوار الملح وسلطانہ فنا عن نفسہ ومن صفاتہ وبقاء بالملح واحکامہ مع بقاء الاثنینیۃ انتھی بقدر الحاجۃ اب ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مقصود اس کلام سے انقلاب عین ہے لیکن اس کلام میں حصر انقلاب عین کا بیچ اسی صورۃ مذکورہ کے کہاں ہے پس ممکن ہے کہ جیسے اس محل مذکور میں انقلاب عین ہوگیا اسیطرح بعض مواقع میں سوا اس نہج کے بھی انقلاب عین ہوجائے قولہ باقی رہا عموم بلوی سو وہ یہاں خود مفقود ہے کیونکہ رس کا کڑھاؤ کچھ تالاؤ نہیں ہے بلکہ کنوئیں کا سا بھی حال نہیں ہے کہ عوام الناس سے اسکا احتیاط نہو سکے انتھے اقول یہ کلام اس قائل کا اول دلیل اور واضح برہان ہے اوپر رسائی فہم اور فقہ شناسی معترض کے بھلا ذرا غور تو کرو تالاؤ ہونے یا نہونے کو عوام بلوی اور عدم عموم میں کیا مداخلت عموم بلوی تو عند الفقہا عبارت اس سے ہے کہ کسی امر میں ابتلاء عام ہو اور بچنا اس سے دشوار ہو پس رس کا کڑھاؤ اگر تالاب ہوتا اور بچنا سہل ہوتا تو باوصف تالاب ہونے کے بھی عموم بلوی متحقق نہوتا اور اگر رس کا کڑھاؤ تالاب نہیں لیکن اس میں باوصف اختلاط نجاست کے عامہ مسلمین کو ابتلا ہے اور بچنا اس سے دشوار ہے کما سیظہر تفصیلہ تو باوجود تالاب نہونے کے عموم بلوی موجود ہے قال فی الاشتباہ والنظائر اعلم ان اسباب التخفیف فی العبادات وغیرہا سبعۃ الاول السفر الثانی المرض الثالث الاکراہ الرابع النسیان الخامس الجھل السادس العسر وعموم البلوی الخ اب محل غور ہے کہ فقہا نے جو تغیرات اور انقلاب عین سے حکم طہارت نجاست کا فرمایا تو یہ موافق قول امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہے اور یہ بسبب ابتلائے عام اور عسر احتراز کے اسی قول پر فتوی دیا ہے کما مر اور یہ بھی مصرح فرمادیا ہے کہ یہ حکم مخصوص ساتھ تغیر اور انقلاب معین کے نہیں ہے بلکہ جسجگہ تغیر اور انقلاب متحقق ہو اور عموم بلوی پایا جاوے تو اس جگہ حکم طہارت کا موافق قول مذکور مفتی بہ کیا جائے کما قال فی رد المحتار ثم اعلم ان العلۃ عند محمد ہی التغیر وانقلاب الحقیقۃ وانہ یفتی بہ للبلوی کما علم مما مر ومقتضاہ عدم اختصاص ذلک الحکم بالصابون فیدخل فیہ کل ما کان فیہ تغیر وانقلاب حقیقۃ وکان فیہ بلوی عامۃ فیقال کذلک فی الدبس المطبوخ الخ اور وہ جو علامہ شامی نے اسپر استدراک کیا ہے اور کہا لکن قد یقال ان الدبس لیس فیہ انقلاب حقیقۃ لانہ عصیر جمد بالطبخ وکذا السمسم اذا درس واختلط دہنہ باجزائہ ففیہ تغیر وصف فقط کلبن صار جبنا وبر صار طحینا وطحین صار خبزا بخلاف نحو خمر صار خلا وحمار وقع فی مملحۃ فصار ملحا وکذا دردی الخمر صار طرطیرا وعذرۃ صارت رمادا وحماۃ فان ذلک کلہ انقلاب حقیقۃ الی حقیقۃ اخری لا مجرد انقلاب وصف کما سیاتی انتھی اسکا جواب اولا یہ ہے کہ یہ استدراک ہے بعض متاخرین پس قول مفتی اور

تفریع فقہائے متقدمین کو رفع نہیں ہو سکتا قال فی الدر المختار رد المحتار علینا اتباع ما رجحوہ وما صححوہ کما لو افتونا فی
حیاتہم انتہی ثانیاً یہ ہے کہ قول امام محمد رحمۃ اللہ تعالے علیہ میں جو مفتی بہ ہے تغیر اور انقلاب حقیقۃ دو امر مذکور ہیں اور ظاہرا
عطف واسطے مغایرت کے ہوتا ہے پس صورت مذکورہ میں اگر عدم انقلاب عین تسلیم بھی کر لیا جائے تو کیا مضر ہے تغیر تو قطعا ہے تو
تغیر بھی موافق اس قول مفتی بہ کے منجملہ مطہرات ہے چنانچہ تصریح اس امر کی مطلق تغیر بدون انقلاب حقیقۃ کے موجب تطہیر ہے
اور اسی پر فتوی ہے کلام علامہ ابن الہمام صاحب فتح القدیر سے پیشتر نقل ہو چکی ما دہ طین میں جس کا احد الاجزا نجس ہو ثالثاً
علت اختیار اس قول کی جو عموم بلوی اور عسر احتراز ہے وہ ہونا چاہیئے انقلاب عین لازم نہیں آور یہ کہنا کہ اس تقدیر پر کوئی
چیز دنیا میں ناپاک نہ رہیگی سرکہ کے ظرف میں چوہا مرا سکنجبین بنائی یا دودھ کتے نے پیا اسکی رٹری یا کھیر بنائی ایسی ہی
چاچ یا دہی کی کڑھی پک گئی الخ ساقط ہے اسلئے کہ ان صورتوں میں عموم بلوی اور عسر احتراز کہاں ہے اگر عموم
بلوی اور عسر احتراز ان صورتوں میں متحقق ہوتا تو بلا شبہ حکم مذکور یہاں بھی کیا جاتا ثالثاً یہ ہے کہ انقلاب عین کے لئے
کوئی ایسے معنے کہ جس سے دبس وغیرہ خارج رہے کلام فقہا میں پائی نہیں جاتی کلام فقہا سے تو صاف ظاہر ہے
کہ دبس وغیرہ میں انقلاب متحقق ہے اسواسطے کہ مفہوم شے میں سے اگر بعض اجزا مفہوم بدل جاویں تو انقلاب عین ہو جائیگا
کل کا بدلنا لازم نہیں ہے قال فی فتح القدیر وکثیر من المشائخ اختاروہ وہو المختار لان الشرع رتب وصف النجاسۃ
علی تلک الحقیقۃ وتنتفی الحقیقۃ بانتفاء بعض اجزاء مفہومہا انتہی اور بہت ظاہر ہے کہ مفہوم رس میں حسب عرف اور ذوق
کے سیلان اور رقت معتبر اور جزو مفہوم ہے اور راب اور گڑ اور قند و شکر میں وہ منتفی ہے اور اسیطرح حال ہے دبس اور جبن وغیرہ
میں لیکن اسی طرح جہاں کہیں عموم بلوی اور عسر احتراز متحقق ہوگا تو وہاں پر فتوی طہارت پر دیا جائیگا اور کلیہ امام محمد میں اسکو
داخل کیا جائیگا جیسی راب اور گڑ کہ اسمیں عموم بلوی اور عسر احتراز بلا تامل واقع ہے اور مشاہد ہے کہ لوگ رس کے اور گڑ
کے اور کونڈ میں رس کی اور چاک گڑ کے بیشتر صحرا اور قرب وجوار دیہات میں قائم ہوتے ہیں اور کتے وغیرہ دیہات
کے شب کو اکثر انکو چاٹتے ہیں۔ اور ان سے احتراز بہت دشوار ہے اور تمام ملک ہندوستان میں لاکھہا بلکہ کروڑہا
جگہ راب اور گڑ وغیرہ بنتا ہے اور راب سے جمیع اقسام کی شیرینی میں مفرد اور مرکب مثل شکر اور قند اور مصری اور بیڑا
برفی جلیبی امرتی وغیرہ بنتی ہیں اور استعمال کیجاتی ہیں پس اگر بمقتضائے عموم بلوے موافق قول امام محمدؒ کے جو
مفتی بہ ہے اگر اس رس اور راب اور گڑ وغیرہ پر حکم طہارت نہ کیا جائے تو مسلمانان ہندوستان بلکہ تمامی عرب اور
عجم جو استعمال کسی قسم کا شیرینیوں میں سے کرتے ہیں سب نجاست ہی کھاتے ہونگے اور معترض نے بھی اگر کبھی
ان قسم کی شیرینیوں کا استعمال کیا ہوگا تو موافق زعم اپنے کے نجاست ہی کھائی ہوگی وہو محال لا یتفوہ بہ عاقل
فضلا عن عالم اور وہ جو معترض ثانی نے لکھا ہے کہ رامپور کے بعض فضلا نے حکم دیا الخ جواب اسکا کسی بنیاد پر مخفی
نہیں اسواسطے کہ مجیب مصیب نے روایت مصرحہ رد المحتار سے اسباب میں نقل کی ہے۔ اس روایت میں سے

Marfat.com

کلیہ یہ امر واضح ہے کہ جس چیز میں تغیر اور انقلاب حقیقۃ ہو اور بلوائے عام یا یا جاوے تو وہ چیز حکم طہارت کلیہ
قول امام محمد میں جو مفتی بہ ہے داخل ہے پس یہ کہنا کہ اس حکم پر کوئی روایت نہیں نقل کی دال ہے اوپر کمال دانائی
اور بینائی معترض کے حق یہ ہے کہ قایل اس کلام کا اس حدیث متفق علیہ کا مصداق ہے ان اللہ لا یقبض العلم
انتزاعا ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالم اتخذ الناس رؤسا جہالا فسئلوا فافتوا
بغیر علم فضلوا واضلوا انتہی اور یہ جو کہا کہ تبدل حقیقۃ کی یہ معنے ہیں کہ شی اول منتفی اور بالکل نابود ہو جائے الخ
جواب اسکا یہ ہے کہ یہ زعم کاسد ہے اس قایل کا اور مخالف ہے تصریح فقہاء محققین کے چنانچہ مجیب مصیب نے
اور نیز ہمنے پیشتر ذکر کر دی ہے قال العلامۃ ابن الہمام تنتفی الحقیقۃ بانتفاء بعض اجزاء مفہومہا فکیف بالکل یعنی جو کوئی
جز مفہوم شے کا منتفی ہو جائیگا تو وہاں حقیقۃ منتفی ہو جائیگی پس اگر کل بدلجائے تو بالاولی حقیقۃ بدل جائیگی اب غور کرو
کہ رس کے مفہوم میں رقت اور سیلان معتبر ہے اسکو ہر عاقل منصف جانتا ہے کہ شکر اور راب اور گڑ کو کبھی رس
نہیں کہیں گے اور وہ رقت اور سیلان راب وغیرہ میں منتفی ہے پس تبدل حقیقۃ ہو گیا پھر یہ کہنا کہ رس منتفی اور نابود
نہیں ہوا یہ معنے ہے قابل اصغا نہیں اور افسوس یہ ہزار افسوس ہے کہ یہ قائل باوجود تصریح ابن الہمام کے یہ نہ سمجھا کہ رس
بنجانے راب اور گڑ وغیرہ کے باعتبار انتفاء بعض اجزاء مفہوم رس کے جو وہ رقت اور سیلان ہے انقلاب حقیقۃ ظاہر
اور نہ یہ سمجھا کہ مقصود علامہ شامی کا نقل کرنے کلام کسی قائل سے جو قد یقال کر کے نقل کیا ہے اٹھانا قول مفتی بہ کا نہیں
ہے بلکہ بیان ہے اشتباہ کا ورنہ اکثر روایات فقہ میں اشتباہات وارد ہوتے ہیں اور ان سے قول مفتی بہ رفع
نہیں ہوتا کما لا یخفی علی الماہر اور یہ کہنا کہ مسئلہ طہارت صابون کا سلف سے مروی نہیں بلکہ متاخرین نے اسکو امام محمد رحمۃ
اللہ علیہ کے قول پر قیاس کیا ہے جواب اسکا پیشتر ہو چکا کہ نہ یہ قیاس ہے بلکہ تفریع ہے کلیہ پر اور نہ متاخرین نے فقط تفریع کی
بلکہ متقدمین کا بھی یہی مختار اور مفتی بہ ہے گو بعض کا اسمیں اختلاف بھی ہو لیکن فتوی انکے قول پر نہیں ہے کما سلف منا سابقا اور وہ جو
معترض نے کہا کہ ... ... تصریح بعض متاخرین کی بوجہ ... تصریح
التصحیح انکی ہو سکتا ہے کہ یہ کلام امام محمد کا علی التسلیم محمول ہے صورت غیر انقلاب حقیقۃ پر جیسے پانی ڈالکر جوش دیکر تیل کو پاک کرتے
ہیں کما قال فی رد المحتار والدہن یصب علیہ الماء فیغلی فیعلو الدہن الماء فیرفع بشیء ہکذا ثلث مرات وہذا عند ابی یوسف رحمہ
خلافا لمحمد رحمہ اللہ وہو اوسع وعلیہ الفتوی انتہی پس احتمال تدافع کلام امام محمد رحمہ میں نہ باقی رہا اور یہ جو کہا کہ قیاس راب کا صابون
پر درست نہیں الخ اسکا جواب مفصلاً گذر چکا کہ یہ قیاس راب کا صابون پر نہیں ہے بلکہ بیان اور تفریع ہے کلیہ کو مفتی بہ کے
وہ جسطرح صابون ایک جزئی ہے اس کلیہ کا اسیطرح راب اور گڑ مذکور ایک جزئی ہے فلا قیاس ہہنا ولا تفرقۃ بینہما
فی محل نصاۃ انہ المدفق ۔ المجیب محمد ارشاد حسین احمدی الجواب صحیح محمد گوہر علی الجواب صحیح محمد عبد القادر
ہذا آخر الجزء الاول من فتاوی الارشادیۃ ۱۲
آخرہ لا مجد المقادر صدق ... ...

Marfat.com

کلیتہ بہ امر واضح ہے کہ جس چیز میں تغیر اور انقلاب حقیقۃ ہوا اور ملوائے عام یا یا جاوے تو وہ چیز حکم طہارت کلیہ قول امام محمدؒ میں جو مفتی بہ ہے داخل ہے پس یہ کہنا کہ اس حکم پر کوئی روایت نہیں نقل کی دال ہے اور بکمال دانائی اور بینائی معترض کے حق یہ ہے کہ قایل اس کلام کا اس حدیث متفق علیہ کا مصداق ہے ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالم اتخذ الناس رؤسا جہالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا انتہی اور یہ جو کہا کہ تبدل حقیقۃ کی یہ معنے ہیں کہ شئی اول منتفی اور بالکل نابود ہو جاوے الخ جواب اسکا یہ ہے کہ یہ زعم کاسد ہے اس قایل کا اور مخالف ہے تصریح فقہاء متقدمین کے چنانچہ مجیب مصیب نے اور نیز ہمنے پیشتر ذکر کر دی ہے قال العلامۃ ابن الہمام تنتفی الحقیقۃ بانتفاء بعض اجزاء مفہومہا فکیف بالکل یعنی جو کوئی جزء مفہوم شئے کا منتفی ہو جائیگا تو وہاں حقیقۃ منتفی ہو جائیگی پس اگر کل بدل جائے تو بالاولی حقیقۃ بدل جائیگی اب غور کرو کہ رس کے مفہوم میں رقت اور سیلان معتبر ہے اسکو ہر عاقل منصف جانتا ہے کہ شکر اور راب اور گڑ کو کبھی رس نہیں کہیں گے اور وہ رقت اور سیلان راب وغیرہ میں منتفی ہے پس تبدل حقیقۃ ہو گیا پھر یہ کہنا کہ رس منتفی اور نابود نہیں ہوا ہمنے ہے قابل اصغا نہیں اور افسوس پر ہزار افسوس ہے کہ یہ قائل باوجود تصریح ابن الہمام کے یہ نہ سمجھا کہ رس منجانے راب اور گڑ وغیرہ کے باعتبار انتفاء بعض اجزاء مفہوم رس کے جو وہ رقت اور سیلان ہے انقلاب حقیقۃ ظاہر اور نہ یہ سمجھا کہ مقصود علامہ شامی کا نقل کرنے کلام کسی قائل سے جو قد یقال کر کے نقل کیا ہے اٹھانا قول مفتی بہ کا نہیں ہے بلکہ بیان ہے اشتباہ کا ورنہ اکثر روایات فقہ میں اشتباہات وارد ہوتے ہیں اور ان سے قول مفتی بہ رفع نہیں ہوتا کما لا یخفی علی الماہر اور یہ کہنا کہ مسئلہ طہارت صابون کا سلف سے مروی نہیں بلکہ متاخرین نے اسکو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر قیاس کیا ہے جواب اسکا پیشتر ہو چکا کہ نہ یہ قیاس ہے بلکہ تفریع ہے کلیہ پر اور متاخرین نے فقط تفریع کی ہے بلکہ متقدمین بھی یہی مختار اور مفتی بہ ہے گو بعض کا اسمیں اختلاف بھی ہے لیکن فتویٰ انکے قول پر نہیں ہے کما سلف منا سابقا اور وہ جو معترض نے کہا کہ طہارت صابن پر یہ شبہ ہے کہ شرح منیہ میں مسطور ہے ونفرقہ لا یطہر الدہن تو جیسے شرح ... بعض متاخرین کی وہم کی تصریح کی بھی جواب اسکا یہ ہے کہ یہ کلام امام محمدؒ کا علی التسلیم محمول ہے صورت غیر انقلاب حقیقۃ پر جیسے پانی ڈالکر جوش دیکر تیل کو پاک کرتے ہیں کما قال فی رد المحتار والدہن یصب علیہ الماء فیغلی فیعلو الدہن الماء فیرفع بشیء ہکذا ثلث مرات وہذا عند ابی یوسف رحمہ خلافا لمحمدؒ وہو اوسع وعلیہ الفتویٰ انتہی پس احتمال تمانع کلام امام محمدؒ میں نہ باقی رہا اور یہ جو کہا کہ قیاس راب کا صابون پر درست نہیں الخ اسکا جواب مفصلا گذر چکا کہ یہ قیاس راب کا صابون پر نہیں ہے بلکہ بیان اور تفریع ہے کلیہ کو جو مفتی بہ ہے یعنی جس طرح صابن ایک جزئی ہے اس کلیہ کا اسیطرح راب اور گڑ مذکور ایک جزئی ہے فلا قیاس ہہنا ولا تفرقۃ بینہما فی محلۃ نصاراتہ المرفق۔ المجیب محمد ارشاد حسین احمدی الجواب صحیح محمد گوہر علی الجواب صحیح محمد عبد القادر

ہذا آخر الجزء الاول من فتاوی الارشادیہ

اخری لامجرد القاء ... صدف ... اسمائی ... انتہی ... اب اولایہ ...

Marfat.com

Marfat.com

فقیہ عصر بحر العلوم

مولانا مفتی ارشاد حسین رامپوری رحمتہ اللہ علیہ کے فتوؤں کا مجموعہ

فتاوی ارشادیہ حصہ اوّل دوم

اور آپ کی علمی و تحقیقی کتاب

انتصار الحق

اس کتاب کا ہر سنی حنفی عالم کے پاس ہونا ضروری ہے

دو سو تہتر علوم پر مکمل دسترس رکھنے والے

عالم علم لدنی حضرت شیخ عبد العزیز پرحاروی

صاحب نبراس کی تفسیر قرآن مجید

لوح محفوظ

رابطہ کیلئے: مدینہ بک اسٹال جامع مسجد اقصیٰ

ایمپریس مارکیٹ صدر کراچی فون: 7229832

ہمارے یہاں نئی اور پرانی کتابوں کی خرید و فروخت

اور نایاب کتابیں چھپوانے کیلئے رجوع کریں۔

Marfat.com

فقیہ عصر بحر العلوم

مولانا مفتی ارشاد حسین رامپوری رحمتہ اللہ علیہ کے فتوؤں کا مجموعہ

فتاوی ارشادیہ

حصہ اوّل دوم

اور آپ کی علمی و تحقیقی کتاب

انتصار الحق

اس کتاب کا ہر سنی حنفی عالم کے پاس ہونا ضروری ہے

دو سو تہتر علوم پر مکمل دسترس رکھنے والے

عالم علم لدنی حضرت شیخ عبد العزیز پرھاروی

صاحب نبراس کی تفسیر قرآن مجید

لوح محفوظ

رابطہ کیلئے: مدینہ بک اسٹال جامع مسجد اقصیٰ

ایمپریس مارکیٹ صدر کراچی فون: 7229832

ہمارے یہاں نئی اور پرانی کتابوں کی خرید و فروخت

اور نایاب کتابیں چھپوانے کیلئے رجوع کریں۔

Marfat.com